اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

لذت افزائے درد دل ہائے عاشقان کلام مولوی حاجی سید عبدالرزاق صاحب
عاصی وکیل ہائی کورٹ حیدرآباد دکن تلمیذ سرآمد اُستادان نودکھن
استاد السلاطین فخر زمان حضرت جلیل مدظلہ

موسوم بہ

فغانِ عاصی

باہتمام

سرور الحسن علوی منیجر

در مطبع امیر المطابع زیور طبع آراستہ گشتہ

اِعلان

بوجہ عدیم الفرصتی اِس دیوان کی کاپی غور سے دیکھنے کا مصنف کو موقع نہین ملا اگر ناظرین کہین غلطی پائین تو براہ کرم اُس کی صحت فرمالین۔

۲ اگرچہ اس دیوان کے چھپنے کا کام سنہ ۱۳۳۹ھ مین ختم ہوگیا تھا اسی وجہ سے بعض احباب نے تاریخات سنہ ۱۳۳۹ھ مین مرحمت فرمائین لیکن بعض اسباب سے سنہ ۱۳۳۹ھ مین اُس کی اشاعت ملتوی رہی اور سنہ ۱۳۴۰ مین شایع ہوا اسوجہ سے اکثر احباب کی تاریخات سنہ ۱۳۴۰ کی ہین

۳ مصنف کو اپنی بے بضاعتی کا اعتراف ہے اگر نفسِ کلام مین بھی کچھ سقم ناظرین کو معلوم ہو تو براہ کرم اپنے مذاق کے موافق درست فرمالین۔ کیونکہ مصنف نے صرف اپنے جذبات دلی کا اظہار کیا ہے۔ شاعری نہین کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جب سے سنا ہے یارب غفار نام تیرا
بے فکر ہو گیا ہے عاصی غلام تیرا

میں تیرے آگے یارب پھیلاؤں کیوں دامن
سائل ہے نام میرا بخشش ہے کام تیرا

کعبہ میں بتکدہ میں مسجد میں میکدہ میں
ہر جا ظہور تیرا ہر جا مقام تیرا

حقا کہ تو ہی مالک دونوں جہان کا ہے
کونین میں ہے جو کچھ وہ ہے تمام تیرا

رہتا ہے ذکر تیرا لیل و نہار لب پر
دل میں میرے تصوّر ہے صبح و شام تیرا

مجھ سے نہ تو جدا ہے تجھ سے نہ میں جدا ہوں
تو لاکلام میرا میں لاکلام تیرا

قدرت کا کارخانہ سمجھیگا فلسفی کیا
اسکے سمجھ سے باہر ہے انتظام تیرا

جنبش زبان و دل کی تیرے ہی حکم سے ہے
دروازہ سے ہے گھر تک سب اہتمام تیرا

یارب بروز محشر تو مجھکو بخشدینا
عاصی ہے نام میرا غفّار نام تیرا

مٹے جب ہم سمجھ میں تب یہ آیا
کہ جسنے خود کو کھویا تجھکو پایا
کچھ ایسا درد فرقت نے ستایا
کلیجہ منہہ کو بیتابانہ آیا
خدا کو خود نمائی تھی جو منظور
رخِ حضرت کو آئینہ بنایا
سمٹ کر بنگیا جو میم احمد
احد کا راز ہے احمد کا سایا
ہوئے میخوار سارے ست و بیہوش
وہ جلوہ آج ساقی نے دکھایا
فراغت ملگئی مرقد میں ہم کو
اجل نے سارے جھگڑونسے چھڑایا
ترے جلوے سے حور ونکے اڑے ہوش
پری رویوں کو دیوانہ بنایا
جما آخر نہ تیرے رخکے آگے
بہت کچھ رنگ پھولوں نے جمایا
خدا جانے عدم ہے کیسی بستی
یہاں سے جو گیا پھر کر نہ آیا
نظر آئی نہ خاکستر بھی دلکی
تری فرقت نے کچھ ایسا جلایا

دلاسا دیدیا رحمت نے بڑھکر
گنہہ کا خوف جب عاصیؔ کو آیا

نہیں ہے کعبہ و بتخانہ ہی مکاں تیرا
ہمارا دل بھی ہے اے یار آستاں تیرا
چمک رہا ہے تیرا نور ذرہ ذرہ میں
ظہور مہر کی صورت نہیں کہاں تیرا
جگر میں جان میں سینہ میں دل میں آنکھوں میں
میں کیا کہوں کہ ہے جلوہ کہاں کہاں تیرا
یہہ جلوہ گاہ جہاں مظہر تجلی ہے
غلط نہیں مجھے ہر چیز پہ گماں تیرا
شجر حجر ملک و جن و انس و وحش و طیور
ہر ایک شام و سحر ہے وظیفہ خواں تیرا
تیری تلاش میں گو بے نشان ہوئے لاکھوں
مگر کسی نے بھی پایا نہ کچھ نشاں تیرا
تری ثنا میں ہے قاصر زبان عاصیؔ کی
یہہ مشتِ خاک کرے وصف کیا بیاں تیرا

تاب کسکی ہے جو دیکھے کوئی جلوا تیرا
ذات خالق کی ہے تنویر سراپا تیرا

خالق حسن ہو جب والہ و شیدا تیرا
کیوں نہ کلمہ پڑہیں سب اے شہ بطحا تیرا

گل ہیں قربان تو غنچے ہیں تصدق تجھپر
بلبلیں بھرتی ہیں دم اے چمن آرا تیرا

مجھکو عیسیٰ سے غرض ہے نہ دوا سے مطلب
میں تو بیمار ہوں اے رشک مسیحا تیرا

سیر کی گلشن عالم کی بہت کچھ میں نے
اب تمنا ہے کہ پھر دیکھوں میں روضا تیرا

دست بستہ رہوں استادہ در اقدس پر
سامنے آنکھو نکے ہو گنبد خضرا تیرا

موت بھی آئے تو آئے اسی دروازہ پر
تیرے کوچہ میں رہے عاشق شیدا تیرا

جبہہ سائی ابھی باقی ہے در مولا کی
اجل اچھا نہیں بیوقت تقاضا تیرا

تو ہے محبوب خدا ظل خدا نور خدا
عاصی ہیچمداں وصف کرے کیا تیرا

کیا حسن میں ہے گرمی بازار مصطفیٰ
یوسف ہیں جان و دل سے خریدار مصطفیٰ

میں ہی نہیں ہوں ایک طلبگار مصطفیٰ
دونوں جہاں کا دل ہے گرفتار مصطفیٰ

مشہور ہے کہ سایۂ طوبیٰ میں خلد ہے
طوبیٰ ہے زیر سایۂ دیوار مصطفیٰ

سو سو درود پڑھتے ہیں اک اک گام پر
حور و ملک ہیں عاشق رفتار مصطفیٰ

بھائیگی کیا بہار اسے باغ خلد کی
جس کی نظر میں ہیں گل رخسار مصطفیٰ

شیریں کلام کیوں نہوں مشہور خلق میں
کرتا ہوں وصف لعل شکربار مصطفیٰ

کعبے سے بڑھکے منزلت روضۂ رسول
حاجی سے بڑھکے رتبۂ زوار مصطفیٰ

ہرگز شفا نہو مرض عشق سے مجھے
یارب میں عمر بھر رہوں بیمار مصطفیٰ

عاصی کی یہہ دعا ہے کہ یارب دم اخیر
دم نکلے زیر سایۂ دیوار مصطفیٰ

وارفتہ صبا ہوں نہ عاشق نسیم کا
شیدا ہوں تیرے گیسوئے عنبر شمیم کا

کافر بھی فیضیاب مسلماں بھی فیضیاب
دریا ہے موج زن ترے فیضِ عمیم کا

اسمیں بھی ایک لطف ہے عشاق کیلئے
در پیش مرحلہ ہے جو امید و بیم کا

میں خود ہوں سوزِ عشقِ نبی سے جلا ہوا
اب کیا جلائیگا مجھے شعلہ جحیم کا

گلشن سے وہ چلے تو ہر اک گل کیواسطے
بادِ سموم بنگیا جھونکا نسیم کا

حاصل ہو کیوں نہ دولتِ دنیا و دیں مجھے
ہے دونوں ہاتھ میں مرے دامن کریم کا

رحمت نے بڑھ کے حشر میں عاصی کو لے لیا
نام آگیا جو لب پہ غفور الرحیم کا

یارب یہہ در پاک ہی کس کعبۂ دیں کا
جھکتا ہی پئے سجدہ جو سر عرش بریں کا

ہوتا ہے مہ و مہر کی وہ آنکھ کا تارا
ذرہ کوئی اڑتا ہے جو طیبہ کی زمیں کا

قسمت جسے لاتی ہی مدینے کے چمن میں
لیتا نہیں وہ نام کبھی خلد بریں کا

جاروب کشی کرتے ہیں پلکوں سے ملائک
اللہ رے رتبہ ترے کوچہ کی زمیں کا

کیا وصفِ چراغانِ حرم کر سکے کوئی
مہتاب جسے کہتے ہیں ٹکڑا ہی جبیں کا

ہے شورِ ملاحت کا جو خوبانِ جہاں کی
صدقہ ہی یہہ سب آپکے حسنِ نمکیں کا

بالیں پہ ہوں جب آپ تو اے شافعِ محشر
عاصی کو ہے کیا خوفِ دمِ بازپسیں کا

نظر کسطرح آئے سایا تمھارا
کہ ہے نورِ مطلق سراپا تمھارا

نہیں انس و جاں میں ہی شہرا تمھارا
ہے حور و ملک میں بھی چرچا تمھارا

بظاہر نہیں دیکھتا کوئی تم کو
مگر ہر نظر میں ہے جلوہ تمھارا

جو میں نقد جاں دیکے بھی تمکو پاؤں
تو سمجھوں کہ ارزاں ہے سودا تمھارا

وہ صید نظر ہو گیا جسکو تاکا
کہیں جو کتا ہے نشانا تمھارا

کوئی جانے کیا شان ہے کیا تمھاری
خدا ہی پہ روشن ہے رتبا تمھارا

نہ کیوں سر جھکاؤ یہاں آ کے کعبہ
کہ کعبہ کا کعبہ ہے روضا تمھارا

ہے زاہد کو بھی چشم امید تم سے
گنہگار کو بھی سہارا تمھارا

نہ بھولیگا محشر میں وہ تمکو عاصیؔ
بڑا بندہ پرور ہے آقا تمھارا

آنکھوں میں ہے جلوہ جو شہ ہر دوسرا کا
ہے پیش نظر آئینہ انوار خدا کا

کرتا ہوں ثنائے رخ نیکوئے محمدؐ
غل بزم میں ہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا

تھا حضرت موسیٰ کو جو فخر ید بیضا
پرتو تھا وہ نور کف محبوب خدا کا

کعبے کا یہ زینہ ہے نہ ہے عرش کی زنجیر
کچھ اور ہی رتبہ ہے تیرے زلف رسا کا

ہے بیخبری اسکو وہ عالم کی خبر سے
کچھ اور ہی عالم ہے تیرے محو لقا کا

سنتا ہوں وہاں ہوگی تیری جلوہ نمائی
ہوں منتظر اسواسطے میں روز جزا کا

حسرت زدہ دل خستہ جگر سر تہ خنجر
عاصیؔ یہی انداز ہے تسلیم و رضا کا

دم آخر جو تھا آنکھوں میں نقشہ روئے احمد کا
ہوا ہر ذرہ برق طور مری خاک مرقد کا

بنے کیونکر نہ دود آہ رشک سنبل پیچاں
کہ رکھتا ہوں ازل سے سر میں سودا زلف احمد کا

کبھی ہے ضبط گریہ انکی فرقت میں کبھی رونا
یہ بحر چشم دکھلاتا ہے نقشہ جزر اور مد کا

مبدل ہو گیا قہر الٰہی فضل و رحمت سے
ہوا جب غلغلہ دنیا میں انکی آمد آمد کا

حسینوں کو ملا خال و خط و زلفِ سیاہ ہوکر
اک انکے زانوِ انور کا تکیہ عرشِ اعلیٰ ہے
گریباں چاک رہتا ہوں میں فرقت میں یہاں انکی

ازل میں ہوگیا تقسیم سایہ آپکے قد کا
گلستانِ جہاں ہی ایک بوٹا انکی مسند کا
خداوندا نہ چھوٹے حشر میں دامن محمدؐ کا

میں عاصی ہوں الٰہی اور ادنیٰ امتی انکا
بروزِ حشر رکھنا آبرو صدقہ محمدؐ کا

جو بزمِ عالم میں آنکھ اٹھائی تو محفل آرا تمہیں کو دیکھا
ہر اک سے بہتر تمہیں کو پایا ہر اک سے اعلیٰ تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو کعبے میں بتکدے میں تمہیں ہو مسجد میں میکدے میں
ہر اک مکاں کے مکیں تمہیں ہو مقیم ہر جا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو وحدت میں خلوت آرا تمہیں ہو کثرت میں رونق افزا
جہاں سے پنہاں تمہیں کو پایا جہاں میں پیدا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو یوسف تمہیں زلیخا تمہیں ہو مجنوں تمہیں ہو لیلیٰ
تم آپ ہی اپنے دلربا ہو اور اپنا شیدا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو کشتی تمہیں نگہباں تمہیں ہو لنگر تمہیں ہو طوفان
تمہیں ہو گوہر تمہیں ہو نیساں حباب دریا تمہیں کو دیکھا
تمہیں ہو ذرہ میں بھی درخشاں تمہیں ہو خورشید میں بھی تاباں
ادھر منور تمہیں کو پایا ادھر چمکتا تمہیں کو دیکھا
تمہیں نے کی خواہشِ نظارہ تمہیں نے فرمایا لن ترانی
تمہیں تھے طور اور تمہیں تجلا بشکلِ موسیٰ تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو ساغر تمہیں سبو ہو تمہیں ہو مینا تمہیں ہو ساقی
تمہیں ہو کیف اور تمہیں ہو میکش مے مصفّا تمہیں کو دیکھا

تمہیں ہو گلشن تمہیں ہو بلبل تمہیں ہو گل باغباں تمہیں ہو
بہار بھی تم خزاں بھی تم ہو غرض جو دیکھا تمہیں کو دیکھا

کہاں مقابل کوئی تمہارا شکیل ایسے جمیل ایسے
حسین دونوں جہاں میں ہمنے بس ایک تنہا تمہیں کو دیکھا

جہاں کے جتنے ہیں دینے والے وہ دیکے رکھتے ہیں یہ احساں
بغیر منّت کے دے جو سب کو کریم ایسا تمہیں کو دیکھا

نگاہ عاصی پریشاں کی پڑی جو توحید کے چمن پر
تمہیں کو پایا تمہیں کو جانا تمہیں کو سمجھا تمہیں کو دیکھا

عاشق ہی ہر اک گرچہ رسولِ مدنی کا
کچھ رنگ نرالا ہی اویس قرنی کا

مژگانِ نبی سے میرا دل ہی نہیں گھائل
زخمی ہی جگر بھی ابھی برچھی کی انی کا

روتا ہوں جو یاد درِ دندانِ نبی میں
جلوا ہی ہر اک اشک میں دُرِّ عدنی کا

طوبا ہے نثار قدِ دلجوئے محمدؐ
پھولوں نے اشارہ ہی یہ سروِ چمنی کا

آگے لب دندانِ رسولِ عربی کے
موتی کا ہے رتبہ نہ عقیقِ یمنی کا

مشہور لطافت میں ہیں گو حور و پری بھی
ہے اور ہی عالم تیری نازک بدنی کا

ہر اک تیری سرکار سے پاتا ہی تصدق
یکساں ہے یہاں مرتبہ درویش و غنی کا

ہے تو ہی بہار چمنستان دو عالم
کونین میں غُل ہی تیری گل پیرہنی کا

اے جان جہاں اسکا تو مطلوب ہی تو ہی
عاصی تیرا طالب نہیں دنیائے دنی کا

جب روضۂ شاہنشہ خوباں نظر آیا
آنکھوں نے کہا روضۂ رضواں نظر آیا

اللہ رے ضیائے رُخ تابانِ محمدؐ
خورشید چراغِ تہ داماں نظر آیا

آب لب جاں بخش محمدؐ کے مقابل
بے آب مجھے چشمۂ حیواں نظر آیا

کیا عظمتِ دربار محمدؐ کا بیاں ہو
دارا جسے کہتے ہیں وہ درباں نظر آیا

زخمی ہو نہیں کس کانِ ملاحت کی نگہ کا
جس زخم کو دیکھا وہ نمکداں نظر آیا

پیدا ہوئی جب شوق تصور سے بصیرت
ہر شئے میں مجھے جلوۂ جاناں نظر آیا

کی دست درازی جو میرے دست جنوں نے
دامن سے ہم آغوش گریباں نظر آیا

راتوں کو ترے جلوۂ رخسار کے آگے
کچھ آنکھ چرا تا مہ تاباں نظر آیا

کھلتا نہیں کچھ حال تیری جلوہ گری کا
دیکھا جسے آئینہ ساں حیراں نظر آیا

جب آنکھ پڑی ابروئے محبوب خدا پر
دل نے یہ کہا قبلۂ ایماں نظر آیا

وہ خوش ہوئے خالی نہ گیا اپنا نشانا
جب لختِ جگر کو لئے پیکاں نظر آیا

آئے جو بکھر کر رُخ پر نور پہ گیسو
آتش میں اُگا سنبل پیچاں نظر آیا

اللہ رے بہار چمنستان مدینہ
ہر غنچۂ خاطر گل خنداں نظر آیا

رحمت نے لیا دوڑ کے آغوش میں اسکو
عاصیؔ جو قیامت میں پریشاں نظر آیا

کاش پھر اوج پہ عاصیؔ کا مقدر ہوتا
سامنے آنکھوں کے پھر روضۂ انور ہوتا

آتش عشق میں حضرت کی میں جلتا رہتا
کاش شمع حرم روضۂ انور ہوتا

گل سمجھ کر میں اسے سینہ میں اپنے رکھتا
دشتِ یثرب کا اگر خار میسر ہوتا

عرض رو رو کے میں کرتا دلِ بیتاب کا حال
روضۂ پاک پہ جانا جو میسر ہوتا

کاش ہوتا میں سگ کوئی محمدؐ یارب
انکی دہلیز پہ ہر وقت میرا سر ہوتا

انکی نعلین مبارک پہ تصدق کرتا
دل نیاز و اگر مجھکو میسّر ہوتا

حشر تک چین سے آرام سے سوتا رہتا
گر مدینہ کی زمیں پر میرا بستر ہوتا

عاصیوں کو کبھی ملتی نہ جہنم سے نجات
واسطہ گر نہ تیرا شافع محشر ہوتا

روضۂ شاہِ دوعالم وہیں بنتا عاصی
باغ فردوس مدینہ سے جو بہتر ہوتا

یارب بھلا ہو شوخیٔ رفتار یار کا
جو لے گئی قرار دل بیقرار کا

پوچھو نہ حال میرے دلِ اعذار کا
دکھلا رہا ہے رنگ خزاں میں بہار کا

غازہ بنا ہے چہرۂ دامانِ یار کا
اللہ رے مرتبہ میرے مشت غبار کا

سینہ سے خود بخود نکل آتا ہی بار بار
کیا پوچھتے ہو حال دلِ بیقرار کا

حیرت سے محو دید تھے دونوں شب وصال
یار آئینہ میرا تھا میں آئینہ یار کا

تیری نگاہِ مست کے قربان ساقیا
چلتا رہے یہ دور مئے خوشگوار کا

وہ نامور جہان کے یارب کہاں گئے
مدفن کا ہے پتہ نہ نشاں ہے مزار کا

عاصی رہ عدم میں نہیں خوف کچھ مجھے
ہمراہ میرے فضل ہے پروردگار کا

ذکر ہے دیر و حرم میں زلف و روئے یار کا
ہے یہی دن رات شغل اک کافر و دیندار کا

مہر اک پرتو ہے مہر حسن روئے یار کا
ماہ نو ہے عکس اسکے ابروئے خمدار کا

میں ہوں زخمی اسکے تیغ ابروٗ خمدار کا
میرے دل سے کوئی پوچھے لطف اس تلوار کا

کیوں نہو رشکِ گلستاں کوئے جاناں کی زمیں
ہے وہاں چھڑکاؤ میرے دیدۂ خونبار کا

کی تواضع یار ہائے دلسے تیر یار کی
بھر دیا یاقوت سے ہمنے دہن سوفار کا

آب حیواں کی تمنا ہے نہ کوثر کی ہوس
میں تو پیاسا ہوں تمھارے شربت دیدار کا

اے مسیحائے دو عالم لیجئے جلدی خبر
حال ابتر ہو گیا ہے آپ کے بیمار کا

یاد ہر دم آرہا ہے میکدہ ساقی تیرا
اب دکن میں دل نہیں لگتا ہے اس میخوار کا

ہائے طیبہ کہکے رہجاتا ہوں جب آتا ہے یاد
عالم مستی میں پھرنا کوچہ و بازار کا

قبر عاصیؔ کی بنے کوئے نبی میں ایخدا
اور بنجائے کفن سایہ اسی دیوار کا

اثر قہر و عنایت کا نگاہ یار میں دیکھا
حیات و موت کا جوہر اسی تلوار میں دیکھا

درخشاں رنگ یکتائی تیرے رخسار میں دیکھا
گل توحید کو کھلتے اسی گلزار میں دیکھا

نہ آئیگا نظر زاہد تجھے محراب کعبہ میں
جو جلوہ ہمنے طاق ابروئے خمدار میں دیکھا

جو کھینچا تیر سینے سے لپٹ کر رہگیا دلمیں
وفا کا رنگ اگر دیکھا تیری سوفار میں دیکھا

ہمیں ہو کیوں نہ پیارا درد فرقت جانسے بڑھکر
کہ لطف زندگی ہمنے اسی آزار میں دیکھا

مجھی پر کچھ نہیں موقوف ہے بیتاب ہو جانا
ہزاروں کو تڑپتے کوچۂ دلدار میں دیکھا

لہو بڑھتا ہے سیروں تن میں بسمل ہو ہوا لوگے
خدا رکھے نیا جوہر تیری تلوار میں دیکھا

جو دیکھا غور سے دیر و حرم میں ایک جلوا ہے
جو کچھ تسبیح میں دیکھا وہی زنار میں دیکھا

کسی کو کعبہ وہ اپنی صورت زیبا دکھاتے ہیں
جسے دیکھا تڑپتے حسرت دیدار میں دیکھا

نہ دیکھا باغ عالم میں کہیں سامان راحت کا
اگر دیکھا تو انکے سایۂ دیوار میں دیکھا

تمھارے ناز کا کشتہ ہوں دونوں عالم میں خوش ہوں
جو لطف اقرار میں پایا وہی انکار میں دیکھا

جدا اللہ سے سرکار کو اپنے میں کیوں سمجھوں
جو کچھ اللہ میں دیکھا وہی سرکار میں دیکھا

کراماً کاتبیں کیا کیا ہوئی شرمندہ محشر میں
جو عاصی کو کنارِ رحمتِ غفار میں دیکھا

جو دل خون میں تر بتر ہوگیا — یہہ کسکا شہید نظر ہوگیا
تیرا حسن جب پردہ در ہوگیا — تو پردہ ہجوم نظر ہوگیا
پڑا دل پہ جو داغ عشق بتی — عدم کا وہ زاد سفر ہوگیا
کبھی اسکا جلوہ بنا برق طور — کبھی خود ہی وقفِ نظر ہوگیا
وہ جلوا دکھایا ہر اک داغ نے — کہ سروِ چراغاں جگر ہوگیا
یہ تھی کس کے تیر نظر کی کشش — کہ سینے سے باہر جگر ہوگیا
صبا عرض کرنا یہہ اُنسے ضرور — قطعہ — جو یثرب میں تیرا گزر ہوگیا

یہہ ہے سوز فرقت سے عاصی کا حال
کہ گھر اُسکے حق میں سقر ہوگیا

درِ پاک پر تھا بہت ذی وقار — یہاں آکے وہ دربدر ہوگیا
ترقی یہ ہے روز دردِ جگر — مرض اسکا اب پرخطر ہوگیا
تڑپتے تڑپتے شب غم کٹی — تو دن روتے روتے بسر ہوگیا
کبھی پارہ پارہ ہوا غم سے دل — کبھی ٹکڑے ٹکڑے جگر ہوگیا
کبھی آگ سوزِ دروں نے لگی — کبھی دامن اشکوں سے تر ہوگیا
کبھی اپنی حالت پہ وہ خندہ زن — کبھی خود بخود نوحہ گر ہوگیا
نہ چلنے کی طاقت نہ اڑنے کا زور — دکن میں وہ بے بال و پر ہوگیا
خدا کیلئے جلد بلوائیے — کہ عاصی چراغ سحر ہوگیا

شرمِ گنہہ نے حشر میں اچھا مزا دیا
رحمت نے جامِ عفو سے مجھکو چکا دیا

غرقِ شرابِ ناب ہر اک بادہ خوار ہے
ساقی نے آج فیض کا دریا بہا دیا

قسمت پہ اُسکے رشک ہوا کوہِ طور کو
برقِ نگاہِ یار نے جس کو جلا دیا

ملتا ہے جستجو سے کہیں اب سراغِ دل
فرقت نے تیری خاک میں اسکو ملا دیا

ہے دیکھا اضطراب سکوں کسکے ہاتھ میں
نشتر چبھو دیا کبھی مرہم لگا دیا

تھا نام کو نشان جو میرے مزار کا
ظالم نے ٹھوکروں سے اسے بھی مٹا دیا

موسیٰ بھی اسکے طالبِ دیدار تھے مگر
جاتے رہے حواس جو جلوا دکھا دیا

اُمت کو ہے یہہ ناز کہ پروردگار نے
ہمکو نبی دیا بھی تو خیر الوریٰ دیا

ہے سامنا کریم کا عاصیؔ بڑھے چلو
رحمت نے بڑھ کے حشر میں مژدہ سنا دیا

الفت کا داغ دل سے مٹایا نہ جائیگا
جلتا ہوا چراغ بجھایا نہ جائیگا

کعبہ نہیں ہے جو ٹوٹ کے سو بار پھر بنے
توڑو گے قصرِ دل تو بنایا نہ جائیگا

مٹی کے دینے سے بھی تمھیں احتراز ہے
کیا خاک میں کبھی مجھکو ملایا نہ جائیگا

میرا ہی دل ہے تیرے جفاؤں کیواسطے
یہہ بار ہر کسی سے اٹھایا نہ جائیگا

اشکِ رواں کا ہجر میں رکنا محال ہے
آنکھوں سے دلکا راز چھپایا نہ جائیگا

جس کو کیا ہے تیرے عنایت نے سربلند
عالم میں وہ کسی سے گرایا نہ جائیگا

محفل میں انکے لے ہی گیا اضطرابِ دل
سمجھے تھے ہم کہ ضعف سے جایا نہ جائیگا

ہے لائقِ سجود تمھارا ہی آستاں
یہہ سر ہر ایک در پہ جھکایا نہ جائیگا

عاصیؔ ہوں ساتھ میری شفاعت ضرور ہو
تنہا خدا کے سامنے جایا نہ جائیگا

دِل جو پیمانۂ شراب ہوا
فیض ساقی سے آفتاب ہوا

نہ گئی آہ آتشیں خالی
اُنکے دِل کو بھی اضطراب ہوا

تیرا ہمسر کہاں ہے عالم میں
تو خدائی میں لاجواب ہوا

ہے رواں سوئے میکدہ واعظ
یہہ نیا آج انقلاب ہوا

میری صورت کا وہ بنا پردہ
اسکی صورت کا میں حجاب ہوا

جب جنوں میں ہوا گریباں چاک
دامنِ حشر کا جواب ہوا

قتل کرکے مجھے وہ کہتے ہیں
مفت خنجر میرا خراب ہوا

دب کے میرا نیاز کیوں رہتا
آپ کے ناز کا جواب ہوا

دستِ جاناں سے پی جو تُنے شراب
جل کے دشمن میرا کباب ہوا

رہگیا سب حساب عاصیؔ کا
فضلِ حق اسپہ بیحساب ہوا

اُدہر کھینچنا تیز خنجر کسی کا
ادب سے جھکانا اِدہر سر کسی کا

وہ پوشیدہ ظاہر میں ہونا نظر سے
وہ رہنا مگر دل کے اندر کسی کا

پسِ ذبح بھی دل کو تڑپا رہا ہی
مجھے دیکھ لینا وہ مُڑ کر کسی کا

مسلتے ہو جس چیز کو چٹکیوں میں
یہی دل ہے اے بندہ پرور کسی کا

تعلّی کی لیتے ہیں کیا چاند سورج
ذرا دیکھ لیں روئے انور کسی کا

مجھے مہرِ محشر سے کیا خوف عاصیؔ
ہے دستِ کرم میرے سر پر کسی کا

کون اِس غم کدۂ دہر میں شاداں آیا
جو یہاں آیا وہ بادیدۂ گریاں آیا

پھر نظر آج مدینے کا بیاباں آیا
پھر میرا دستِ جنوں تا بگریباں آیا

کیوں نہ میں چشمِ تصوّر پہ فدا ہوں اپنے
سر جھکاتے ہی نظر جلوۂ جاناں آیا

منہ ہے کس کا کہ مقابل ہو تمہارے رخ کے
آئینہ سامنے آیا بھی تو حیراں آیا

یاد گیسو میں مجھے نیند نہ آئی شب بھر
جب لگی آنکھ نظر خوابِ پریشاں آیا

کشتۂ حسرتِ دیدار تیرے جی اٹھے
تو خراماں جو سوئے گورِ غریباں آیا

خار بن بنکے کھٹکنے لگی آنکھوں میں بہار
یاد فردوس میں جب کوچۂ جاناں آیا

ہٹ گئے رات کو جب رخ سے تمہارے گیسو
میں یہ سمجھا کہ زمیں پر مہِ تاباں آیا

قطرہ قطرہ سے ہے کیفیتِ دریا پیدا
ذرّے ذرّے میں نظر مہرِ درخشاں آیا

بخشوا ہی کے گیا اپنے خطائیں ساری
تیرے دروازہ پہ عاصیؔ جو پشیماں آیا

جدا سر سے تن ہو گیا ہو گیا
محبت کا حق تو ادا ہو گیا

شبِ وصل کیا کیا تھے سامانِ عیش
گئے وہ تو محشر بپا ہو گیا

ذرا دیکھئے فیضِ پیرِ مغاں
کہ دل جامِ گیتی نما ہو گیا

عجب رنگ سے وہ خراماں ہوئے
گلستاں ہر یک نقشِ پا ہو گیا

وہاں تولتے ہیں وہ تیغِ نظر
جگر کا یہاں فیصلا ہو گیا

نہ رونے میں راحت نہ ہنسنے میں چین
الٰہی میرے دلکو کیا ہو گیا

جو شمعِ ہدایت کی پھیلی ضیا
تو گمراہ بھی رہنما ہو گیا

سرِ حشر عاصیؔ یہ رحمت کہی
کہ فردوس تجھکو عطا ہو گیا

مزا لینا ہے گر طالب تجھے حق کی عبادت کا
مراقب ہو مقام احدیت کا اور معیت کا

لطائف طے تو کر ساری کہ یہہ زینے ہیں عرفاں کے
کہ بے اسکے نہیں ملتا ہے رستہ قصر وحدت کا

لطائف قلب و روح و سر خفی اخفی و نفسی ہیں
مگر ان سب میں ہی قالب کو رتبہ بادشاہت کا

نفی اثبات کی ہو ذکر سے اپنی نفی اثبات
ہمیشہ اسطرح تو ورد کر کلمہ شہادت کا

فنا ہو اقربیت میں کہ نحن اقرب آیا ہے
مراقب ہو محبت کا محبت کا محبت کا

عیاں ہو اسم ظاہر سے نہاں ہو اسم باطن میں
اگر طالب نہو عالم میں ہرگز اپنی شہرت کا

نظر آئیگا جلوہ بیگماں پھر تجھکو اے طالب
کمالات نبوت کا کمالات رسالت کا

پھر اسکے بعد ہے نور کمالات اولوالعزمی
اگر ہے خوف سے مملو یہہ درجہ شان کثرت کا

یہہ سارے مرتبے ہو جائیں طے گر فضل باری ہے
تو اے طالب مزا ملتا ہے کعبے کی حقیقت کا

ہے قرآں کی حقیقت بعد درجہ ہی صلواتوں کا
ہے پھر معبودیت صرفہ براہمی حقیقت کا

جو گزرے ان مقاموں سے سلامت لیکے دل اپنا
مراقب شوق سے طالب ہو احمد کی حقیقت کا

مراقب حب صرفہ کا مراقب لا تعین کا
اگر ہو تو نتیجہ ملگیا طالب کی محنت کا

ہر یک زینہ ہے عاصی قصر عرفاں کا بہت مشکل
کہاں تو اور یہہ زینے تصدق سب ہی حضرت کا

جو گل زیب باغ جہاں ہو گیا
وہ پامال دست خزاں ہو گیا

ملک کرتے ہیں اسکو جھک کر سلام
تیرے در کا جو پاسباں ہو گیا

جو زائر ہوا روضۂ پاک کا
سزاوار باغ جناں ہو گیا

جنوں میں نہ باقی رہا جب لباس
گریبان دل دھجیاں ہو گیا

جو پوچھا کسی نے میرا حال دل
تو آنکھوں سے دریا رواں ہو گیا

ذرا لطفِ پیرِ مغاں دیکھنا
نئے سر سے عاصی جواں ہو گیا

ای آب ز دندانِ تو دُرِ عدنی را / وی رنگ ز لعلِ تو عقیقِ یمنی را
از پرتوِ رخسارِ تو گل خلق نمودند / از سایۂ قد ساختہ سروِ چمنی را
شکّر ز لبانِ تو گرفتست حلاوت / طوطی ز تو آموختہ شیرین سخنی را
تو جانِ گلستانی و حق قطع نمودست / بر قامتِ زیبای تو گل پیرہنی را
آنجا کہ رسد نکہتِ گیسوئے معنبر / پرسد نہ کسی نافۂ مشکِ ختنی را
اہلِ سفرِ راہِ تو دانند مقدّم / بر حبِّ وطن شوقِ غریب الوطنی را
در سینۂ من دل ز طپش داد نشانے / چون دیدہ ز مژگانِ تو ناوک فگنی را
گر دید میسّر بخدا دولتِ کونین / از جامۂ پاکِ تو اویس قرنی را

ہر لحظہ طلبِ مغفرتِ خویش ز غفّار
عاصی مطلب دولتِ دنیائے دنی را

کردی چو وا از لطفِ خود بر من درِ میخانہ را / ساقی بکامِ ارزو بخشا لبِ پیمانہ را
از دیدہ گر داری حیا در دل بیا در دل بیا / بہرِ تو اے پردہ نشین پرداختم این خانہ را
با دل منم در کارِ خود در خلوتم با یارِ خود / ناصح نصیحت تا کجا بگذار این افسانہ را
جاناں دلِ صد چاک را بستم بتارِ زلفِ تو / آخر چہ کار آید مرا دادم بزلف این شانہ را
بہرِ نثارِ فرقِ تو جانہای پاکاں یکطرف / آوردہ ام اے جانِ جاں من این دلِ دیوانہ را
زلفِ گرہ گیرش ببین بستہ درو دلہا بسی / از دست افگن زاہدا این سبحۂ صد دانہ را
مومن نباشد ہر نظر لذت کشِ دیدارِ یار / باید چو چشمِ مصطفےٰ نظارۂ جانانہ را

چوں آتش عشق تو شد در سینۂ من مشتعل | ہر لحظہ یارب کن فزوں ایں سوزِ آتشخانہ را

دیوانہ شو دیوانہ شو از خویشتن بیگانہ شو
در بزم جاناں عاصیا عزّت بود دیوانہ را

دلبر کبریاست دلبر ما | رشک موسیٰ بود مقدّر ما
بینظیر است او بناز اگر | نیست کس در نیاز ہمسر ما
ما نخواہیم کوثر و تسنیم | لب جاناں ماست کوثر ما
لاغریم آنچناں بہ ہجر انت | کہ تنِ ماست تار بستر ما
حاجت رہبری بہ ساقی نیست | بیخودی ہائے ماست رہبر ما
عاصیانیم گرچہ اے زاہد | مُہر بخشش بود بہ محضر ما
ماسگِ کوئے مصطفےٰ ہستیم | سنگ آں آستانہ و سر ما

عفو گردد نہ چوں گنہ عاصی
او غفور شفیع سرور ما

بیا ساقی بکن مستم شکستم عہد تقویٰ را | بیک جام محبت میفروشم دین و دنیا را
اگر در خاطرت آید علاجِ درد بیماراں | تمنائے مداوا از فلک آرد مسیحا را
دلا گر عاشقی از طعن بدگویاں چہ می پرسی | کہ رسوائی بمقصد برد آخر پیر صنعا را
اگر خواہی کہ گردی پاک از آلایش دنیا | بشو از آب مے زاہد تو ایں دلق مصلّا را
نمیدانست کس او را کہ بد در قعر گمنامی | بہ تشبیہ میانت گشت شہرت نام عنقا را
بہ پیشِ عارفاں مفہوم نحن اقرب ایں باشد | کہ دایم لذّت دیدانست حاصل چشم بینا را
زہے عالی نسب والا حسب فی یم تربیت شاہے | کہ باشد فخر از نعلین او عرش معلّا را

میانِ دو کریم افتاد کار بخششِ عاصیؔ
ز لوحِ دل بشو نقشِ خیالِ بیم فردا را

ترے میکدہ سے جو میخوار نکلا
شرابِ محبت سے سرشار نکلا

غمِ دہر سے جسکو آزاد دیکھا
وہ زلفوں کا تیری گرفتار نکلا

گری خرمنِ ہوش پر اسکے بجلی
تری دید کا جو طلبگار نکلا

دوا سے ہوئے جسکے عاجز مسیحا
وہ تیری نگاہوں کا بیمار نکلا

دیا ہم نے دل جسکو بھولا سمجھکر
وہ ظالم جفا جو ستمگار نکلا

سمجھتے تھے ہم جسکو ماہِ درخشاں
تمہارا ہی وہ عکسِ رخسار نکلا

ہوئے غرق دریائے غم میں ہمگر دلِ
نہ یہہ پار نکلا نہ وہ پار نکلا

کیا شکر تیری جفا و نہ جس نے
وہی عاشقوں میں وفادار نکلا

ملک جسکو سمجھے تھے مٹی کا پتلا
وہ ساری خدائی کا مختار نکلا

جسے پھول سمجھے تھے جنت کا عاصیؔ
مدینے کے گلشن کا وہ خار نکلا

احساں ہو کسی پر تو جتانا نہیں اچھا
اور غیر کا احساں چھپانا نہیں اچھا

دی حق نے جو ثروت تو غریبوں کی مدد کر
بیکار زر و مال لٹانا نہیں اچھا

ہیں زیرِ حکومت جو تیرے عاجز و ناچار
دل کو کسی بیکس کے ستانا نہیں اچھا

محتاج سے ملتے ہیں تو تعظیم کیا کر
مفلس سے کبھی آنکھ چرانا نہیں اچھا

غفلت میں ہو ظالم تو خبردار نہ کرنا
سوتے ہوئے فتنے کو جگانا نہیں اچھا

عاصیؔ نہ زباں روک کہ ہے دورِ ہے آخر
قفل اب لبِ گویا پہ لگانا نہیں اچھا

جلوا ہے ہر اک شئے میں جب اے یار تمھارا — بیتاب ہو کیوں طالب دیدار تمھارا

ہے آب بقا شربتِ دیدار تمھارا — محتاج مسیحا نہیں بیمار تمھارا

روشن نہ کبھی شمس و قمر ہوتے فلک پر — پڑتا نہ اگر پرتو رخسار تمھارا

میں نقش قدم بنکے رہوں تا دمِ محشر — ہاتھ آئے اگر سایۂ دیوار تمھارا

تھی حضرتِ یوسف کی خریدار زلیخا — خود خالقِ یوسف ہے خریدار تمھارا

جبریل مصاحب ہیں تو خدام ملایک — کس شان کا دربار ہے دربار تمھارا

موسیٰ طلب دید نہ پھر طور پہ کرتے — گر دیکھتے وہ جلوۂ رخسار تمھارا

کیوں خوف قیامت سے پریشان ہو عاصی
کافی ہے وسیلہ اسے سرکار تمھارا

تو اے شمع رو جلوہ فرما نہوتا — تو بزم جہاں میں اجالا نہوتا

نہ پڑتا اگر عکسِ رخسار جاناں — تو شمس و قمر میں یہ جلوا نہوتا

حسیں ماہِ کنعاں ہی کو ہم سمجھتے — تیرا روئے انور جو دیکھا نہوتا

تجھے دیکھ لیتا اگر اک نظر وہ — تو پھر قیس لیلیٰ کا شیدا نہوتا

بہار آتی عالم کے گلزار میں کب — جو تو رشک گل رونق افزا نہوتا

نہوتا خراماں وہ کانِ ملاحت — تو یہ شور محشر میں برپا نہوتا

بنا کر تجھے جب کرے ناز صانع — تو کیوں حسن میں تیرا شہرا نہوتا

نہ جلتا اگر طور جلوے سے تیرے — تو عالم کی آنکھوں کا سرمہ نہوتا

خدا کی خدائی بھی ظاہر نہوتی — اگر اس جہاں میں تو پیدا نہوتا

نہ بچتا کبھی نار دوزخ سے عاصی — اگر اسکو تیرا سہارا نہوتا

کیونکر یہہ کہوں وصل ترا ہو نہیں سکتا / چاہے جو کوئی دل سے تو کیا ہو نہیں سکتا

کشتے ترے اٹھنے کو تڑپتے ہیں تہ خاک / بے تیرے چلے حشر بپا ہو نہیں سکتا

پردے سے غرض ہی ہیں مشتاق بنانا / وہ چاہے تو کیا جلوہ نما ہو نہیں سکتا

اے راحت دل یاد تیری جان ہی میری / کر دوں میں اسے دل سے جدا ہو نہیں سکتا

گیسو ترے زندان طلسمات بلا ہیں / یہ پھنستا ہے جو اسمیں وہ رہا ہو نہیں سکتا

کہتا ہوں جو اُنسے کہ ستم مجھپہ کہاں تک / کہتے ہیں وہ کچھ اسکے سوا ہو نہیں سکتا

کرتے ہو جو ملنے کیلئے حشر کا وعدہ / تم چاہو تو کیا حشر بپا ہو نہیں سکتا

اس گل کو میرا حال دل زار سنا دی / کام اتنا بھی کیا تجھسے صبا ہو نہیں سکتا

دن رات وظیفہ ہے ترا نام محمدؐ / عاصیؔ تو گرفتار بلا ہو نہیں سکتا

گل ہیں تجھپہ نثار کیا کہنا / اے میرے گلعذار کیا کہنا

تیری ہر ہر ادا قیامت ہے / آفت روزگار کیا کہنا

غنچے کہتے ہیں دیکھ کر تجھکو / اے گل نوبہار کیا کہنا

بزم میں چل رہی ہے تیغ ادا / ہر طرف ہے پکار کیا کہنا

پیاس تو نے بجھادی بسمل کی / خنجر آبدار کیا کہنا

کرکے بیخود لیا میرے دلکو / ہو پڑے ہوشیار کیا کہنا

تو نے اسکو بھی کر دیا بےچین / اے دل بیقرار کیا کہنا

دامن یار تک رسائی کی / میرے مشت غبار کیا کہنا

کوئے جاناں میں ہے گزر تیرا / اے نسیم بہار کیا کہنا

اس ستمگر کا ظلم و جور اے دل
تیرا صبر و قرار کیا کہنا

اب تک آیا نہ ہوش بسمل کو
جلوۂ تیغ یار کیا کہنا

صبح محشر سے ملگئی جاکر
اے شب انتظار کیا کہنا

دھو دیا تونے دفتر عصیاں
دیدۂ اشکبار کیا کہنا

کر دئے میکدہ کے خم خالی
عاصیؔ بادہ خوار کیا کہنا

نہ کیوں ہوں تیر نظر پہ قرباں کہ دلسے ہوں جاں نثار انکا
کچھ آج کل کا نہیں فدائی ازل سے دل ہے شکار انکا

رسول اکرم ہیں شاہِ خوباں یہہ زلف و رخ معجزے ہیں انکے
کہ کلمہ پڑھتے ہیں سنبل و گل چمن میں بلبل و ہزار انکا

اسے تھا منظور یہہ دکھانا کہ ہر نبی سے ہیں افضل احمد
بلاکے معراج میں خدا نے بڑہایا عز و وقار انکا

وہی ہیں سردار زاہدوں کے وہی ہیں مختار عاصیوں کے
انہیں کے ہے زیر حکم جنت سقر پہ ہے اختیار انکا

ہوائے رخسار احمدی سے نہ کیوں شگفتہ ہو غنچہ غنچہ
کہ بھرتی ہے دم چمن میں سدا نسیم بہار انکا

امیر دونوں جہان کے ہو کر غریب لوگوں میں ملکے رہنا
کسی بشر کو کسی نبی کو ملا نہ یہہ انکسار انکا

نہ تھا امیر و نسے انس انکو نہ اہل دولت سے ربط انکو

انیس روح الامین تھے انکے رفیق پروردگار انکا

مریں جو زیر قدم تمھارے وہ خاک ہو کر بھی اوج پائیں
لگا لیں آنکھوں میں اپنی حوریں اڑے جو پس کر غبار انکا

وہ آنے والے ہیں دیکھنے کو اجل ٹھہر جا ذرا ٹھہر جا
ابھی نہ لینا تو جان میری کہ مجھکو ہے انتظار انکا

خلش جو دلمیں نہیں ہمارے خدنگ مژگانِ مصطفے کی
تو نام آتا ہے بے تحاشا زباں پہ کیوں بار بار انکا

بشر کے پردہ میں تھے نہفتہ گئے جو معراج میں محمدؐ
ہوا شبستانِ احدیت میں وہ راز سب آشکار انکا

وہی ہیں سلطانِ ہر دو عالم وہی ہیں مختار جزو کل کے
زمانہ انکا خدائی انکی خدا کا سب کاروبار انکا

کریم تم ہو رحیم تم ہو تمھارے در پہ پڑے ہیں عاصی
تمھیں پہ ہے اے شفیع محشر تمام دار و مدار انکا

اللہ ہو حبیب احمد مختار تمھارا
کونین نہ کیوں ہو شہ ابرار تمھارا

تم سے نہ جدا حق ہے نہ تم حق سے جدا ہو
اللہ کا دیدار ہے دیدار تمھارا

سمجھا میں سرِ طور تجلی ہے خدا کی
آیا جو نظر جلوۂ رخسار تمھارا

یوسف کی تھی عالم میں خریدار زلیخا
خود صانعِ یوسف ہی خریدار تمھارا

آتا ہے لبوں پر تو چمٹ جاتے ہیں باہم
کیا نام ہے شیریں مری سرکار تمھارا

خورشید ہے یا روئے منور کی جھلک ہے
مہتاب ہے یا جلوۂ رخسار تمھارا

جلوہ ہو غضب کا تو عدو کیلیے بیجا
شمشیرِ قضا ابروِ خمدار تمھارا

کیوں ہجر میں مر کر نہ ہوں وصل میں زندہ
ہے آبِ بقا شربتِ دیدار تمھارا

چھوٹے نہ کبھی زلفِ معنبر سے مرا دل
رکھے مجھے اللہ گرفتار تمھارا

مطلب ہو دوا سے نہ شفا کی ہو تمنا
ارمان ہے کہ دائم رہوں بیمار تمھارا

روتا ہوں تڑپتا ہوں عاصی ہوں نہایت
دکھلائے خدا پھر مجھے دربار تمھارا

ہے عرشِ خدا زینۂ بامِ حرمِ پاک
اور ظلِّ خدا سایۂ دیوار تمھارا

بیفکر نہ کیوں روزِ جزا سے رہے عاصی
ہے اسکو بھروسہ مرے سرکار تمھارا

ردیف با

سرورِ کل انبیا ہو یا حبیب
تاج بخشِ اولیا ہو یا حبیب

مظہرِ نورِ خدا ہو یا حبیب
ذاتِ حق کے آشنا ہو یا حبیب

سالکوں کے پیشوا ہو یا حبیب
عارفوں کے رہنما ہو یا حبیب

خلق کے حاجت روا ہو یا حبیب
میرے دل کے مدعا ہو یا حبیب

اوّلِ ہر ابتدا ہو یا حبیب
آخرِ ہر انتہا ہو یا حبیب

کیوں نہ ہو وہ آشنا اللہ کا
جو تمھارا آشنا ہو یا حبیب

حسنِ یوسف تھا زلیخا کو عزیز
تم تو محبوبِ خدا ہو یا حبیب

اسکو کیا پروائے فردوسِ بریں
جو ترے در پر پڑا ہو یا حبیب

کیوں نہ دیکھے وہ خدائے پاک کو
آپ کو جو دیکھتا ہو یا حبیب

دو جہاں سے اسکو کچھ مطلب نہیں — جو تمھارا ہو گیا ہو یا حبیب
غم اُسے کیا آفتاب حشر کا — جو تیرے غم میں جلا ہو یا حبیب
ہے وہی مقبولِ درگاہِ خدا — دل سے جو تم پر فدا ہو یا حبیب
ہم گنہگارانِ اُمّت کے لئے — رحمت ربّ العلےٰ ہو یا حبیب
مرہمِ دلِ خستگاں ہو یا رسول — درد مندوں کی دوا ہو یا حبیب

حشر میں عاصیؔ پہ بھی چشمِ کرم
شافعِ روزِ جزا ہو یا حبیب

نازنینی مہ جبینی یا حبیب — دلبرِ حسن آفرینی یا حبیب
نامِ پاکت حرزِ جانِ عاشقاں — خاتمِ دل را نگینی یا حبیب
چوں کند وصفِ کمالت مشتِ خاک — تو خدا را ہمنشینی یا حبیب
باعثِ ایجادِ عالم ذاتِ تو — مالکِ دنیا و دینی یا حبیب
سالکاں را پیشوائی یا رسول — مقتداء العارفینی یا حبیب
انبیاء ما سلف را سروری — ہم تو ختم المرسلینی یا حبیب

جاں بلب اندر دکن افتادہ است
حالِ عاصیؔ را ببینی یا حبیب

پیشِ رخسارت ندارد ماہ تاب — آفتابی آفتابی آفتاب
چشمِ تو برہم زنِ میخانہا — وز نگاہِ مست تو عالم خراب
دیدہ چوں بر عارضت گردی ز شوق — گفت دل یالیتنی کنت تراب
گل بعشقِ عارضِ تو غرق خون — سنبل از گیسوئے تو در پیچ و تاب

پیش حسنت جملۂ خوبانِ جہاں — ہمچو ذرہ پیش نورِ آفتاب
گر بدریا پرتو رویت فتد — صورتِ گل رونماید ہر حباب
لعل از لعلِ لب تو منفعل — پیش دندانِ تو گوہر آب آب
خطِ مشکیں بر رخِ زیبائے تو — آیتے از سورۂ ام الکتاب
زلف بار رخ صبح در پہلوئے شام — لعل تو نار است ہم آغوش آب
خواست چوں محبوب خود سازد ترا — از دو عالم کرد خالق انتخاب
سایۂ ات باشد کجا چوں گشتہ — در حسینانِ دو عالم لاجواب
نیک میداند خداوند علیم — من چہ گویم کیستی اندر حجاب
صوفیاں را در رہِ مقصودِ دل — بے طریقِ تو نگردد فتح باب
جاں بدردِ ہجر تو آمد بلب — دلِ بشوقِ وصلِ تو در اضطراب
ساغری دہ از شرابِ حبِّ خویش — ساختی مرغ دلم را چوں کباب
گفتہ آیم شبے در خواب تو — من بعمر خود ندیدم چیست خواب
جامۂ ہستی ز دستِ عشق در — تا ز وصلِ یار گردی کامیاب

از حساب حشر عاصی را چہ غم
اے توئی چوں شافع یوم الحساب

ردیف پ

ہیں نورِ حق محمد مصطفےٰ آپ — جدہر دیکھو ادہر جلوہ نما آپ
کسی کی آنکھ میں جلوہ نما آپ — کسی کے دل میں ہیں رونق فزا آپ

کلامِ من رآنی سے ہے ظاہر
کہ ہیں آئینہ ذاتِ خدا آپ

دو عالم میں نہ کیونکر روشنی ہو
کہ ہیں شمعِ حریمِ کبریا آپ

ہے جلوہ آپ کا شام و سحر میں
کہ ہیں شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ آپ

کہاں موسیٰ کہاں ذاتِ مقدس
وہ عاشق اور محبوبِ خدا آپ

نہیں ہے آپ کا ثانی جہاں میں
خدا کے بعد ہیں یا مصطفےٰ آپ

حسینانِ جہاں کے آپ سرتاج
ہیں سارے دلبروں کے دلربا آپ

جلائے خاطرِ پاکانِ عالم
ضیائے دیدۂ اہلِ صفا آپ

تمنائے دلِ آشفتہ حالاں
غریبوں کے مراد و مدعا آپ

انیس و غمگسارِ دردمنداں
ضعیفوں بیکسوں کے آشنا آپ

ہیں بحرِ حسن و کانِ دلبری کے
درِ یکتا و لعلِ بے بہا آپ

ہر اک گوشہ سے چمکا نورِ اسلام
ہوئے دنیا میں جب رونق فزا آپ

مسیحا سے مجھے ہے کیا سروکار
ہیں میرے دردِ پنہاں کی دوا آپ

دکن میں ہوں پریشاں حال مولا
بلا لیں مجھکو اب بہرِ خدا آپ

گیا عاصیؔ کے دل سے خوفِ محشر
ہوئے جب شافعِ روزِ جزا آپ

ردیف ت

اڑے جو سوئے فلک ہم غبار کیصورت
چمن میں برسیں گے ابرِ بہار کیصورت

اثر یہہ جذبِ محبت کا ہے کہ اب وہ بھی
تڑپ رہے ہیں دلِ بیقرار کیصورت

یہہ کون رشکِ چمن جلوہ گر چمن میں ہوا
ہے خار خار سے پیدا بہار کیصورت

ہماری چشمِ تصور سے چھپ نہیں سکتی
عیاں ہے آئینۂ دل میں یار کیصورت

چمن میں شور ہے کس گل کی آمد آمد کا
اتر گئی جو عروسِ بہار کیصورت

تمھاری تیغ سے زخموں کے پھول کھلتے ہیں
یہہ چل رہی ہے نسیمِ بہار کیصورت

چمک رہے ہیں جو ہجر نئی میں داغ جگر
دکھا رہے ہیں خزاں میں بہار کیصورت

خوشی نہ زر کی ہے اصلا نہ بے زری کا ملال
مجھے ہی ایک خزان و بہار کیصورت

رکیں نہ اشکِ ندامت کہ ہے یہی عاصیؔ
نزولِ رحمتِ پروردگار کیصورت

دیگر

فکرِ علاج کن کہ دلِ زار نازکست
رشکِ مسیح حالتِ بیمار نازکست

اے دل بوقتِ ذبح ادب را نگاہ دار
مضطر مشو کہ خنجرِ دلدار نازکست

اے خاک من برہگذر او بدوش باد
آہستہ رو کہ دامنِ آں یار نازکست

غیر دلم بزلف گرہ گیر خود مبند
ترسم کہ بشکند سرِ آں تار نازکست

می سوزد و بسینہ ہوس وے آہی نمیکنم
داند دلم کہ آں گلِ رخسار نازکست

آسان شمردہ سفرِ منزلِ عدم
اول ببیں کہ راہ چہ مقدار نازکست

اے تیرِ یار تیز گذشتی ز پہلویم
پنداشتم کہ آں سرِ سوفار نازکست

عاصیؔ ضعیف و بارِ گنہ بر سرش چہ کوہ
رحمے بحالِ زار کہ بسیار نازکست

صبحِ شرمندۂ صباحتِ اوست
شامِ شوریدۂ ملاحتِ اوست

مہر یک ذرۂ جلالتِ اوست
ماہِ کامل غلامِ طلعتِ اوست

یک قیامت بود نه شور انگیز
همه جا فتنها ز قامت اوست

از گلو یم جدا نمی گردد
تیغش آلودۂ محبت اوست

آنکه بخشید حسن خوبان را
دل نثار جمال صورت اوست

بی یکے نیست کثرت اعداد
کثرت ما دلیل وحدت اوست

ارتکاب گناه خصلت ما
درگذر از گناه عادت اوست

جرم کردم بقدر ہمت خویش
بخششم منحصر برحمت اوست

ذات پاک محمد عربی
در یکتائی بحر وحدت اوست

اشرف الانبیا حبیب خدا
که سر عرش پایۂ رفعت اوست

رحمت عالم و محیط کرم
دو جہاں را محیط رحمت اوست

از غضب پیشتر جہاں برباد
موجب فضل حق ولادت اوست

نیست او را ز مہر محشر غم
ہر که در سایۂ عنایت اوست

ما چه گوئیم بہتر از حافظ
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

کشت آن مه بناز عاشق را
این کمال وفا و رحمت اوست

خال رخ تو تخم گلستان آتش است
زلف و خط تو سنبل و ریحان آتش است

خط از کتاب حسن بود فرد منتخب
دو ابروے تو مطلع دیوان آتش است

زلف سیه بعارض روشن افتاده است
این بو العجب که مار نگهبان آتش است

چاه ذقن بزیر لب آتشین تست
آبے مگر بسایۂ دامان آتش است

از جنبش لبان تو پیدا دہن شود
این چشمۂ حیات بفرمان آتش است

ایجانِ جان ہمین ز گل داغہائے عشق — در سینہ ام شگفتہ گلستان آتش است
مرغ دلم اسیر گل عارض تو شد — جاناں نگاہ دار کہ ہمان آتش است

از فرط سوز سینہ و ہم دل بجائے اشک
عاصی ز دیدہائے تو بداں آتش است

اے غمزۂ تو دل ز بر دلبران گرفت — ہم سحر چشم شوخ تو ہر دو جہاں گرفت
دل از ہوائے زلف تو تاب و تواں گرفت — جاں از لب تو زندگی جاوداں گرفت
خلقے زیر تو چو پروانہ سوختہ — از شعلہ ہائے حسن تو آتش بجاں گرفت
گہ جور می نمائی و گہ لطف میکنی — طبع تو ماہ من صفت آسماں گرفت
جاں را اسیر نمودہ ام از اشتیاق قتل — تا غمزۂ تو تیر جفا در کماں گرفت
زلف تو در کمیں دل مبتلائے من — من در کمیں کہ زلف ترا چوں تواں گرفت
پرسی ز من چہ حال گرفتاری دلم — از زلف خود بپرس کہ او را چساں گرفت
از بند فکر بودہ ام بلا و نجات یافت — ہر کس کہ نام پاک ترا بر زباں گرفت
ہر گز نرسد نہ طائرِ وہم و خیال کس — آنجا کہ مرغ ہمت تو آشیاں گرفت

عاصی نمود گرچہ تلاش سخن بسے
چوں شد ادا نہ مدحت تو لب از آں گرفت

اے جان جہانیاں سلامت — قربان دل و جان من بنامت
شمشیر کشیدی و نہ کشتی — فریاد ز لطف نا تمامت
طوبیٰ خجل از قد بلندت — پامال خرام تو قیامت
عشاق جگر برشتہ گانرا — چوں آب بقاست ورد نامت

در حلقهٔ زلف تست خورشید | یا ماه اسیر شد بدامت
عکس کف پائے تست خورشید | مہ نعل سمند خوش خرامت
بر بام حرم نمی نشیند | مرغ کہ پرد ز طرف بامت
محبوب خدائے ذوالجلالی | خوبان جہاں ہمہ غلامت
نعلین تو تاج عرش اعظم | بالاست ز لامکان مقامت
تفریق میان کفر و اسلام | گردید ز ضرب حسامت

عاصی نشود بروز محشر
محروم شہا ز لطف عامت

یا الٰہی وہ زبان معرفت | کن بیانم را بیان معرفت
مرشد ما حضرت مسکین شاہ | آفتاب آسمان معرفت
سر حق در سینهٔ پرنور او | ذات پاک اوست جان معرفت
گوہر نایاب بحر فیض حق | بے بہا لعلے ز کان معرفت
قمری سرو ریاض باغ قدس | عندلیب بوستان معرفت
گشت زور از حقیقت منکشف | از وجودش طرفہ شان معرفت
یادگار خاندان نقشبند | در جہان نام و نشان معرفت
در زمان خویش بعد از پیر خود | بود او صاحبقران معرفت
پیرو شرع شریف مصطفٰی | واقف سر نہان معرفت

از طفیلش یافتہ عاصی ز حق
نعمت عظمیٰ ز خوان معرفت

آں ماہ نو نہ از برم ابرو کشیدہ رفت ‏— با خنجر جفا رگ جانم بریدہ رفت

رفتم بسوئے او کہ بسویم نظر کند ‏— آں مستِ ناز آمد و سویم ندیدہ رفت

عمرے گذشت لذت دردش نمیرود ‏— گو تیر او دمے بدل من خلیدہ رفت

آمد چو نو بہار سر خاک کشتگاں ‏— از لطف جان نو بشہیدان دمیدہ رفت

خالی نماند جلوہ گہ یار لحظہ ‏— آمد بدل چو مہر جمالش ز دیدہ رفت

پیش تو ہر کہ دعوی حسن و جمال کرد ‏— بر روئے خویش دامن خجلت کشیدہ رفت

صد آفریں بہ ہمتِ آں صاحب نظر ‏— کز گلشن جمال تو گلہا بچیدہ رفت

آمد دلم بکوئے تو با صد ہزار شوق ‏— آخر بخونِ خویش ز حسرت طپیدہ رفت

دامن کشاں حسنِ دلاویز را چہ غم ‏— کاشفتہ غریب گریباں دریدہ رفت

تا رفتہ تو از برم اندر قفائے تو ‏— آرام جان و انس دلم نور دیدہ رفت

در عہد شیب یاد جوانی چہ میکنی ‏— بادِ بہار بود بہ گلشن وزیدہ رفت

در بوستانِ دہر خوشی را ثبات نیست ‏— خندیدہ گُل دمے و گریباں دریدہ رفت

تو چوں مسافری ز جہاں عافیت مخواہ ‏— آں کیست در سرائے جہاں آرمیدہ رفت

در محفل تو عاصیؔ دلخستہ و غریب ‏— چوں بوئے گُل رسید و چو رنگ پریدہ رفت

زاہدوں کو ہے اگر حوروں کی صحبت جنت ‏— عاشقوں کیلئے دیدار کی لذت جنت

واعظوں نے تیری شہرت کو بڑھایا ورنہ ‏— تو کہاں اور کہاں روضۂ حضرت جنت

تھے طلبگار نہ فردوس کے اصحابِ رسول ‏— انکے نزدیک تھی سرکار کی صحبت جنت

تجھکو حوریں ملیں سرکار مدینے کو ملے ‏— اسکی تقدیر وہ تھی یہہ تیری قسمت جنت

سایۂ عرش میں تو عرش پہ سایہ اسکا
اس سے ثابت ہو مدینے کی فضیلت جنت

ایک قطرہ عرق عارض شہ کا تو ہے
ولیں خود سوچ لے تو اپنی حقیقت جنت

میرا ذمہ جو نہو دیکھ کے تو غرق حیا
چل دکھلاؤں تجھے روضۂ حضرت جنت

ایک نے بھی تجھے دیکھا نہیں لیکن لاکھوں
روضۂ پاک کی کرتے ہیں زیارت جنت

کاش میں روضۂ سرکار دو عالم بنتی
دل میں لکھی ہے ازل سے یہی حسرت جنت

قبر کو کہتے ہیں سب خانۂ وحشت لیکن
آپ آئیں تو بنے گوشۂ تربت جنت

روضۂ پاک کی حسرت سے بھرا ہی سینہ
تو نکالیگی بھلا کیا میری حسرت جنت

یاد جب خلد میں آئیگا مدینہ مجھکو
اور بڑھ جائیگی دلکی میری وحشت جنت

دل پر داغ سے عشاق کے کچھ ملتا ہے
تیری حالت تیرا نقشا تیری صورت جنت

انکو بھاتی نہیں ہرگز تیرے گلشن کی ہوا
جنکو ہے روضۂ سرکار سے الفت جنت

تذکرہ تیرا بھی سن لینگے کبھی واعظ سے
ہوگی یثرب کے تصور سے جو فرصت جنت

لپٹے لپٹائے چلے آئینگے آخر عاصیؔ
یہہ کہیں چھوڑتے ہیں دامن رحمت جنت

کعبۂ ما کنج خرابات ماست
نعرۂ مستانہ مناجات ماست

جام و سبو مایۂ لطف حیات
پیر مغاں قبلۂ حاجات ماست

مست فتادن بدر میکدہ
خوب تر از جملہ عبادات ماست

بادہ نہ نوشیم چرا بیخطر
ساقی ما دافع آفات ماست

شغل شب و روز بود دور جام
ذکر مے و میکدہ اوقات ماست

یک نظر رحمت پیر مغاں
عقدہ کشا بہر مہمات ماست

بستر ما خاک درت ساقیا / بام تو معراج مقامات ماست

دیدن روی تو ثواب عظیم / سجدهٔ ابروی تو طاعات ماست

لعل لب و سایهٔ گیسوی تو / آب خضر چشمهٔ ظلمات ماست

هست در پاکِ تو بیت الحرم / کوی دلارائی تو میقات ماست

روی تو صیاد نظرهای شوق / زلف تو زنجیر ارادات ماست

حاجتِ خود پیش کسے چون بریم / او چو برارندهٔ حاجات ماست

مخزنِ اسرار بود عاصیا / این دلِ ما گنج طلسمات ماست

منحصر بر کعبه و موقوف بر بتخانه نیست / نیست جائی کاندر انجا جلوهٔ جانانه نیست

زاہدان خود ستا را جائی در میخانه نیست / دست شیخان ریائی لایق پیمانه نیست

روز و شب در آتش فرقت طپیدن مشکلست / سوختن بر شمع سوزان همتِ مردانه نیست

بیخبر از خویش بودن عادتِ دیوانگانست / بیخود و بایار بودن کار هر دیوانه نیست

عزّ آدم از دلِ پر درد و عشق و محنت است / فخر بر دستار و دلق و سبحهٔ صد دانه نیست

پنجهٔ دستِ دلِ صد چاک عاشق می سزد / لایقِ زلفِ پریشان تو دست شانه نیست

بهر زاہد مسجد و بهر برہمن بتکده / سجده گاه عاشقان جز ابروی جانانه نیست

در حریم کعبه و بتخانه عاشق محرم است / هر که با او آشنا شد هیچ جا بیگانه نیست

سوختن بر شمع رویت چشم ما را می سزد / رقص در آتش زدن جز شیوهٔ پروانه نیست

بر سرِ پر فقرِ عاصی پادشاهی میکند / جز خدای خویش او را کار با بیگانه نیست

ترا اگر کار جز جور و جفا نیست — مرا هم کار جز مهر و وفا نیست

جفا و جور هر لحظه فزون کن — که کار خوب رویان جز جفا نیست

رخت آئینهٔ لطف الٰهی است — چرا رحمت بحال مبتلا نیست

چو مستم کرده مستور منشین — حجاب از بیخودان هرگز روا نیست

مشو برهم اگر وصل تو خواهم — که کار سائلان جز التجا نیست

مذاق تیر مژگان جگر دوز — چه داند هر که لذّت آشنا نیست

گلستان جهان را نیک دیدم — گلے چون تو بگلزار وفا نیست

دو عالم بستهٔ زنجیر اویند — دلم یک بستهٔ زلف دوتا نیست

مکن اندیشه در قتل عاصی
که تیغ ناز محتاج قضا نیست

گرچه پنهان جلوهٔ دلدار نیست — چشم هر کس لایق دیدار نیست

در سر خود رفتگان راه عشق — جز هوائے کوچهٔ دلدار نیست

مسجد ما طاق ابروئے صنم — کعبهٔ ما غیر کوئے یار نیست

جان فدائے خاک راه میکده — بندگی جز طاعت خمار نیست

مذهبم عشق است و رندی مشربم — هیچ با شیخ و برهمن کار نیست

هر کسے را بهر کاری ساختند — در جهان یک ذرّه هم بیکار نیست

بر ملامت صبر کن گر عاشقی — عاشقان را از ملامت عار نیست

در دو عالم کیست آن ای مست ناز — گر دو چشم نرگست بیمار نیست

بخشش عاصی مسکین غریب — داور محشر ترا دشوار نیست

دلم از درد عشقِ یار شاد است
دلی خالی ز دردش نامراد است

ز ہر قطرہ کہ از مژگاں چکیدہ
نہانی راز من بیروں فتاد است

چہ می پرسی نشانِ یار قاصد
مثالش مادرِ گیتی نہ زاد است

دو لب ہمچوں عقیقِ آب دادہ
دو گیسو چوں کمند تاب داد است

دو نون سرنگوں از مشک سودہ
بزیر آں دو نوں طرفہ دو صاد است

بخوبی یوسفِ مصری غلامش
بہ رعنائی زلیخا خانہ زاد است

لبان و صد نمک چشمان و صد ناز
معطر طرہ ہا بر گل کشادہ است

شگرفی چابکی چستی دلیری
بیک عشوہ دلم برباد داد است

برائے صید دلہائے دو عالم
گرہ از کاکل مشکیں کشاد است

بدیں خوبی کہ نقش او کشیدہ
تماشا کن چہ نادر اوستاد است

زہے شاہی کہ سرخیل ملائک
سرِ طاعت بپائے او نہاد است

مدینہ رشکِ جنّت مسکن او
کہ ماوائے ہمہ عاشق نہاد است

برو انجا بگو بعد از سلامے
کہ اے سلطانِ خوباں ایں چہ داد است

زدہ تیر نظر فارغ نشستی
تپاں اندر دکن صیدے فتاد است

ترحم یا رسول اللہ ترحم
بہر دم بر لب آں نامراد است

خدا را سوئے خود کش غمزدہ را
کہ بہر آں بپائے ایستاد است

بیا در روئے تو بیچارہ عاصی
ز دیدہ سیل اشک خوں کشاد است

ردیف تائے ہندی

مجبور ہو کے بھی نہ کہو زینہار جھوٹ
کھوتا ہے آدمی کا بہت اعتبار جھوٹ

کرنا ہے دہر میں تمہیں عزت سے گر بسر
سچ کے سوا کبھی نہ کرو اختیار جھوٹ

بولوگے ایک جھوٹ تو کہنے پڑینگے پھر
اک جھوٹ کے بناؤ کے خاطر ہزار جھوٹ

دنیا میں آدمی جو صداقت پسند ہیں
ہوتی ہے بات انکو بہت ناگوار جھوٹ

ہر وقت راستی ہی کو پیش نظر رکھو
جھوٹا بناوہ جس نے کہا ایکبار جھوٹ

ہم جانتے ہیں زیور ایماں ہے راستی
کہتے نہیں سخن کبھی ایماندار جھوٹ

تو جھوٹ کہکے ہو نہ کبھی ابتدا میں خوش
آخر کریگا تجھکو بہت شرمسار جھوٹ

جھوٹوں کی بات کا نہ کبھی اعتبار کر
ہوتا نہیں ہے عہد کبھی استوار جھوٹ

عاصی نچھوڑ راہ صداقت کو زینہار
کہتے نہیں زباں سے کبھی صنعار جھوٹ

ردیف ثا

ہوں مریض درد ہجراں الغیاث
اے مسیحائے مریضاں الغیاث

ناتوان و بیکس و بے یار ہوں
اے مددگار غریباں الغیاث

دل پریشاں اور شب فرقت دراز
الغیاث اے زلف جاناں الغیاث

در پئے آزار برق و سیل ہیں
میرے خرمن کے نگہباں الغیاث

ناخدائے کشتی دلہائے ما
موجزن ہے غم کا طوفاں الغیاث

آپکے روضہ سے حضرت دور ہوں
چھٹ گیا مجھسے گلستاں الغیاث

دل کو ہر تار نفس زنجیر ہے
روح کو ہے جسم زنداں الغیاث

ماجرائے چشمِ گریاں دیدنیست
بھگیا عشرت کا ساماں الغیاث

کہہ نہیں سکتا ہوں اپنا حالِ دل
چارہ سازِ دردِ پنہاں الغیاث

زخمِ ہجرت ہیچیاں تازہ بدل
ہو گئی خالی نمکداں الغیاث

نیم بسمل قلب را گذاشتی
خنجرِ ابروئے جاناں الغیاث

حسرتِ خارِ مغیلاں دل میں ہے
اے مدینے کے بیاباں الغیاث

میں رہوں کب تک کہیں دردمند
اے دوائے دردمنداں الغیاث

مضطرب عاصی غمِ محشر سے ہے
اے شفیعِ اہلِ عصیاں الغیاث

ردیف جیم

دیکھا یہ فرشتوں نے تماشا شبِ معراج
اک خاک نشیں عرش پہ پہونچا شبِ معراج

تھا پردۂ وحدت میں نہ پردا شبِ معراج
وہ طالب و مطلوب تھے یکجا شبِ معراج

تھا لطف کہ عاشق سے ملا عاشقِ شیدا
معشوق نے معشوق کو پایا شبِ معراج

اللہ رے ضیا جلوہ گہِ لم یزلی کی
وہ نور کا ایک جا تھا اُجالا شبِ معراج

کیا پوچھتے ہو کس کا تھا یہ جذبِ محبت
وا کس کی تھی آغوشِ تمنا شبِ معراج

موجِ کرم اٹھنے لگی رحمت کو ہوا جوش
وہ رحم کی جب ملگئی دریا شبِ معراج

اے صلِ علیٰ ابروئے خمدارِ محمدؐ
قوسین نظر آتے تھے ادنیٰ شبِ معراج

تاثیرِ مازاغ کے سرمے نے دکھائی
جھپکے نہ ذرا دیدۂ بینا شبِ معراج

سرکار وہاں امتِ عاصی کو نہ بھولے
رحمت کے مزے لوٹے نہ تنہا شبِ معراج

ردیف دال

دل ہے جو فدائے رُخِ نیکوئے محمدؐ — ہے گردن جاں بستۂ گیسوئے محمدؐ

ہے مصحفِ حق گر رُخِ نیکوئے محمدؐ — سطریں اُسی مصحف کی ہیں گیسوئے محمدؐ

گر ہے یمِ خوبی رُخِ نیکوئے محمدؐ — موجیں ہیں اُسی بحر کی گیسوئے محمدؐ

سجدے میں گری پڑتی ہر اک ایک قدم پر — بڑھتی ہیں نگاہیں جو سوئے روئے محمدؐ

تشبیہ کفِ پا کے بھی قابل وہ نہیں ہے — مہتاب کہاں اور کہاں روئے محمدؐ

رُخ شمع سرِ طور ہے قامت شجرِ طور — شاخ شجرِ طور ہیں بازوئے محمدؐ

خاکِ کفِ پا اِس سے زیادہ ہے معطر — عنبر میں کہاں نکہتِ گیسوئے محمدؐ

میخانۂ عرفاں پہ یہ رحمت کی گھٹا ہے — یا چشمِ خدا بیں پہ یہ ہیں ابروئے محمدؐ

بنتے نہ کبھی ہار کسی گل کے گلے کا — بستی نہ اگر پھولوں میں خوشبوئے محمدؐ

دل سینے میں میرے گلِ خنداں نظر آیا — آئی جو ہوائے چمنِ کوئے محمدؐ

یارب یہی عاصیؔ کی دعا شام سحر ہے — طیبہ میں رہے بنکے سگِ کوئے محمدؐ

ہے کعبۂ عشاق جو ابروئے محمدؐ — زنجیرِ درِ کعبہ ہے گیسوئے محمدؐ

دیوان دو عالم میں اگر ہے کوئی موزوں — ہے ایک ہی مطلع ابروئے محمدؐ

آنکھوں کی تمنا ہے کہ آجائے سمٹ کر — پتلی کی جگہ سایۂ گیسوئے محمدؐ

کیا حسن دلارا ہے کہ محشر میں الٰہی — ہر اک کی نگاہیں ہیں سوئے روئے محمدؐ

کہیئے دہنِ پاک کو گر چشمۂ کوثر — ہے قاسمِ کوثر لبِ دلجوئے محمدؐ

تا عرش رسائی دلِ صد چاک کی ہو جائے
بنجائے اگر شانہ گیسوئے محمدؐ

دل تھام کے رہ جاتے ہیں حورانِ بہشتی
سنتی ہیں جو وصفِ حرمِ کوئے محمدؐ

رحمت کے یہہ دو چاند ہیں وہ عارضِ تاباں
اور سایۂ رحمت ہیں وہ گیسوئے محمدؐ

دل لوٹ گیا دیکھ کے گلزارِ مدینہ
آئی مجھے ہر پھول سے خوشبوئے محمدؐ

عاصیؔ جو بڑھا حشر میں کہنے لگی رحمت
کس شان سے آتا ہے سگِ کوئے محمدؐ

ہے عرش بریں پایۂ ایوانِ محمدؐ
جبریلِ امیں خادم و دربانِ محمدؐ

عالم سے ہوئی کفر کی کافور سیاہی
پھیلی جو ضیائے رخِ تابانِ محمدؐ

دیتا رہے اللہ جو ہر روز نئی جان
کرتا رہوں ہر روز میں قربانِ محمدؐ

دنیا کے بھی مختار ہیں عقبیٰ کے بھی مالک
ہیں دونوں جہاں تابعِ فرمانِ محمدؐ

سینہ ہی جو گنجینۂ اسرارِ الٰہی
ہے پردۂ اسرار گریبانِ محمدؐ

شاداب نہ ہوتا کبھی یہ گلشنِ ایجاد
فیضانِ محمدؐ ہے یہہ فیضانِ محمدؐ

کس سر میں نہیں دولتِ دیدار کا سودا
کس دل میں نہیں حسرت و ارمانِ محمدؐ

ٹکڑے بھی جگر ہو تو کھٹکتا ہی رہے ہر دم
ہر لختِ جگر میں سرِ مژگانِ محمدؐ

منہ چومیگا اک ایک کا ہر ساغرِ کوثر
کوثر پہ جو آجائینگے مستانِ محمدؐ

عاصیؔ رہے یارب ترے الطاف و کرم سے
محشر میں تہِ سایۂ دامانِ محمدؐ

تیغِ فرقت سے دل ہے دو پارہ لب پہ آئی ہے جان یا محمدؐ
اب بلا لو مدینے خدارا ہند میں ہوں طپاں یا محمدؐ

آتشِ ہجر سے جلگیا دل ہے جگر تیغِ فرقت سے بسمل
آنکھوں سے اشکوں کا دریا دمبدم ہے رواں یا محمدؐ
آئے سیر کو ایک ساعت دیکھئے کیسی ہے اسکی حالت
داغ فرقت سے سینہ ہے میرا غیرت گلستاں یا محمدؐ
مثل شب ہو گئی دن کی حالت کھلگئی مہر کی سب حقیقت
آپکے رخ پہ جب ہو گئی وا زلف عنبر فشاں یا محمدؐ
کیا کہوں خوبرو تم ہو کیسے ہے یہی مختصر تم ہو ایسے
خود بناکر ہوا تم پہ شیدا خالق انس و جان یا محمدؐ
ہے عجب دُرِّ دنداں کا عالم ایسے الماس بھی ہوتے ہیں کم
دیکھکر انکا حسن تجلّی ہیں فدا بحر و کان یا محمدؐ
جان جاتی ہے میری بچالو اپنے قدموں میں مجھکو بلالو
دم نکلجائے میرا نہ اسجا ہوں بہت ناتواں یا محمدؐ
حال عاصیؔ کا گر تم نہ پوچھو جائے کسجا گنہگار بولو
ہے کوئی آپ سا دوسرا کیا شافع عصیان یا محمدؐ

اے دل نہو تو دہر کے دام ہوس میں بند
اسطرح اہل حرص ہیں دنیا کے دام میں
اسکی صدا سے ہوتا ہے بیخود جو کاروان
کثرت میں دلکو ہوتا ہے اسطرح انقباض
ہر دم لبوں پہ آکے نہ پھر جائے کسطرح

مرغ حریص ہوتا ہے آخر قفس میں بند
مجرم ہو جسطرح کوئی قید عسس میں بند
شاید کسیکا ہے دل نالاں جرس میں بند
جیسے ہو کوئی طائر گلشن قفس میں بند
ہے حکم کردگار کا پائے نفس میں بند

انساں کے ساتھ نفس بھی ہی اور روح بھی
تریاق و زہر جیسے ہیں بال مگس میں بند

دل ہو رہا نہ حلقۂ گیسوئے یار سے
یارب تمام عمر رہے اس قفس میں بند

آہوں سے میرے شعلے جو نکلے تو کیا عجب
رہتی ہے آگ کب دل آتش نفس میں بند

پائیں نہ کیوں حضور سے مانگی ہوئی مراد
رہتی نہیں عطا کف فریادرس میں بند

یارب طویل ہو گیا کیوں موسم خزاں
فیض بہار کیوں ہوا اگلے برس میں بند

اللہ رے اوج گنبد پرنور مصطفےٰ
ہے طائر خیال بھی اسکے کلس میں بند

معراج مثل آپکے عیسےٰ کو کب ہوئی
چرخ چہارمیں کے رہے وہ قفس میں بند

یہہ جانتے تو آتے نہ واپس دکن کو ہم
یثرب کی راہ ہوتی ہے اگلے برس میں بند

اہل کمال ہی کو مصیبت نصیب ہے
ہوتے ہیں عندلیب چمن ہی قفس میں بند

گنبد پہ لوٹتا ہے جہاں صورت کلیم
گویا ضیائے طور ہے اسکے کلس میں بند

عاصیؔ کے دست و پا میں قناعت کا زور ہی
دنیا کریگی کیا اُسے دست ہوس میں بند

ذی فہم ہوتے ہیں کہیں دام ہوس میں بند
رہتا نہیں ہے طائر زیرک قفس میں بند

آخر نکل گئی دل پر درد سے فغاں
کب تک صدا رہیگی وہاں جرس میں بند

جو سربلند ہیں وہ قناعت پسند ہیں
ہوتا نہیں ہما کبھی دام ہوس میں بند

پائے نجات کیا کوئی دنیا کے جال سے
ہے تار عنکبوت کا پائے مگس میں بند

نالے میرے لب پہ ہیں چھالے جگر میں ہیں
آتش کو کر دیا ہے کسی نے نفس میں بند

کیا آرزو کرے وہ چمن کے بہار کی
بلبل جو پر شکستہ ہوا اور ہو قفس میں بند

رفتار شوخ دیکھو تو رہوار یار کی
گویا کیا ہے برق کو جسم فرس میں بند

جاتے ہم اپنے سر سے سوئے روضۂ رسول
ہوتا نہ راستہ اگر ایکے برس میں بند

تنویر چھپن رہی ہے جو گنبد کے چاند سے
گویا اک آفتاب ہے اسکے کلس میں بند

منہ سے لگا لے جام مئے ناب عاصیا
کب تک رہے گا دائرہ پیش و پس میں بند

منظہر نور کبریا سیدنا محمدؐ
سرور جملہ انبیا سیدنا محمدؐ

روئے چو آفتاب تو عارض بے نقاب تو
مظہر شان کبریا سیدنا محمدؐ

اول کن مکان تو ئی خاتم مرسلان تو ئی
باعث خلق دوسرا سیدنا محمدؐ

خاک در تو جان جان سرمۂ چشم عاشقان
چشم و چراغ انبیا سیدنا محمدؐ

ذات تو اے شہ شہان پشت و پناہ عاجزان
مرجع ہر شہ و گدا سیدنا محمدؐ

روئے تو مظہر خدا بوئے تو در دادوا
سوئے تو روئے مدعا سیدنا محمدؐ

دلبر دلبران تو ئی سرور گلرخان تو ئی
خاص حبیب کبریا سیدنا محمدؐ

ہادی گمرہان تو ئی شافع عاصیان تو ئی
حامی و دستگیر ما سیدنا محمدؐ

خامۂ نشئی قدم روز نخست زد رقم
نام تو دافع بلا سیدنا محمدؐ

نور نگاہ قدسیان رونق بزم لامکان
شمع حریم کبریا سیدنا محمدؐ

از رہ شوق عاصیا دیدہ جمال مصطفےٰ
ورد زبان انبیا سیدنا محمدؐ

تار خست زینگونہ ریبا ساختند
عالمے را بر تو شیدا ساختند

دو دو دلہائے پریشاں کردہ جمع
بر زخست زلف چلیپا ساختند

قدسیاں خاشاک درگاہ ترا
طرۂ دستار خود ہا ساختند

خاک کویت راشہا اہلِ نظر — سرمۂ چشم تمنا ساختند
سایۂ قدت نگہ گرفتند و از آں — در گلستاں سرو رعنا ساختند
صبح کردند از رخ صافت عیاں — شام از زلفِ تو پیدا ساختند
از دو چشم شوخ تو ای فتنہ گر — در دو عالم فتنہ برپا ساختند
دیدن روئے ملیحت راشہا — مرہم زخم دل ما ساختند
از پئے برہان یکتائی ترا — در ہمہ مخلوق یکتا ساختند

کے شود عاصی ز درگاہت جدا
چوں سگ کوئے تو اورا ساختند

گریہ ہجر تو دل ہا گرید — کعبہ و عرش معلا گرید
ہر کہ خواہد دم محشر خندد — بایدش در دلِ شیدا گرید
آبروئے نبود چشمش را — ہر کہ چوں شمع بہر جا گرید
جلوۂ برمن شیدا اللہ — تا کجا چشم تمنا گرید
نشود دامن صحرا صد چاک — دیدۂ ما چو بصحرا گرید
صبح دم گریہ گلستاں گریم — شبنم آسا دل گلہا گرید
از بلائے غم کوتاہی خود — پیش بالائے تو طوبی گرید
در خیال رخ دنداں کسے — چشم ما لولوئے لالا گرید

کیست جز بیکسی ما عاصی
بر مزار دل شیدا گرید

وصف کوئے نگار باید کرد — خلد را شرمسار باید کرد

ذکر شوخی یار باید کرد — برق را بیقرار باید کرد
تا چو من مبتلائے خویش شود — آئینہ پیش یار باید کرد
تا نشیند غبار ہستی خود — دیدہ را اشکبار باید کرد
از جگر پارہ ہائے خوں آلود — زینت کوئے یار باید کرد
گر سر وصل لالہ رویانست — سینہ را داغدار باید کرد
گر سر راہ عشق میداری — پائے را وقف خار باید کرد
بہر پابوس او سر خود را — خاک کوئے نگار باید کرد
دل بہ تدبیر مال و زر تا چند — فکر انجام کار باید کرد
نیست چوں پایدار ایں دنیا — ترک ناپایدار باید کرد
بر لبان حیات بخش رسول — آب حیواں نثار باید کرد
اے خوشا نقش پائے احمد پاک — مہر و مہ را افتخار باید کرد

خوں بگرید بہ ہجر تو عاصی
رحم بر دل فگار باید کرد

اے ز رخسار تو شرمندہ گلستانی چند — وے غلاماں لبت لعل بدخشانی چند
در دلم از سر مژگان تو پیکانی چند — بہر یک قطرۂ خوں آمدہ مہمانی چند
سینہ دارد بہ محبت داغ تمنائے چند — آسمانست یکی مہر درخشانی چند
نازنینی ز نزاکت نہ نہی پا بہ زمین — فرش را تا نشود دیدۂ حیرانی چند
در دلم از نظر شوخ تو آتش افتاد — زد بران جنبش مژگان تو دامانی چند
تو نیائی بہ سر حلقہ کوتہ نظراں — کہ مقام تو بود دیدۂ حیرانی چند

ای شہنشاہ دو عالم بہ امید کرمت
عاصیؔ آورد بسر تودهٔ عصیانی چند

هرکس که بکوئے تو چون من وطنی دارد
پیوسته بخون دل رنگین کفنی دارد

از روح روان ما بسیار لطیف آمد
این گلبن محبوبی یارب چه تنی دارد

هرچند بود پنہاں چون سرِّ خدا لیکن
از وصف دہان او ہر کس سخنی دارد

از یاد گل رویش جوشیده بہار دل
این سینهٔ پر داغم گویا چمنی دارد

آن شوخ جفا جو را پروائے ظالم ہیست
در خون جگر غلطاں صد ہمچو منی دارد

قربان طبیب خود کز بہر علاج من
عناب لب شیرین سیب ذقنی دارد

باید که شود خالی بسیار نمکداں ہا
جاناں دل ریش من زخم کہنی دارد

از مستی و مدہوشی از ساغر می عاصیؔ
در کنج خراباتے خوش انجمنی دارد

این ستم طرفه ستم ایجاد کرد
بعد مردن خاک من برباد کرد

آن چناں من سخت جانم کز نہیب
الحذر از کشتنم جلاد کرد

یک نگاه مست تو ای فتنه گر
نقد ہوش عالمی برباد کرد

بلبلم اما اسیر دام غم
در بہار از گل جدا صیاد کرد

شاد شو اے دل که در مقتل ترا
بہر کشتن آن ستمگر یاد کرد

پا براه بیخودی زان عاصیا
مرشد عشقم چنین ارشاد کرد

مرا واعظ بترک شیشه و پیمانه میگوید
کجا فرزانه می شنود اگر دیوانه میگوید

بیا ہم رنگ مستاں باش زاہد پیر میخانہ
حدیث عشق کے در محفل بیگانہ میگوید

نمی سازم عیاں بیتابی دل بر کسی تا کس
بگوش شمع حال خویشتن پروانہ میگوید

دلا خنجر بکف آمد بمقتل آں ستم پرور
سر تسلیم خم کن ہمت مردانہ میگوید

بیا در میکدہ زاہد بپرس از پیر میخانہ
ترا دیوانہ گوید یا مرا دیوانہ میگوید

بروں شد ہر کہ از کنج قناعت در بدر گشتہ
چہ خوش اسرار خلوت در فشند دردانہ میگوید

بیا طالب کشا چشمی تماشا دیدنی دارم
بہر ساعت بہر جا جلوۂ جانانہ میگوید

غلام شافع عصیاں چہ باشد زر اسباب عاصی
اگر خود را بگوید جنتی بیجانہ میگوید

عاشق ناز تو پامال جفا می باشد
ہر کجا او ہدف تیر بلا می باشد

حال دل از تو چہ گویم کہ ز زخم نگہت
لذتے گیر دہ مصروف دعا می باشد

پیش آں کعبہ ابروی تو بودن بسجود
بہتریں طاعت ارباب صفا می باشد

فکر او ہست کہ در دل شود افزوں ہر دم
کے مریضت بہ تمنائے دوا می باشد

عاصیاں را بحقارت منگر ای زاہد
مغفرت طالب ارباب خطا می باشد

شاہدگاں گنج نہند از نظر خلق نہاں
در دل گم شدگاں سر خدا می باشد

گر چوں عشق ز خود رفتہ مرا ہیچ اسیر
دل کجا صبر کجا عقل کجا می باشد

من کجا جنت کجا آں در دلدار کجا
عقل کل چوں بدر شہ ناصیہ سا می باشد

لیک تسکیں شود ار یاد بباید عاصی
شاہ را ہم گہے پروائے گدا می باشد

جان زحمت دلرباست میگوید
دل لبت جاں فزاست میگوید

زائر روضہ ات حریم ترا
جلوہ گاہے خداست میگوید

ہرادایت بملک محبوبی
بادشاہی مراست میگوید

گر قدت را کسے بگوید سرو
راست گویم کہ راست میگوید

دلِ دیوانہ ہر خم زلفت
مسکن صد بلاست میگوید

گویمش جان من فدائے تو باد
جان عالم فداست میگوید

من وفاہا زیار می جویم
او وفا عار ماست میگوید

نظر شوخ او بہ مشتاقاں
فتنہ ہا در خفاست میگوید

گویمش عاشق جمال توام
عاشق ما خداست میگوید

شکوہ ہائے جفائے او چکنم
ایں عطا ہائے ماست میگوید

گویمش خون من چہ کار آید
بہر پایم حناست میگوید

شکر کن عاصیا کہ یار ترا
ایں سگ کوئے ماست میگوید

در مسئلۂ وحدت انکار نمی گنجد
تا گم نکنی خود را اقرار نمی گنجد

اوّل ز دوئی بگسل آنگہ زیکے دم زن
کاندر رہ ایں منزل گفتار نمی گنجد

در حالت مستی ہم انداز خموشی گیر
در محفل خاموشاں سرشار نمی گنجد

گر سر بزباں آری بردار بود جایت
دسنہ سبب ہم ازاں اظہار نمی گنجد

از خود چو بروں آئی جز یار نہ بینی تو
در پردۂ یکتائی اغیار نمی گنجد

در میکدۂ وحدت تو بیخبر از خود آ
زیرا کہ دریں محفل ہشیار نمی گنجد

از غیر تہی گشتن آسان نبود عاصی
جز لطف خودش در دل دلدار نمی گنجد

دوش در میخانہ ما را اتفاق افتادہ بود
زاہدی دیدیم غلطاں زیر طاق افتادہ بود

جام می در دست و بر لب مدحتِ پیرِ مغاں
سبحہ و دستار او بالائے طاق افتادہ بود

بادہ می نوشید و می گفت ای خدای می کشاں
مدتے ایں بندہ دور از ایں مذاق افتادہ بود

زہد در مسجد کشید سوئے عشق در میخانہ ہا
سالہا در زہد و عشق من نفاق افتادہ بود

عشق غالب گشت آخر زہد را پامال کرد
ورنہ دل در زحمت ما لا یطاق افتادہ بود

آمدم در میکدہ اکنوں برائے وصل دوست
زانکہ در دل پیشتر نار فراق افتادہ بود

شد عروج من شبے از جرعۂ جامش چناں
زیر پایم گنبد نیلی رواق افتادہ بود

شد ز فیض ساقیم اکنوں فراق نام و ننگ
پیش ازیں ہر دو مرا باہم وفاق افتادہ بود

چوں بدیدم حال او مشتاق جام مے شدم
زانکہ از عمرے بدل ایں اشتیاق افتادہ بود

مست گشتم عاصیا از جرعۂ جامش چناں
لب بہ پیش ساقی من اندر ایاق افتادہ بود

اللہ رے حسنِ رخِ زیبائے محمدؐ
ہیں دونوں جہاں محو تماشائے محمدؐ

اے صلّ علیٰ رتبۂ اعلائے محمدؐ
ہے عرش بریں زیرِ کفِ پائے محمدؐ

ہر لحظہ نئی شان نئی جلوہ گری ہے
کیوں محو تحیر نہو شیدائے محمدؐ

روح الامیں آنکھوں سے لگاتے تھے ہمیشہ
سرمے کی جگہ خاکِ کفِ پائے محمدؐ

اٹھے گی قیامت تو نگاہوں سے گریگی
ہے پیش نظر قامتِ رعنائے محمدؐ

اسباب کمال ایک جگہ جمع ہوئے جب
کھینچا گیا تب نقشِ سراپائے محمدؐ

آنکھیں ہوئیں صدقے تو جگر دل ہوا قرباں
آیا جو نظر گنبدِ خضرائے محمدؐ

تاریکیٔ مرقد میں یہی شمع بنینگے
سینے میں ہیں جو داغِ تمنائے محمدؐ

ہر دل ہے کہاں قابلِ بازارِ محبت
ہر سر ہے کہاں لایق سودائے محمدؐ

ربّ ارنی کہتے نہ پھر حضرت موسیٰ
گر دیکھتے وہ جلوۂ سیمائے محمدؐ

ہر عضو میں آتی ہے نظر صورت صانع
آئینۂ قدرت ہی سراپائے محمدؐ

دیکھا جو محمدؐ کو تو آیا نظر اللہ
اللہ کو دیکھا تو نظر آئے محمدؐ

عاصی میں قیامت میں بھی مستانہ اٹھونگا
ہوں جرعہ کشِ ساغرِ صہبائے محمدؐ

ردیف را

عاصی کی نظر ہی نہیں شاہونکی عطا پر
تکیہ ہے محمدؐ پہ بھروسہ ہے خدا پر

ہو جاتے ہیں وہ مظہرِ انوارِ تجلّی
ملتے ہیں جو آنکھیں ترے نقش کفِ پا پر

ہیں سایۂ نعلین محمدؐ میں جو عشّاق
عشّاق کی نعلین کا سایہ ہے ہما پر

صدقے ہے اگر گیسوئے شبگیں پہ شب قدر
قربان سحر عید ہے عارض کی ضیا پر

اے ساقی میخانۂ عرفان الٰہی
خالق بھی ہے شیدا تیری مستانہ ادا پر

زاہد تجھے جتنا ہے عبادت پہ بھروسہ
میں اس سے زیادہ ہوں پشیمان خطا پر

پھر کیوں کریں ہم اہل زمانہ کی خوشامد
سب کام تو چھوڑے ہوی بیٹھے ہیں خدا پر

دنیا کی جو ظلمت ہے وہ منعم کیلئے ہے
دھبہ کہیں آتا ہے گلیم فقرا پر

زاہد بھی پکار اٹھتا ہے عاصی ہوں الٰہی
رحمت کی نظر ہوتی ہے جب اہل خطا پر

کیا ضرورت کیوں چڑھائے وہ کمان نخچیر پر
ناز ہے صیاد کو اپنی نظر کے تیر پر

اپنے قد موئے بلائیں لے رہا ہی قیس آپ
ہے گمان زلف لیلیٰ حلقۂ زنجیر پر

ہے تری تلوار قاتل چشمۂ آبِ حیات
جان عاشق کیوں نہ دے آبِ دمِ شمشیر پر

حسن کی گل کو ہے لازم رنگ و بوی دلبری
بلبلیں کب جان دیتی ہیں گلِ تصویر پر

خاک پائے یار ہوں دولت ہی قدمونسے لگی
اے ہوس تو فدا ہے نسخۂ اکسیر پر

تھام کر اپنا کلیجہ کیوں نہ رہ جائیں حسین
جان دیتا ہے مصور خود تیری تصویر پر

لن ترانی کا جب آیا یار کے دل میں خیال
حسن کی بجلی گرا دی عاشقِ دلگیر پر

غم نہیں عاصی اگر عصیاں ہیں تیری بےحساب
ثبت ہی مہر شفاعت صفحۂ تقدیر پر

ہے کسیکو ناز گر مال و زر و جاگیر پر
فخر ہے ہمکو ولائے حضرت شبیر پر

جان ہے قربان خاکِ روضۂ شبیر پر
اے ہوس تھوکتے بھی ہم نہیں اکسیر پر

کیا تجلی ہی زمین کربلائے پاک کی
ذرہ ذرہ ہنس رہا ہے مہر کی تنویر پر

خال پر تھے عارضِ پرنور کے انجم نثار
جان دیتا تھا قمر رخسار کی تنویر پر

اِس صفائی سے کیا حضرت نے اک اک کو دو نیم
خون کا دھبہ نہ آیا دامنِ شمشیر پر

واہ رے ابن رسول اللہ کے دل کا ثبات
سیکڑوں صدمے سہے شاکر رہے تقدیر پر

تشنہ کامانِ شہادت کا تھا مقتل میں ہجوم
جان دیتا تھا ہر اک آبِ دمِ شمشیر پر

روح پاک اسطرح نکلی اکبر ذیجاہ کی
آنکھ بھی سوئے خدا سر زانوئے شبیر پر

حبِ زر کے نشہ میں اندھا ہوا شمر لعین
پڑ گئے غفلت کے پردے دیدۂ بے پیر پر

وہ شقی بھی ہو گیا آخر گرفتار بلا
جس نے مارا تیر حلق اصغر بے شیر پر

کیوں نہ دیتے جان اعدا دیکھکر تیغ حسین
نقش فرمان قضا تھا صفحۂ شمشیر پر

کانپتے تھے حضرتِ قاسم کی ہیبت سے عدو
دم فنا ہوتا تھا انکے نعرۂ تکبیر پر
کہتے تھے عابد کہ تسلیم و رضا کے ہیں اسیر
فخر ہے طوق گلو پر ناز ہے زنجیر پر

عاصیا بخشش میں اسکی کس بشر کو ہے کلام
ہوگیا جو دل سے صدقے حضرتِ شبیر پر

مستور نماند آخر حسنش بہ نقاب اندر
پوشیدہ چساں باشد آتش بہ حجاب اندر
از گرمیٔ حسن خود خوی کردہ گل رویش
ایں طرفہ تماشا بیں آتش بہ گلاب اندر
ارمان وصالِ او از دل چہ بروں آید
من مست مے غفلت یارم بہ حجاب اندر
از دیدۂ پرخونم چوں اشک چکید آخر
بنیاد دلِ خویشم افتاد بہ آب اندر
در محفلِ مے نوشاں دو رنگی زاہد بیں
دستے بہ سرِ تقویٰ دستے بشراب اندر
من مستِ جمالِ او و او مست ادائے خود
من ہم بہ حجاب اندر او ہم بہ حجاب اندر
دارد ئے دلِ غمگیں از دل شدگاں می پرس
کیں نسخہ نیابی تو حاشا بہ کتاب اندر
یک یک سرِ موئے من مرہون عنایاتش
الطاف عمیم او ناید بحساب اندر

تا حشر بود قرباں بر دیدۂ خود عاصی
بیند چو جمالِ او یک لحظہ بخواب اندر

غرور جوانی و دولت نکر
کبھی عزہ جاہ و حشمت نکر
کہاں آج فرعون و شداد ہیں
دو روزہ حکومت پہ نخوت نکر
بری ہوتی ہے دل شکستوں کی آہ
کسی کو ستانیکی جرات نکر
برے کام کا ہے نتیجہ برا
مقدر کی اپنے شکایت نکر
مقابل ہو اپنے مقابل کیساتھ
ضعیفوں پہ اظہار قوت نکر

ہے بازار دنیا میں کالائے غم / طلب اُس سے اسباب راحت نکر

طرفدار مظلوم رہ تو مدام / کبھی ظالموں کی حمایت نکر

سرو نیں ہے جنکے ہوائے غرور / تو ایسوں سے صاحب سلامت نکر

یہی خاص بندے ہیں اللہ کے / غریبوں فقیروں سے نفرت نکر

ترا دشمن دین و ایماں ہے یہ / کبھی نفس کی تو اطاعت نکر

نہ لے مول سودائے عشق بتاں / متاع محبت کو غارت نکر

جنہیں ذوق حاجت روائی نہیں / کبھی اُنسے تو عرض حاجت نکر

غریبوں کی عزت جو کرتے نہیں / کبھی ایسے لوگوں کی عزت نکر

ترے سر پہ عاصیؔ ہے ظل نبی
تو پروائے مہر قیامت نکر

ردیف زا

صید شد دل شوق پیکانم ہنوز / جاں برفت و عشق جانانم ہنوز

بر زدہ تیر نظر صیاد رفت / میطپید در خاک و خون جانم ہنوز

دیدہ بودم در ازل حسن رخش / صورت آئینہ حیرانم ہنوز

کشتی یاران من ساحل گرفت / من اسیر موج طوفانم ہنوز

ہمچو گل خندیدہ بودم یک نفس / عمرہا بگذشت گریانم ہنوز

گو حبابم بر سر بحر فنا / از وجود خود پشیمانم ہنوز

مثل گل گو رنگ من شد آشکار / ہمچو بو در خویش پنہانم ہنوز

در لباسِ کثرتم امّا نہ رفت — بوئے وحدت از گریبانم ہنوز
یادِ موئے زلفِ او زنّارِ دل — ایں تماشا بیں مسلمانم ہنوز
جانِ من گشتی شکستی سوختی — آرزویت در دل و جانم ہنوز
کن عطا اسبابِ جمعیت مرا — ہمچو زلفِ تو پریشانم ہنوز
در فغاں جذبے نہ در آہم اثر — در طلب بے ساز و سامانم ہنوز
او ز صیدِ خویشتن بے پرواہ ناز — من بہ خونِ خویش غلطانم ہنوز
شکر حق دستِ طلب دارم تہی — بر سرِ پے فقر سلطانم ہنوز

عمرِ من شد صرفِ عصیاں عاصیا
ہمچناں در بندِ عصیانم ہنوز

کیونکر نہ عاشقوں کو ہو داغِ جگر عزیز — ہوتا ہے ہر نہال کو اپنا ثمر عزیز
جلوہ نظر میں ہے لب و دندانِ یار کا — آنکھوں کو کب ہماری ہیں لعل و گہر عزیز
رخسارِ مصطفےٰ پہ ہوں سو جان سے نثار — اے چرخ ہیں اگر تجھے شمس و قمر عزیز
میں مانگتا ہوں حق سے محبت رسول کی — کیونکر مری دعا کو نہ رکھے اثر عزیز
شیدا ہیں ہم بھی خاکِ درِ بوتراب کے — اکسیر کو جو کہتے ہیں اکسیر گر عزیز
رونے سے دل کو ہوتی ہے تسکین ہجر میں — عشاق کو اسی لئے ہے چشمِ تر عزیز
ہر ایک میں ہے جلوہ اسی آفتاب کا — رکھتے ہیں ذرّے ذرّے کو اہلِ نظر عزیز

عاصی جہاں میں کوئی نہیں جس غریب کا
رکھتے ہیں اس غریب کو خیر البشر عزیز

بدل آں یار پنہانست امروز — دو عالم زیرِ فرمانست امروز

بکش خنجر که جان بازند عشاق | صباح عید قربانست امروز
کلید فتح باب فیض سرمد | بدست باده خوارانست امروز
ترا بیند بهر جا دیده من | که مست جام عرفانست امروز
ندانم پرتو مهر رخ کیست | که ذره ذره تابانست امروز
بتوصیف لبت جان تازه کردم | که کامم آب حیوانست امروز
بسینه داغ عشقت آتش افروخت | بهارے در گلستانست امروز
به پائے توسنِ نازِ تو جانان | سر جانباز سوارانست امروز
به چوگان بازیت صد آفرین باد | دل عالم به چوگانست امروز
ندانم چشم تو فردا چه سازد | نگارش دین و ایمانست امروز
حذر کن اے فلک از وے حذر کن | که آهم آتش افشانست امروز
چه باک از طعن می نوشی که واعظ | شریک باده نوشانست امروز
مئے وحدت که دیشب خورده بودم | ز چشم من نمایانست امروز

بشو با تیغ او عاصی بغل گیر
که عید سرفروشانست امروز

ردیف سین

سرو بالائے دیده ام که مپرس | من بلائے گزیده ام که مپرس
خون شده در غمت چنان بچکید | پارهٔ دل ز دیده ام که مپرس
گرد راه فتادگی گشته | من بجائے رسیده ام که مپرس

من به اوج سپهر رعنائی
آفتابی گزیده ام که مپرس

شب ز دست عشرهٔ غنچه دل
من گلابی کشیده ام که مپرس

گشته جاری به حسرت شرب
سیل اشکی ز دیده ام که مپرس

در فراق تو یا رسول الله
رنجهائی کشیده ام که مپرس

تا شدم خاک راه او عاصی
آنچنان آرمیده ام که مپرس

ردیف شین

ای نام تو جان آفرینش
ذکر تو زبان آفرینش

ای روح روان آفرینش
قربان تو جانِ آفرینش

ای نعمت خوان آفرینش
لذّاتِ زبانِ آفرینش

در دیده ترا همی نشانند
صاحب نظران آفرینش

شیرین ز زبان شکر نیست
تا حشر دهانِ آفرینش

مدهوش بیک نگاه مستت
پیمانه کشانِ آفرینش

ای محرم خلوتی که آنجا
محو است نشان آفرینش

لب تشنهٔ شربت وصالت
شیرین دهنان آفرینش

داری شرف از بهار عارض
بر لاله رخان آفرینش

جز قامت تو نه هست دیگر
تیری ز کمان آفرینش

از آب تو آبرو بجویند
والا گهران آفرینش

زیباست تفاخرش که دارد | لعل چو تو کانِ آفرینش
اے صاحب خانہ چون تو صاحب | نامد بہ مکانِ آفرینش
وابستۂ دستِ قدرتِ تست | ہر سود و زیانِ آفرینش
بر خوانِ کرامتِ تو مہمان | حاجت طلبانِ آفرینش
لطف تو بہار باغِ عالم | قہر تو خزانِ آفرینش
چشمت ہمہ بین عالم غیب | علمت ہمہ دانِ آفرینش
بازوئے شفاعت تو برداشت | بار عصیانِ آفرینش
محتاج عصائے ہمت تو | ہر پیر و جوانِ آفرینش
دارند ہوائے آن لب تو | عیسیٰ نفسانِ آفرینش
سرسبز ز فیض تو دو عالم | اے فیض رسانِ آفرینش
اے شاہسوار خلق داری | در دست عنانِ آفرینش
ابروئے تو آبروئے کعبہ | رویت قرآنِ آفرینش
لذت چش خنجر ادایت | خوبی کشتانِ آفرینش
بر چشم حقیقت تو ظاہر | پنہان و عیانِ آفرینش
چون تو نبود کسے مثالت | در وہم و گمانِ آفرینش
چیزے باشد نہ از تو بہتر | دیگر نہ کانِ آفرینش
بے تاب و توان منم نگاہے | اے تاب و توانِ آفرینش
از رو بہ آسمان پناہے | اے شیر ژیانِ آفرینش
بر عاصیِ خستہ حال رحمے | اے شاہِ شہانِ آفرینش

مرا دل نہیں باغ جنت سے خوش
مدینے کے ہے بہ اقامت سے خوش

دکن کا مجھے عیش بھاتا نہیں
مدینے کی ہوئیں مصیبت سے خوش

جسے انکے در کی گدائی ملے
وہ کیا ہوگا دنیا کی دولت سے خوش

سنا ہے کہ دیدار ہوگا نصیب
میں اسواسطے ہوں قیامت سے خوش

وہ چشم تصور میں آنے لگے
میں کیونکر نہوں اپنی قسمت سے خوش

ہے بندہ کو لازم کرے بندگی
کہ ہوتا ہے مالک اطاعت سے خوش

دعا ہے الٰہی رہوں حشر تک
میں مرقد میں تیری عنایت سے خوش

نہ کوتاہ کرنا کبھی دست فیض
کہ ہوتا ہے خالق سخاوت سے خوش

گناہوں سے غمگین ہے عاصی بہت
الٰہی اسے کردے رحمت سے خوش

کشتی مرا چو از نگہ فتنہ زائے خویش
کن زندہ باز از دو لب جانفزائے خویش

بینم نگر بروز جزا دلربائے خویش
شورے بحشر افگنم از نالہ ہائے خویش

در بزم یار بیخود و در سینہ مضطرب
یارب کجا برم دل مبتلائے خویش

عاشق فشاند جاں بہ در کعبۂ مراد
زاہد بہ فکر راہ نشستہ بجائے خویش

موسیٰ بہ صحن وادیٔ ایمن نہادہ پا
یارم فراز عرش بہ نعل و عصائے خویش

جان و دلم چو صبر و خرد کردمت نثار
جز درد عشق ہیچ ندارم برائے خویش

چوں پردہائے دیدۂ من فرش راہ تست
کن پائمال از روش دلربائے خویش

عاصی ز آب دیدہ و از پارہائے دل
کردست در فراق تو آش غذائے خویش

ای ز روی تو آب بر آتش — وی ز زلفت سحاب بر آتش
قطره های عرق بعارض تو — یا نمایان حباب بر آتش
زلف تو زان سبب کج افتادست — می خورد موی تاب بر آتش
سینه ام مجمر است در غم تو — دل من چون کباب بر آتش
عارضت بی حجاب می باشد — چون بماند حجاب بر آتش
زلف وا میکنی تو بر عارض — می نهی مشک ناب بر آتش
گرد رویت خط دمیده تو — سبز با آب و تاب بر آتش
زلف تو حلقه زد بر خسارش — مار بین مست خواب بر آتش
عکس رخسار بر لب رنگین — پرتو آفتاب بر آتش

ردیف ضاد

مشتاق بوئے زلف کو مشک ختن سے کیا غرض
شیدائے لعل یار کو لعل یمن سے کیا غرض
اے عندلیبان چمن تم کو مبارک سیر گل
داغوں سے دل ہے خود چمن ہمکو چمن سے کیا غرض
بس ہے یہی لاشہ مرا تیری گلی میں ہو پڑا
جاناں شہید ناز کو گور و کفن سے کیا غرض
کرتا ہے کب یاد وطن آوارۂ دشت جنوں
غربت سے جنکو انس ہو اسکو وطن سے کیا غرض

جس دِل نے سوزِ عشق سے کچھ فیض پایا ہی نہو
اُس کو غم و درد و الم رنج و محن سے کیا غرض

تیرا مریضِ عشق ہوں مجھکو بُستانِ دہر کے
عنّاب لب سے کیا غرض سیب ذقن سے کیا غرض

جسکو خبر تیری ملی وہ بیخبر خود ہوگیا
جو آپ کو بھولے اسے پھر تو و من سے کیا غرض

عاصیؔ یہاں ہے کیا دھرا چل جانب خیر الورا
اب چھوڑ دے ملک دکن تجھکو دکن سے کیا غرض

چمکا ہے میکدہ میں تیرا آفتاب فیض
اللہ رے آب و تاب شراب طہور کی

ساقی اُبل رہی ہے خموں سے شراب فیض
گویا ہر ایک جام ہے اک آفتاب فیض

مستی میں جسکی جامۂ خاکی ہو چاک چاک
ساقی پلا دے مجھکو تو ایسی شراب فیض

ساقی کا اذن عام ہے جی بھر کے سب پئیں
کم میکدہ میں اپنے نہیں ہے شراب فیض

بدلا ہے رنگ میکدہ میکش ہیں شاد و شاد
چھایا ہے میکدہ پہ جو تیرا سحاب فیض

خط مصحف عذار یہ تیرے نہیں ہے یہ
پیش نظر ہے اہل نظر کے کتاب فیض

عاصیؔ کے حق میں ذرہ نوازی کا کام لے
تاباں رہے ہمیشہ تیرا آفتاب فیض

ردیف ظا

انکا خنجر کھنچا خدا حافظ
دل تڑپنے لگا خدا حافظ

کہہ رہا ہوں گلے سے لپٹا کر — تیغ قاتل ترا خدا حافظ
سوئے آب بقا چلے ہیں ہم — خضر ہیں رہنما خدا حافظ
دیکھکر نزع میں یہہ کہتے ہیں — اے شہید وفا خدا حافظ
انکی شوخی حیا سے کہتی ہے — جائے آپ کا خدا حافظ
لب پہ انکے ہے مہر خاموشی — بے سبب ہیں خفا خدا حافظ
انکی زلفیں ہوا سے ہلتی ہیں — موجزن ہے بلا خدا حافظ
جا رہے ہیں سوئے عدم ہم تو — او جفا جو ترا خدا حافظ
چلو اٹھو مسیح بالیں سے — ہوگئی بس شفا خدا حافظ

انکو دل نذر دیکے بیٹھے ہیں
دین کا عاصیا خدا حافظ

ردیف فا

عارض تیرے اے سیمبر اک اسطرف اک اسطرف
گویا ہیں تاباں دو قمر اک اسطرف اک اسطرف
تیرے خدنگ ناز سے اور خنجر انداز سے
زخمی ہے دل بسمل جگر اک اسطرف اک اسطرف
رخ پہ تیرے ابرو نہیں دن کو ہوئے ہیں جلوہ گر
دو ماہ نو خورشید پر اک اسطرف اک اسطرف
دو مونس و ہمدم میرے ہر وقت میرے ساتھ ہیں

دل کی طپش درد جگر اک اسطرف اک اسطرف

شاخ نہال حسن پر آنکھیں ہیں دو نرگس کے پھول
یا دو گل بادام تر اک اسطرف اک اسطرف

زلفیں نہیں رخسار پر دو نرات اس قرآن کو
پڑھتے ہیں دو ہندو پسر اک اسطرف اک اسطرف

راحم خدا راحم نبی عاصی نکیوں جنت ملے
دو رحمتیں ہیں راہبر اک اسطرف اک اسطرف

جب میں کرتا ہوں ترے تیر نظر کی تعریف
تیر کرتا ہے مرے زخم جگر کی تعریف

جس بشر کا ہو خداوند دو عالم مداح
کس کا منہ ہے جو کرے ایسے بشر کی تعریف

چن لیا ساری خدائی کے حسینوں میں تجھے
کرتے ہیں اہل نظر میری نظر کی تعریف

مدح خوان لب و دندان محمدؐ ہوں میں
مجھکو مرغوب نہیں لعل و گہر کی تعریف

ہے سپر تیغ بلا کے لئے سرکار کا نام
کیوں کروں میں نہ بھلا ایسے سپر کی تعریف

عارض پاک پہ حضرت کے تصدق ہیں سب
اے فلک کون کرے تیرے قمر کی تعریف

دونوں غمخوار ہیں میری شب تنہائی کے
درد دل کی کروں یا درد جگر کی تعریف

جسمیں الفت ہو تیری ہو وہی قابل مدح
جسمیں سودا ہو تیرا ہے اسی سر کی تعریف

گرچہ خورشید فلک بھی ہے درخشاں لیکن
وہ بھی کرتا ہے میرے داغ جگر کی تعریف

کامیابی ہو مبارک تجھے اے آہ رسا
آج کرتے ہیں وہ خود تیرے اثر کی تعریف

بنگئی نور کی تصویر بیاض کاغذ
کی رقم میں نے جو اس رشک قمر کی تعریف

ابر کیا جانے بھلا حال میرے رونے کا
نوح سے پوچھو میرے دیدۂ تر کی تعریف

سرخرو مجھکو کیا دیدۂ خونبار نے آج
کر رہے ہیں وہ مرے لخت جگر کی تعریف

کرتے ہیں اہل نظر صاحب دل کی مدحت
اہل دل کرتے ہیں کب اہل نظر کی تعریف

سنگ ہر ایک بتاتا ہے کہیں وصف طلا
بے ہنر کرتے ہیں کب اہل ہنر کی تعریف

دھو دیا دفتر عصیاں کو بہا کر آنسو
کیوں نہ عاصی کرے پھر دیدۂ تر کی تعریف

ردیف قاف

وہ مے دے ساقی میخانۂ عشق
بنا دے دلکو جو پیمانۂ عشق

جو تیری آنکھ ہو پیمانۂ عشق
تو محفل کیوں نہو میخانۂ عشق

مجھے کردے تو ایسا مست ساقی
کہ سب کہنے لگیں مستانۂ عشق

نکیوں ہوں شعلہ رو پروانہ اسکے
مرا دل ہے چراغ خانۂ عشق

پڑے ہوں جن پہ چھالے سوز دل سے
وہ لب ہیں قابل پیمانۂ عشق

سر الفت نہو جسمیں وہ سر کیا
وہ دل کیا ہے جو ہو بیگانۂ عشق

بنے سوز دروں سے شمع سوزاں
زباں پر آئے گر افسانۂ عشق

مزا اس شمع پر جلنے میں کیا ہے
تو پوچھو ان سے جو ہیں پروانۂ عشق

ملے اہل تقیہ کو پتہ کیا
دل آزادگاں ہے خانۂ عشق

بنایا اشرف مخلوق ہم کو
ادا کس منہ سے ہو شکرانۂ عشق

ہمارے داغہائے دل سے عاصی
گلستاں ہو گیا ویرانۂ عشق

ردیف کاف

رحمت عالمیں سلام علیک — شافع یوم دیں سلام علیک
خاتم المرسلیں سلام علیک — اکمل الاکملیں سلام علیک
غیرت حور عین سلام علیک — میرے دل کے مکیں سلام علیک
زیب روئے زمیں سلام علیک — فخر عرش بریں سلام علیک
ہبط وحی خالق اکرم — عز روح الامیں سلام علیک
صاحب الجود و صاحب الکرم — بیکسوں کے معیں سلام علیک
مرد حق آپکے ہیں سب پیرو — رہبر سالکیں سلام علیک
نام لیوا ہیں آپکے عارف — سید العارفیں سلام علیک
آپکے نام سے ہے دل شاداں — راحت العاشقیں سلام علیک

عرض کرتا ہے باادب عاصیؔ
شافع المذنبیں سلام علیک

تو ستائے گا مجھے اے غم جاناں کبتک — خون روئینگے مرے دیدۂ گریاں کبتک
میں دکن میں رہوں مضطر شہ خوباں کبتک — دل شیدا میں تڑپتے رہیں ارماں کبتک
روضۂ پاک پہ اب جلد بلالو سرکار — دور گلشن سے رہے بلبل نالاں کبتک
اسطرف بھی کبھی ہو جائے توجہ تیری — دل ترستا رہے اے ناوک مژگاں کبتک
کیا شب حشر سے ملجائیگی بڑہتے بڑہتے — طول کھینچیگی الہی شب ہجراں کبتک
اے نسیم سحری پونچھ دے اسکے آنسو — شمع روئیگی سر گور غریباں کبتک
اب تو بے پردہ دکھا دیجئے جلوہ اپنا — میں تصور کا رہوں بندۂ احساں کبتک
پڑ گئے رشتۂ تقدیر میں صدہا عقدے — ہونگی یہ مشکلیں یارب مری آساں کبتک

ہے ترقی پہ یہاں روزِ غم و رنج و فراق
دیکھئے ملتا ہے اس درد کا درماں کبتک

آخر اک روز تو پامالِ خزاں ہونا ہے
باغباں پھول رہینگے ترے خنداں کبتک

دشتِ پرخار دکن میں ہے عاصیؔ سودا
خستہ دلِ خاک بسر چاک گریباں کبتک

ردیف گاف

مثلِ آئینہ ہیں عاشق زنگِ ظلمت سے الگ
خاک میں ملکر بھی رہتے ہیں کدورت سے الگ

لاکھ آفت اپنے آئے خاک ہو جائیں مگر
یہہ قدم رکھتے نہیں راہ محبت سے الگ

تکیہ انکا ہے توکل بستر انکا فقر ہے
انکا طرزِ زندگی ہے اہلِ دولت سے الگ

خاکساری انکا پیشہ انکسار انکا ہے کام
زیب و زینت سے ہے برتر شان و شوکت سے الگ

بے بسی ہمدم ہے انکی بیکسی انکی جلیس
رنج و غم کے یہہ قریں ہیں عیش و راحت سے الگ

وصل انکی زندگی ہے موت انکی ہجر ہے
یہہ نہیں رہتے کبھی دلبر کی صحبت سے الگ

انکا سینہ میکدہ ہے ساغر انکا قلب ہے
لذت انکی می کی ہے دنیا کی لذت سے الگ

داغ دل میں لالہ و گل آہ ہے یادِ بہار
انکا باغ بیخزاں ہے باغ جنت سے الگ

نامرادی شامیانہ چادرِ گل حسرتیں
انکی تربت کا نشاں ہے سب کی تربت سے الگ

انکی غم کی داستاں سننے کو کہتے ہیں ملک
اور اک دن چاہیئے روزِ قیامت سے الگ

برہمن ہیں بتکدے میں شیخ یہہ کعبے میں ہیں
یہہ مجازاً ابھی نہیں سرِ حقیقت سے الگ

ساجد اپنے آپ ہیں مسجود اپنے آپ ہیں
انکی ہے شان عبادت ہر عبادت سے الگ

بوستانِ احدیت کے ہیں گل خنداں بھی
رنگ شہرت سے جدا ہیں بوئے کثرت سے الگ

صورتِ محبوب کا یہہ بنگئے ہیں آئینہ
ایک لحظہ بھی نہیں رہتے یہہ حیرت سے الگ

حاملِ بارِ امانت ہی انہیں کی ذات پاک
دستِ ہمت انکا ہے عالم کی ہمت سے الگ

لپٹے لپٹائے چلے جائینگے آخر خلد میں
رہتے ہیں عاصی کہیں دامانِ رحمت سے الگ

مینے بھی اسواسطے لکھی ہے عاصی یہہ ردیف
ہاتھ محشر میں نہو دامانِ حضرت سے الگ

ردیف لام

اڑا کر میرے پہلو سے مرا دل
مجھی سے پوچھتے ہیں کیا ہوا دل

رہے تا حشر تیرا مبتلا دل
اگر دل دے تو ایسا دے خدا دل

ہوا ہے جب سے تیر آشنا دل
ہے اپنے سے بھی بیگانہ مرا دل

جگر کا خون آنکھونسے بہایا
عدو پہلو میں نکلا خود مرا دل

فلک پر برق ہو یا ہی زمیں پر
جدہر دیکھو تڑپتا ہے مرا دل

مجھے کد ہے نہ دونگا دل کسیکو
کسیکو ضد ہے ہم لینگے تیرا دل

کدورت ہے حجاب جلوۂ یار
تو پہلے صاف تو کر لے ذرا دل

نظر آئیگی تجھکو شکل جاناں
اگر آئینہ بنجائے تیرا دل

جگر پیدا ہوا داغوں کی خاطر
تمہارا درد سہنے کو بنا دل

نہ ملتا کوچۂ دلدار عاصی
اگر ہوتا نہ تیرا رہنما دل

رہا دل نہ اب غم اٹھانیکے قابل
نہ آنکھیں رہیں خوں بہانیکے قابل

نہ ہے زخم دل اب دکھانیکے قابل
رہا ہے نہ مرہم لگانے کے قابل

کریں کیا تمنائے دیدار جاناں
کہ ہم خود نہیں منہہ دکھانیکے قابل

وہ پامال کرکے مری قبر بولے
یہ تھا نقش تربت مٹانیکے قابل

ہوے اسکی الفت میں برباد لاکھوں
یہہ دنیا نہیں دل لگانیکے قابل

بناتا فلک کاش پیمانہ مے
کہ ہوتے تیرے منہہ لگانیکے قابل

کہا دیکھکر تیری تصویر دل نے
کلیجے سے ہے یہہ لگانے کے قابل

دو عالم میں پائے نہ کیوں سربلندی
جو سر ہو تیرے آستانیکے قابل

وہ ہنس ہنس کے کہتے ہیں مجھسے کہ تو ہے
ستانیکے قابل رلانے کے قابل

ابھی سے جو آنکھیں تیرے فتنہ گر ہیں
نہیں کی یہہ بجلی گرانے کے قابل

کچھ اب لیجیے کام ان ابروؤں سے
یہ خنجر ہوئے آزمانیکے قابل

چلیں سر سے سوئے مدینہ تو کم ہے
یہ سب ہے راہ آنکھیں بچھانیکے قابل

میں سو بار کوچے میں آؤں تمھارے
جو کردو مجھے آنے جانیکے قابل

نہ بار محبت اٹھا قدسیوں سے
ہمارا ہی دل ہے اٹھانیکے قابل

میں صدقے کرم کے وہ فرماتے ہیں
کہ عاصی ہے اب رحم کھانیکے قابل

نہ کیوں مضطرب ہو طلبگار مال
وہ رخصت طلب ہے گرفتار مال

تیری اسکی کیونکر نبھے گی بتا
وہ بیزار تجھسے تو غمخوار مال

محبت کا اسکی مرض ہے برا
خدا دے کسی کو نہ آزار مال

بڑی بیکلی ہے انہیں رات دن
پریشان ہیں سب خریدار مال

کہو کون دونوں میں ہے ہوشیار	خریدار عزت خریدار مال

یہہ کہتی ہے دنیا بفضل خدا
کہ عاصیؔ نہیں ہے طلبگار مال

جو عشقِ رسولِ خدا میں ہیں کامل	انہیں دولت دین و دنیا ہے حاصل
اقامت ہے باغ مدینہ میں جنکی	وہ ہیں جیتے جی باغ جنت میں داخل
وہ حوروں کے رخسار کب دیکھتے ہیں	جو حسن رخ مصطفےٰ پر ہیں مائل
خدا کیطرح وہ بھی یکتا ہیں بیشک	خدائی میں انکا نہیں ہے مماثل
یہ کثرت میں انداز وحدت تو دیکھو	ادہر ہم میں شامل ادہر حق سے واصل
دو عالم کے زہرہ جبینوں میں کوئی	نہ نکلا کف پا کا ان کے مقابل
نکلتا ہے لاکھوں میں اک سوختہ دل	ہر اک دل نہیں داغ الفت کے قابل
سمجھ بوجھ کر اسمیں داخل ہو واعظ	کہ رندان پر جوش کی ہے یہ محفل
شراب محبت کی کیا قدر تجھکو	نہ تو اسکے قابل نہ وہ تیرے قابل
تجھے یاد کوثر انہیں یاد جاناں	وہ تیرا وظیفہ یہ انکے مشاغل
وہی آخری زینہ معرفت ہے	سمجھتا ہے عارف جہاں خود کو جاہل
بڑا تجربہ کار رہبر ہوا ہیں	بہت سخت ہیں معرفت کے منازل

تو الجھا بہت کار دنیا میں عاصیؔ
کچھ اب فکر انجام بھی کر لے غافل

ردیف میم

شاہِ مکرم خسروِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ مجسم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بحرِ سخاوت جانِ شجاعت رستہ الستہ مہرِ نبوت
کانِ مروت خلق مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

زلفِ معنبر سنبل خوشتر مشک سے بہتر عود برابر
تیغ دو پیکر ابروئے پُرخم صلی اللہ علیہ وسلم

خلق کے سرور رسل داور فخرِ سکندر خضر کے رہبر
مالکِ کوثر صاحبِ زمزم صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ خدا ہیں مہرِ ضیا ہیں ماہِ صفا ہیں خیرِ ورا ہیں
ابرِ سخا ہیں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ماہِ شریعت مہرِ طریقت نورِ حقیقت آیۂ رحمت
حامیِ امت بہتر آدم صلی اللہ علیہ وسلم

عزِ جہاں ہیں فخرِ زماں ہیں صاحبِ شاں ہیں تاجِ شہاں ہیں
حسن کی جاں ہیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مہر فدائے تاجِ سرِ او ہست ہلا شک خاکِ رہِ او
سرمۂ چشمِ عرشِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم

آں شہِ یثرب خسروِ بطحیٰ ہر دو لبِ او رشکِ مسیحا
زخمِ گنہ را ناشق مرہم صلی اللہ علیہ وسلم

رتبہ ہے اسکا سب سے زیادہ کرسکے عاصی اسکی ثنا کیا
اسکا ہے واصف خالقِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

آئے تھے اس امید پہ ہندوستاں سے ہم
واپس نہ جائینگے کبھی حضرت یہاں سے ہم

افسوس لائی کھینچ کے تقدیر پھر وہیں
پیکر گئے تھے دلیں امیدیں جہاں سے ہم

جبتک تھے تیرے در پہ بہت ذی وقار تھے
اٹھکر ہوئے ذلیل تیرے آستاں سے ہم

اشک رواں سے دامن مقصود بھر گیا
کچھ بہرہ مند ہوگئے عمرِ رواں سے ہم

آنکھوں میں اپنی گلشنِ طیبہ کی ہے بہار
کیا شاد ہوسکیں نزہتِ باغ جناں سے ہم

دلمیں ہزاروں حسرت و ارماں ہیں یا رسول
ارشاد ہو تو عرض کریں کچھ زباں سے ہم

ہیں مے پرست آتشِ دوزخ سے خوف کیا
لپٹے ہوئے ہیں دامنِ پیرِ مغاں سے ہم

اک حال پر گذرتی ہے یوں اپنی زندگی
خوش ہیں بہار سے نہ خفا ہیں خزاں سے ہم

آئے تھے بنکے خاک سے اس خاکداں میں — جز خاک کچھ نہ لے چلے اس خاکداں سے ہم
عالم سیاہ ہوگیا آنکھوں میں خلق کی — اٹھے مثال شمع جو بزم جہاں سے ہم
دنیا کا ہے خیال نہ ہے عاقبت کی فکر — ہیں مست جام الفت پیر مغاں سے ہم
دیکھیں تو کون ہوتا ہے دونوں میں سرخرو — دل کو لڑاتے ہیں تیری نوک سناں سے ہم

کیونکر کٹے گی راہ عدم اپنی عاصیا
اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتے ہیں بار گراں سے ہم

رسول اللہ ز ہجرت بیقرارم — بفرما یک نظر بر حال زارم
توئی ملجا و ماوائے غریباں — غریبم دردمندم دل فگارم
گذشتہ عمر من در معصیت ہا — کنوں از کردہ خود شرمسارم
شفیع المذنبیں رحمے بحالم — گنہگارم پریشاں روزگارم
چرا ترسم ز غوغائے قیامت — چو باشد در غلامانت شمارم
بہ بینم رویت اے سلطان عالم — بمحشر سر چو از مرقد برآرم
گر گویم کہ حال زار من بیں — چو آقائے دگر جز تو ندارم
ترحم یا رسول اللہ ترحم — بحال زار و اشک بیقرارم

تمنائے دل عاصی ہمیں است
جمال پاک بینم جاں سپارم

خداوندا چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم — بہر سو نالہ دل بود شب جائیکہ من بودم
بدستش آئینہ شمشیر ابرو تیز و من حیراں — کہ او با خود مقابل بود شب جائیکہ من بودم
دلم دریاد آں زلف سیاہ و کاکل مشکیں — گرفتار سلاسل بود شب جائیکہ من بودم

گہے افتاں گہے خیزاں گہے ہوشیار گہ بیخود　　عجب کیفیت دل بود شب جائیکہ من بودم

بیاد دلبر شوخے کشیدہ تیغ ابروئے　　نظر کردن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

بلب حرفے بلب جامے نگاہے سوئے مشتاقاں　　ادا خود نیم بسمل بود شب جائیکہ من بودم

چساں از بزم نازش جاں سلامت بردمی عاصیؔ
کشیدہ تیغ قاتل بود شب جائیکہ من بودم

با خویش نور حق را دیدم نہ دیدہ بودم　　خورشید و ذرہ یکجا دیدم نہ دیدہ بودم

با آب حسن خوبی رخسار تاب آتش　　آتش بموج دریا دیدم نہ دیدہ بودم

چشمان مست ساقی با ابروئے کشیدہ　　در طاق کعبہ خم ہا دیدم نہ دیدہ بودم

درج دہان جاناں روشن ز لؤلؤ دنداں　　در برج مہ ثریا دیدم نہ دیدہ بودم

گیسوئے عنبرینش بر قامت دل آرا　　سنبل بہ شاخ طوبیٰ دیدم نہ دیدہ بودم

آں چشم نرگسینش جاں بخش عاشقانست　　بیمار و ہم مسیحا دیدم نہ دیدہ بودم

صد ہمچو ماہ کنعاں در عشق شاہ خوباں　　آوارہ چوں زلیخا دیدم نہ دیدہ بودم

جاناں بجان عاشق عاشق بجان جاناں　　ایں طرفہ تر تماشا دیدم نہ دیدہ بودم

بر دل زنشان وحدت پیدا نقوش کثرت　　بالائے عرش تنہا دیدم نہ دیدہ بودم

او ہمکنار عاشق ایں غرق بحر حیرت　　تشنہ درون دریا دیدم نہ دیدہ بودم

عاشق ز جاں سپردن تازہ حیات یابد　　تیغش دم مسیحا دیدم نہ دیدہ بودم

دل در محبت او درویش عجیب دارد　　قربان او مرادا دیدم نہ دیدہ بودم

شاہ پری رخاں را عاصیؔ زبخت یاور
با خویش جلوہ فرما دیدم نہ دیدہ بودم

سراپا نور یزدانست جانانیکه من دارم
بود قربان پائے او دل و جانیکه من دارم

ز عشق روئے گلگونش بسینه داغها دارم
سبق بر دست بر جنت گلستانیکه من دارم

دلم از دست بیتابی چو مجنوں بهر لیلائے
دریدن آرزو دارد گریبانیکه من دارم

تمنا پائے او بوسیده دهد عارضش قربان
فدا خورشید شد بر ماه تابانیکه من دارم

منقش خال و خطش آنچناں در سینه ام گویا
همه تصویر معشوق است قرآنیکه من دارم

سرشک خوں چو گل از دیده خونبار میریزد
بود رشک گلستاں جیب و دامانیکه من دارم

سلیماں بود گرچه صاحب شوکت و لے عاصی
سلیماں را خجل سازد سلیمانیکه من دارم

زہے سلطنت گر گدائے تو باشم
زہے پایه گر خاک پائے تو باشم

اگر جاں فشانم به ره همت فشانم
وگر زنده باشم برائے تو باشم

ز روز ازل بسته ام عهد و پیماں
که من تا ابد در هوائے تو باشم

تو پیوسته با من جفا کار باشی
من ایں سر نهاده بپائے تو باشم

گلم را سرشته به آب الفت
که تا زنده ام مبتلائے تو باشم

دلم را به بستند با تار زلفت
که ثابت قدم در رضائے تو باشم

بدیں وجه نامم نهادند عاصی
که تا مستحق عطائے تو باشم

یاد ایامیکه من هم دیده تر داشتم
آبروئے در سگان کوئے دلبر داشتم

ایمن از شبهائے تار هجر و غمهائے فراق
دست در زنجیر آں زلف معنبر داشتم

خارهائے دشت یثرب را چو گلها چیدمی
گاه در سینه نهادم گاه بر سر داشتم

از نگاهِ فیضِ آن ساقیِ رشکِ آفتاب — من لبالب بادهٔ وصلش بساغر داشتم

بستهٔ زنجیرِ زلفش بود جانِ مبتلا — دل اسیرِ پنجهٔ مژگانِ دلبر داشتم

در خیالِ بادهٔ لبهاش خود را در حرم — مست و غلطان بر کنارِ آبِ کوثر داشتم

آرمیده از همه آسیبِ دهرِ پرفتن — همچو نقشِ پا بکوئے یار بستر داشتم

اهلِ یثرب شورِ عشق و عاشقی بشنفته است — پیش ازین من هم دلِ هنگامه پرور داشتم

بود حاصل عاصیا از لطفِ بے پایانِ او
آن تمنائے که من در سینه مضمر داشتم

یاد آیامیکه عشقِ روئے دلبر داشتم — داغِ دل روشن تر از مهرِ منور داشتم

خارهائے عیش را من سوختم از سوزِ دل — سبزه گلزار از غمت از دیدهٔ تر داشتم

رفته رفته سوزِ دل سامانِ هستیم سوخت — همچو گلخن زیرِ خاکستر چه اخگر داشتم

بر زبان حرفے نیامد در وصالش گرچه من — از شکایت هائے او در سینه دفتر داشتم

تا بوقتِ ذبح من بینم جمالِ روئے دوست — زیرِ خنجر گوش بر الله اکبر داشتم

قصدِ فصدم کرد چون فصادِ مژگانِ نشتر — از کمالِ شوق جان بر نوکِ نشتر داشتم

میشدم شام و سحر من زیرِ پایت پائمال — همچو سبزه کاش در کوئے تو بستر داشتم

تا نگردد دامنت آلوده از خوناب او — پاره هائے دل ز خاکِ کوئے تو بر داشتم

گرمیِ محشر بمن عاصی چه میکرد اثر
من ز داغِ دل جوابِ مهرِ محشر داشتم

بکف جام و به پهلو یار دارم — من امشب طالعِ بیدار دارم

بیادِ روئے تو تسبیح در کف — بذکرِ زلفِ تو زنار دارم

به دستم پایه عرش برین ست | که سر بر آستانِ یار دارم
چرا دانم ز من بیمار باشم | که عشق نرگسِ بیمار دارم
بلب جانم رسید از دردِ هجران | امیدِ شربت دیدار دارم
بچشمے آنکه بینم جلوهٔ یار | نظر بر روزنِ دیوار دارم
دلم سر و چراغانست امشب | خیالِ آتشیں رخسار دارم
مرا معذور دارائے بیر ناصح | عنانِ دل بدست یار دارم

چرا ترسم ز روز حشر عاصی
که شافع احمد مختار دارم

بیادِ ماهِ رخسارے عجب مضطر دلے دارم | درونِ سینهٔ غمناک مرغ بسملے دارم
رهِ پرپیچ و شب تاریک و پا اندر گلے دارم | بسر بارانِ غمها مشکل اندر مشکلے دارم
ز اشکِ چشم و دودِ دل ز آه و ناله و شیون | به هجرِ آں پری پیکر پریشاں محفلے دارم
بجاں خواهم نه چوں داغِ دلِ غمدیده خود را | ز چندیں محنت و غم ها همیں یک حاصلے دارم
نه نازم چوں به بخت خود بس از چندیں جدائی | چو نقشِ پا به خاک کوئے آں مه منزلے دارم
تو بر یک ماهِ خود اے چرخ بالا یہ چه می نازی | که صد ها داغ بر دل همچو ماهِ کاملے دارم
نثارِ فرقِ پاکِ او چه سازم من پشیمانم | شکسته غم رسیده پاره پاره یک دلے دارم

ز بحرِ معصیت عاصی خلاصِ من چساں باشد
که غلطانم ز خود در موج و چشمِ ساحلے دارم

در دورِ چشم مستش دورِ شراب دیدم | پیرانِ پارسا را مست و خراب دیدم
زاهد ز جوش مستی غلطاں بپائے خمها | در دستِ اهلِ تقوی جامِ شراب دیدم

از فیض جام ساقی ہر شئے شدست تاباں
پنہاں بہ ذرہ ذرہ من آفتاب دیدم

تو در لباس خاکی رخشندہ آفتابے
نورِ خدائے بیچوں زیرِ نقاب دیدم

تنہائی رو و آں سلطانِ ماہ رویاں
دلہائے دو جہاں را اندر رکاب دیدم

جز وصل و فرقت او چیزے دگر نباشد
رنگِ ثواب دیدم طرزِ عذاب دیدم

عاصیؔ ز اشکِ خجلت رحمت بجوش آمد
فردِ گناہ خود را غرق اندر آب دیدم

ردیف نون

بجے کوئے حضرت سے الفت نہیں
وہ ہرگز سزاوار جنت نہیں

نہیں غم اگر میری شہرت نہیں
مجھے خود نمائی کی عادت نہیں

جو آرام کوئے محمدؐ میں ہے
وہ باغِ جناں میں بھی راحت نہیں

مزا جو ترا نام لینے میں ہے
وہ شہدہ و شکر میں بھی لذت نہیں

غم دو جہاں لے کے ہم کیا کریں
ہمیں اپنے ہی غم سے فرصت نہیں

ہے ظلمت سے مملو وہ محفل تمام
جہاں ذکرِ شمعِ رسالت نہیں

تم آؤ تو مقتل میں خنجر بکف
کسے آرزوئے شہادت نہیں

وہاں ہیں وہ مصروف تیر افگنی
یہاں زخم سینے سے فرصت نہیں

حسیں ہیں بہت گرچہ حوریں مگر
یہ انداز و ناز و نزاکت نہیں

تری دیکھکر صورت آئینہ رو
وہ ہے کون جو محوِ حیرت نہیں

کریم السجایا جمیل الشیم
کوئی آپ سا فی الحقیقت نہیں

قطعہ

ہے آئینہ تم پر میرا حالِ دل
مجھے عرض کرنیکی حاجت نہیں

مرے لب پہ آئی ہے جانِ حزیں
بلا لو بس اب تاب فرقت نہیں

کہا اسنے میں نے کہ لایا ہوں دل
یہ ہے مفت کچھ اسکی قیمت نہیں

وہ بولے کہ ایسے تو ہیں سیکڑوں
ہمیں ایسی چیزوں کی حاجت نہیں

جو مایوس اٹھا تو ہنسکر کہا
کہ رد ہدیہ کرنے کی عادت نہیں

بہر حال لیتے تو ہیں ہم اسے
مگر ہم پہ کچھ اسکی منت نہیں

وہ دل مسکراتے ہوئے لے چلے
مگر شاد رکھنے کی نیت نہیں

زمانے کے دیکھے نشیب و فراز
کہیں چین جز کنجِ عزلت نہیں

غضب ہے گنہ کرتے ہیں رات دن
پھر آنکھوں میں اشکِ ندامت نہیں

نظر تیری رحمت پہ رکھتے ہیں ہم
کوئی اور بخشش کی صورت نہیں

میں لیجاؤنگا قبر میں داغِ دل
اندھیرے میں سونیکی عادت نہیں

یہ کہدو کہ عاصیؔ ہے میرا غلام
تمنا کوئی اور حضرت نہیں

عصیاں پہ دیدۂ تر پیہم جو رو رہی ہیں
دریائے مغفرت میں مجھکو ڈبو رہی ہیں

منزل کے جانیوالے منزل پہ جا کے پہنچے
غفلت ہماری دیکھو رستے میں سو رہی ہیں

فصلِ بہار آئی بلبل گئے چمن کو
ہم بال و پر شکستہ قسمت کو رو رہی ہیں

سوئے مدینہ زائر ہنستے ہوئے سدھارے
ہم بیٹھے آنسوؤں سے دامن بھگو رہی ہیں

گر جاگتے مقدر ہم بھی ضرور جاتے
اللہ رے بدنصیبی ابتک وہ سو رہی ہیں

توفیق نہ صبر کی ہے آنے کی ہے نہ طاقت
رو رو کے ہم دکن میں جان اپنی کھو رہے ہیں

کیا ہم بتائیں ہمدم ہے بات ہی کچھ ایسی
زانو پہ رکھ کے سر کو جو آج رو رہے ہیں

ہم تجھکو دشتِ یثرب کسطرح بھولجائیں
رہ رہ کے دلمیں کانٹے نشتر چبھو رہے ہیں

سوئی ہیں محو حیرت جلتا ہی طور کیا کیا
جلوہ نما وہ میرے دلیں جو ہو رہے ہیں

مشق ستم ہے انکو خوگر ستم کا میں بھی
ناز و نیاز باہم مدت سے ہو رہے ہیں

ممنوں ہوں عاصی کیوں نہ دیدہ ہائے تر کا
فرد گنہ کو میری رو رو کے دھو رہے ہیں

کہاں حسن کا تیرے چرچا نہیں
وہ ہے کون جو تجھپہ شیدا نہیں

وہ دل کیا کہ جسمیں تیرا غم نہو
وہ سر کیا ترا جسمیں سودا نہیں

تصور میں دل میں لگا ہو نہیں تو
تجھے اپنے محرم سے پردا نہیں

ہزاروں تڑپتے سسکتے ہیں دل
مگر اسکی کچھ تجھکو پروا نہیں

کلیجے میں رکھ لیتے ہیں سب تجھے
تو اے جان جاں کسکو پیارا نہیں

بظاہر اٹھانا مجھے بزم سے
اشاروں میں کہنا کہ اٹھنا نہیں

چبھوتے ہیں نشتر کلیجے میں وہ
ہے تاکید اسپر تڑپنا نہیں

وہ آنکھیں یہہ کہتی ہیں دے جان تو
لبوں کا ہے ایما کہ مرنا نہیں

نیا ظلم ہر روز کرتے ہیں پھر
یہہ کہتے ہیں کہہ مجھکو شکوا نہیں

خودی کے سبب ہیں بکھیڑے تمام
اسی کو مٹا دے تو جھگڑا نہیں

نہیں مجھسا عاصی و مجرم کوئی
خطا بخش غفار تجھ سا نہیں

پرتو فگن تو کس جگہ اے جان جاں نہیں
وہ کونسا مکاں ہے جو تیرا مکاں نہیں

ہیں برملا جہان میں تیری نشانیاں
ہر چیز کہہ رہی ہے کہ تو بے نشاں نہیں

یوں تو ہزار پردوں میں پردہ نشیں ہے تو
عشاق کی نگاہ سے لیکن نہاں نہیں

چون و چرا سے پاک منزہ ہے تیری ذات
سب گنگ ہیں کسیکو مجالِ بیاں نہیں

تو مہربان ہو تو سبھی مہربان ہوں
تو مہرباں نہیں تو کوئی مہرباں نہیں

اترا نہ فضلِ گل پہ تو اسطرح باغباں
وہ کونسی بہار ہے جسکو خزاں نہیں

یا غافر الذنوب کہاں جائے یہہ غریب
عاصیؔ کو تیرے در کے سوا آستاں نہیں

کب زر و سیم پہ دنیا کے نظر کرتا ہوں
مست ہوں فقر کی کملی میں بسر کرتا ہوں

جامۂ نور میں تھا عرش کا تارہ میں کبھی
عمر اب کسوتِ خاکی میں بسر کرتا ہوں

رہروِ عشق ہوں رہزن سے خطر کیا مجھکو
ہر بلا کے لئے سینے کو سپر کرتا ہوں

آتشِ غم سے ترے ہجر میں جلتے جلتے
شمع کیطرح میں راتوں کو سحر کرتا ہوں

لختِ دل آتے ہیں کچھ خونِ جگر کے ہمراہ
آج دعوت تیری اے دیدۂ تر کرتا ہوں

شوق کہتا ہے کہ مانند ہوا اڑکے چلئے
یثرب پاک کا گر عزم سفر کرتا ہوں

ایک ہی گل کے نظر آتے ہیں سارے جلوے
جسطرف گلشنِ عالم میں نظر کرتا ہوں

نقش پا بنکے جو بیٹھا تو اٹھا مثلِ غبار
کوچۂ یار میں یوں اپنی بسر کرتا ہوں

ہنس کے کہتے ہیں یہ دونوں مرے گل بوٹے ہیں
انسے جب تذکرۂ شمس و قمر کرتا ہوں

بالیقیں شانِ خدا آنکھوں میں پھر جاتی ہے
جب رخ سرورِ عالم پہ نظر کرتا ہوں

درد اٹھ اٹھ کے سکھاتا ہے تڑپنا دلکو
میں ترے ہجر میں کچھ صبر اگر کرتا ہوں

وعدہ آنے کا ہے امید بڑی ہوتی ہے
دن میں سو بار نظر جانب در کرتا ہوں

جلوہ ہر بار نیا مجھکو نظر آتا ہے
جب کبھی روضۂ اقدس پہ نظر کرتا ہوں

رحمتِ حق مجھے دیتی ہے تسلی عاصیؔ
اپنے عصیاں پہ میں جسوقت نظر کرتا ہوں

کب کسی پر وہ محبت کی نظر کرتے ہیں
جسپہ کرتے ہیں اُسے خاک بسر کرتے ہیں

کسطرح رازِ محبت کو چھپاوٗں لیکن
مجھکو بدنام مرے دیدۂ تر کرتے ہیں

اپنے جلوے کے اثر سے وہ نہیں ہیں واقف
ہوش جاکر مرے کچھ انکو خبر کرتے ہیں

اُسکو پھر زندۂ جاوید بنا دیتے ہیں
جسکو وہ کشتۂ شمشیر نظر کرتے ہیں

کیا کہوں کرتے ہیں کیا کام تمھارے خنجر
تیر بن بن کے کلیجے میں گزر کرتے ہیں

مضطرب رہتے ہو کیوں جانِ جہاں شام و سحر
کسکے نالے دلِ نازک میں اثر کرتے ہیں

اور ہی کچھ نظر آتا ہے تماشا انکو
جب ترے رخ پہ نظر اہلِ نظر کرتے ہیں

آہی جاتی ہے ہنسی دل کی تڑپ پر انکو
ضبط ہر چند مرے زخمِ جگر کرتے ہیں

بالیقیں ہوتی ہے معراج انہیں کو حاصل
تیرے قدموں پہ فدا اپنا جو سر کرتے ہیں

منزلِ قبر میں وہ چین سے سو جاتے ہیں
جو تری راہ میں دنیا سے سفر کرتے ہیں

جیسے شب باش مسافر ہو سرا میں یونہی
اہلِ دل منزلِ ہستی میں بسر کرتے ہیں

نور بنکر کبھی آنکھوں میں وہ رہتے ہیں مری
آرزو بنکے کبھی دل میں گذر کرتے ہیں

دردمندانِ شبِ ہجر کے نالے عاصیؔ
چاک دلِ صورتِ دامانِ سحر کرتے ہیں

رکھوں لیجا کے گر اپنا دلِ بیتاب دریا میں
بنے پانی کا ہر قطرہ چہ سیماب دریا میں

یہ کس مستِ شرابِ ناز نے دہویا ہے منہہ اپنا
حباب اک اک بنا جامِ شرابِ ناب دریا میں

پڑے گر عکس میری دلربا کی زلفِ پیچاں کا ‌‌ بنے ہر موج مچھلی کیلئے قلاب دریا میں

خوشی کیسی کہاں کی خرمی رونا ہی رونا ہے ‌‌ ڈبوئے ہمنے سارے عیش کے اسباب دریا میں

عرق آلود ابرو دیدنی ہے اے یمِ خوبی ‌‌ نظر آتی ہے کعبے کی ہیں محراب دریا میں

تصور چاہیے رونے میں اسکے روئے تاباں کا ‌‌ کہ لطفِ سیر ملتا ہے شبِ مہتاب دریا میں

ہماری چشمِ گریاں سے یہ دونوں فیض پاتے ہیں ‌‌ کبھی سیلاب خشکی پر کبھی سیلاب دریا میں

نظر بھی ڈوب کر چاہِ ذقن سے کب ابھرتی ہے ‌‌ نہ دیکھا آنکھ نے ایسا کوئی گرداب دریا میں

نہ لکھے اب نہیں ہیں کسلئے کوئی غزل عاصی ‌‌ لگا ہے کیا کوئی ایسا پرِ سرخاب دریا میں

یہی ہر شام دیتا ہے صدا دن ‌‌ تمہاری عمر کا اک کم ہوا دن

نہیں ہیں یہ کسی کے آشنا دن ‌‌ جوانی کے ہیں کیسے بیوفا دن

سناؤں حال کیا اے داورِ حشر ‌‌ بڑا قصہ ہے چھوٹا حشر کا دن

خوشی ہے آج تو کل غم ہے موجود ‌‌ کہاں رہتے ہیں راحت کے سدا دن

نہو گی کیا میسر وصل کی رات ‌‌ کرے گا عمر کا کیا فیصلا دن

دراقدس سے کب آنکھیں ملونگا ‌‌ وہ ہوگا کونسا یا مصطفےٰ دن

نیا ہر دن ہے لطفِ باغِ یثرب ‌‌ کہاں جنت میں ایسے پُرفضا دن

غضب ڈھاتی ہے شامِ ہجرِ جاناں ‌‌ ہمارے سر یہ لاتا ہے بلا دن

یہی زاہد سے کہتا ہے لبِ جام ‌‌ پھرینگے کب ترے مردِ خدا دن

خجل ہے رات زلفِ عنبریں سے ‌‌ تمہارے رخ سے کرتا ہے حیا دن

گلے سے جب ملے تلوار ان کی ‌‌ وہی عشاق کو ہے عید کا دن

سر عاصی ہو اور دہلیز حضرت
دکھائے اسکو پھر ایسے خدا دن

کونسا حسن ہے جو عارض تاباں میں نہیں ۔ کونسی ہے وہ ادا جو مرے جاناں میں نہیں
چارہ گر چھوڑ دے مجھکو تو مری حالت پر ۔ جو مزا درد میں حاصل ہے وہ درماں میں نہیں
دامن دل کو کرے چاک نکیوں دست جنوں ۔ تار باقی کوئی اب جیب گریباں میں نہیں
پارۂ لعل ہیں الماس کی تختی میں جڑے ۔ اشک گلگوں یہ مرے گوشۂ داماں میں نہیں
شان اور آن جو رکھتے ہیں ترے در کے فقیر ۔ خسرو و جم کی ہے کیا اصل سلیماں میں نہیں
حسن میں شہرۂ آفاق ہیں وہ بھی لیکن ۔ یار میں ہے جو ملاحت مہ کنعاں میں نہیں
بات جو آپ کی مژگان جگر دوز میں ہے ۔ تیر و نشتر میں نہیں خنجر و پیکاں میں نہیں

ہو گیا فضل جو عاصی پہ تو بولے یہ ملک
کیا ہوئے اسکے گنہ پلۂ میزاں میں نہیں

کون کہتا ہے ترا جلوہ عیاں کچھ بھی نہیں ۔ ہو اگر چشم حقیقت تو نہاں کچھ بھی نہیں
اس جہاں کا ہو تو طالب یہ جہاں کچھ بھی نہیں ۔ سب وہیں سامان راحت ہیں یہاں کچھ بھی نہیں
لفظ کن سے ہو گئی موجود ساری کائنات ۔ نیست وہ کہدے تو پھر کون و مکاں کچھ بھی نہیں
کھینچتے تھے چرخ تک سر کو جو اپنے نامور ۔ ہو گئے زیر زمیں نام و نشاں کچھ بھی نہیں
دولت دنیائے فانی پر نہ ہو مغرور تو ۔ چار دن کی چاندنی ہے بعد ازاں کچھ بھی نہیں
چند روزہ فصل گل ہے اسطرح نازاں نہو ۔ جب خزاں آئی تو پھر اے باغباں کچھ بھی نہیں

گرچہ عاصی ہوں مگر رب مرا ایسا رحیم
بخشنا سامنے اسکے میاں کچھ بھی نہیں

خون ہے آنکھون سے جاری کیا کرین
زخم ہے اک دل پہ کاری کیا کرین

سوز غم سے قطرۂ خون بھی نہین
جل گیا دل اشکباری کیا کرین

آدمی ہین حسن سیرت چاہئے
لے کے صورت پیاری پیاری کیا کرین

صورتِ پروانہ گو جلتے ہین ہم
کس کو پروا ہے ہماری کیا کرین

جب نہو بیمارِ غم اچھا مسیح
آپ کی امیدواری کیا کرین

صورتِ سیماب ہے پہلو مین دل
بڑھ گئی ہے بیقراری کیا کرین

بلبلو ہم ہین گرفتارِ قفس
آنے دو فصلِ بہاری کیا کرین

ہم ہین کشتۂ خنجرِ تسلیم کے
نالۂ و فریاد و زاری کیا کرین

ضعف ایسا اسپہ عصیان اسقدر
دور منزل بوجھ بھاری کیا کرین

شہر طیبہ کے مسافر عاصیا
کہتے ہین قسمت تمھاری کیا کرین

ہرگز نہین یہ شعلۂ احمر چراغ مین
تابان ہے نورِ خالقِ اکبر چراغ مین

آنکھون مین میرے عکسِ قدِ یار آگیا
جلوہ نما ہین سرو صنوبر چراغ مین

یا برجِ صبح مین گریان تھی شبنمِ تر
کیا موجزن تھا شبکو سمندر چراغ مین

انکی جو زلف روئے منور پہ کھل گئی
سمجھا یہ مین کہ جلتا ہی عنبر چراغ مین

پروا ہی کیا ہی جلنے سے پروانے کی انہے
خو آگئی ہے تیری ستمگر چراغ مین

پروانے کیون نہ شمع پہ قربان ہون عاصیا
ہر سمت رہا ہے نورِ پیمبر چراغ مین

ہے نقش دل سے کہی بلبل پہ کیونکہ چونچ مین
تیغی ہے کیا زبان تیری سمندر چونچ مین

سوز دل کے تھے مضامین منھ مین چھالے پڑ گئے — لے اڑا نامہ ہمارا جب کبوتر چونچ مین

ساتھ اشکون سے گرا دامن پہ جب لخت جگر — لے لیا بلبل نے اُسکو گل سمجھکر چونچ مین

آگ گلشن کو لگا دے کیون نہ بلبل کی فغان — کس بلا کا سوز ہے اللہ اکبر چونچ مین

منھ سے بلبل کے نہ نکلا وصل گل مین ایک حرف — تھے بھرے شکوے کیے گو دفتر دفتر چونچ مین

سوز ہجر گل سے ہین بلبل کے لب پر آبلے — پھول کے بدلے نظر آتے ہین اخگر چونچ مین

ہے زمین بیکار عاصی اور مہمل ہے ردیف
کار بیکاران ہے کہنا اے برادر چونچ مین

جمع دولت کا خیال اچھا نہین — اس تصور کا مآل اچھا نہین

جب بڑھا دست طلب عزت گھٹی — اہل غیرت کو سوال اچھا نہین

آدمی کا ظاہر و باطن ہو ایک — منھ پہ خوش دل مین ملال اچھا نہین

حب دنیا دل مین اور پھر حب حق — میل ہو جسمین وہ مال اچھا نہین

راستبازی سے تو ہو صیاد خلق — مکر کا دھوکے کا جال اچھا نہین

حسن سیرت کا فدائی رہ مدام — عشق زلف و خط و خال اچھا نہین

تو نہ بو تخم ہوی ظاہر ہے یہہ — تلخ پھل دے جو نہال اچھا نہین

غیر کے حق مین تصرف ہے حرام — سچ ہے یہہ چوری کا مال اچھا نہین

کام وہ کر جسمین نفع خلق ہو — اپنی راحت کا خیال اچھا نہین

جسمین اپنے دین کا نقصان ہو — یاد رکھنا وہ کمال اچھا نہین

دیکھ لو وصف منافق ہے یہی — خلق اچھے دل کا حال اچھا نہین

گر ترقی قوم کی منظور ہے — باہمی جنگ و جدال اچھا نہین

درد دل جاتا رہے تو کیا مزا | زخم دل کا اندمال اچھا نہین
جس سے نکلے کام اپنا اُس سے کہہ | ہر کسی سے عرض حال اچھا نہین

صحبتِ پاکان مین رہ عاصی مدام
خوش جمالون کا وصال اچھا نہین

آدم خاکی خدا ہوتا نہین | عکس سے اصل آئینہ ہوتا نہین
دشت پیما ہر کوئی پیر ضعیف | خضر آسا رہنما ہوتا نہین
عمر بھر بھی ہم کرین گر بندگی | حق عبادت کا ادا ہوتا نہین
ہو نہ آلایش سے جبتک پاک دل | جلوہ گاہِ کبریا ہوتا نہین
کشف اسرارِ خدائے ذوالجلال | بے طریق مصطفا ہوتا نہین
ہو نہ جبتک مرشدِ کامل کا فیض | صاف دل کا آئینا ہوتا نہین
تو ہے ایسا دل نشین تیرا خیال | ایک لحظہ بھی جدا ہوتا نہین
دیکھکر صورت تری ای رشک حور | کون تجھپر مبتلا ہوتا نہین
اہل عالم ہو نا زنہ کر تو التجا | حاجتی حاجت روا ہوتا نہین

نور خانہ دل سے پیدا حال کر
وقال رہتے الٰہی عاصیا ہوتا نہین

کیا لطف تھا شکار کا وصل نگار نظر | تھا یار میرے دام مین مین دام یار مین
ہے جو مزہ تصورِ مژگانِ یار مین | وہ لذت خلش ہی کہان نوک خار مین
روشن ہین پہلوون مین جو داغ دل و جگر | دو چاند جلوہ گر ہین ہمارے مزار مین
ساقی پلا دے وہ مئے عشق محمدی | دو نا مزا ہو نشہ سے جسکے خمار مین

کیا آگیا خیال کسی گلعذار کا
جوشِ بہار ہے جو دلِ داغدار میں

اک بے وفا گیا تو گیا باوفا ملا
دل کی جگہ ہے یار ہمارے کنار میں

اللہ رے مرتبہ ترے کشتے کا بعد مرگ
جنت سے لینے آئی ہیں حوریں مزار میں

اے خضر خطِ سبز سے مِلجائے گا پتہ
ہے چشمۂ حیات اسی سبزہ زار میں

دونوں طرف تصورِ کاکل کو دیکھئے
ہے یار میری چشم میں میں چشمِ یار میں

سوز و گداز دل میں ہوں مصروف ناصحا
فرصت ہے کسکو سننے کی اس کاروبار میں

اشکوں کے ساتھ گرتے ہیں آنکھوں سے لختِ دل
یاقوت کے نگینے ہیں موتی کے ہار میں

چھٹتا ہے آج روضۂ اقدس ہزار حیف
بلبل چمن سے جاتا ہے فصلِ بہار میں

بیخود دل و جگر ہیں الٰہی میں کیا کروں
یہ اختیار میں ہے نہ وہ اختیار میں

نامِ فراقِ یار نے سینہ جلا دیا
اک آگ لگ گئی ہے دلِ بیقرار میں

لختِ دل و جگر میں کروں جمع کس طرح
کچھ زیرِ پائے یار میں کچھ زلفِ یار میں

آفت مجھے قبول مصیبت مجھے قبول
رہجاؤں خاک ہوکے مگر کوئے یار میں

سوزِ غمِ فراقِ مدینہ ہے یا رسول
جاتی ہے پیک جو نہ سے تقدِ ہزار میں

جوشِ کرم جو دیکھ لے اپنے کریم کا
پیدا ہو یہ حق کیوں دلِ امیدوار میں

عاصی کو دیکھ لیں اُٹھے گر آپ
ہوجائے غرق رحمتِ پروردگار میں

کس کا دل آج داغدار نہیں
کس کی آنکھ آج اشکبار نہیں

تیغ بیداد سے زمانے کی
کون ہے وہ جو دلفگار نہیں

مثلِ سیماب مال و دولت کو
ایک کے ہاتھ میں قرار نہیں

چھپتا ہے ہین سونگھ کے مشکِ ختن کی بو
شرم آتی ہے کہ زلف معنبر ہے کیا کہین

اعضا جواب دین تو ہے تدبیر زیست ہیچ
کشتی ہی ٹوٹ جائے تو لنگر ہے کیا کہین

سنتا ہے کون عاشق بیکس کی التجا
قاتل ہی جب نہ مانے تو خنجر سے کیا کہین

افسردہ دل جگر ہون تو آہون کا کیا قصور
مرجھائین خود ہی پھول تو صرصر سے کیا کہین

کہتا ہو جوش عشق کہ حاجت روا ہین بت
ہم دلمین سوچتے ہین کہ پتھر سے کیا کہین

چاہے جو تو تو حیلۂ تقدیر کچھ نہین ؛
تیری رضا نہو تو مقدر سے کیا کہین

چلتی نہین زبان اب اے خجلت گناہ
تو ہی بتا کہ داورِ محشر سے کیا کہین

عاصی طواف کعبہ مین آیا ہمین خیال ؛
بتخانہ جاکے اُس بتِ خودسر سے کیا کہین ؛

ردیف واؤ

تمہی تم شہ دنیا و دین ہو ؛
کریم و رحمۃ للعالمین ہو ؛

حسین ہو نازنین ہو مہ جبین ہو
ہمارے خاتمِ دل کے نگین ہو

نہین تمسا کوئی خالق کو پیارا
تمھین محبوب رب العالمین ہو

تمھارا مرتبہ سب سے ہے اعلیٰ
خدا کے بعد عالم مین تمھین ہو

تمھین آنکھون مین ہو اہل نظر کی
تمھین ارباب دل کے دلنشین ہو

کوئی اُس دلکا کیا رتبہ بتائے
رسول پاک جسکے تم مکین ہو

نبی جب نازنین صورت تمھاری
تو نازان کیون نہ صورت آفرین ہو

نظر مین جس کی روضہ ہے تمھارا
وہ کیون مشتاق فردوسِ برین ہو

مزا کچھ جبہ سائی کا ملیگا
وہ سنگ در ہو اور میری جبین ہو

مدینے مین الٰہی جلد پہونچا
بسر یہہ زندگی میری وہین ہو

یہان کی نعمتون کو بھول جاؤن
میسر گر وہان نانِ جوین ہو

دکن مین ہو نہ میری خاک برباد
مرا مدفن مدینے کی زمین ہو

بہر صورت بچے دوزخ سے عاصی
کرم اتنا شفیع المذنبین ہو

تمھین سردار کل یا مصطفےٰ ہو
تمھین دونون جہانکے پیشوا ہو

حسین ہو مہ جبین ہو خوش ادا ہو
خداوند جہان کے دلربا ہو

تمھین سے ہین منور دونون عالم
تمھین کونین مین جلوہ نما ہو

نہ ہو سایہ تمھارا تو عجب کیا
کہ خود تم سایۂ ذات خدا ہو

کلامِ من رآنی سے ہے ظاہر
کہ مرآت جمال کبریا ہو

تمھین ہو باعثِ ایجاد عالم
تمھین اصل وجود ما سوا ہو

مریضانِ محبت کے ہو عیسیٰ
قلوب دردمندان کی دوا ہو

کرین تعریف کس کس عضو کی ہم
سراپا جلوۂ نور خدا ہو

نہ کیون روح الامین پروانہ بنتے
کہ تم شمع حریم کبریا ہو

تمھاری خاک پاک آنکھون مین اپنی
اگر اعمیٰ لگائے تو ضیا ہو

اسے پروا ہے کیا شاہونکی مولا
تمھارے آستان کا جو گدا ہو

وہ کیون دیکھے نہ احمد مین احد کو
نظر سے جس کی پردا اٹھ گیا ہو

مدینے کو ابھی آجائے عاصی
شہنشاہ دو عالم تم جو چاہا ہو

قطعه

یارب مری جان جسم سے اسوقت جدا ہو
جب پیش نظر شکل رسولِ دوسرا ہو

جبتک رہے دل عشق محمد رہے امین
جبتک رہے سر سر سے یہہ سودا نہ جدا ہو

اس طرح سے آؤن مین تیرے سامنے یارب
جسوقت کہ ہنگامہ قیامت کا بپا ہو

نغمہ ہو میرے لب پہ تیری حمد و ثنا کا
اور ہاتھ مین دامان رسول دوسرا ہو

حسرت یہی ارمان یہی شوق یہی ہے
مین ہون دل مضطر ہو مدینے کی فضا ہو

کیا گرمئ خورشید قیامت کا اُسے ڈر
جو آتش عشق شہ طیبہ مین جلا ہو

در خدمتِ سلطانِ رسل عرض کن از من
طیبہ مین گذر گر تیرا اے باد صبا ہو

باحال پریشان بہ دکن ہست غریبے
اسپر میرے آقا نظر لطف و عطا ہو

آنکھون کی تمنا ہے کہ جو مین در اقدس
اور دل کی یہہ خواہش ہے کہ روضہ پہ فدا ہو

یارب تو بنا اُس کو سگ کوئے محمد
اک لحظہ در پاک سے عاصی نہ جدا ہو

طالب کا اپنے یار طلبگار کیون نہو
بینا ہو اپنے انکھ تو دیدار کیون نہو

بن جائے دل جو آئینہ اُسکے جمال کا
آنکھون مین اپنے جلوۂ دیدار کیون نہو

دکھلائے اک جھلک جو وہ اپنے جمال کی
عالم تمام مطلع انوار کیون نہو

وہ بتلائے زلف ہین یہہ بتلائے رخ
حجت میانِ کافر و دیندار کیون نہو

رکھتے ہین تیرے عشق کے دل پر ہزار داغ
سینہ ہمارا غیرتِ گلزار کیون نہو

اس تیغ مین ہے جوہر الفت کی کیا بہار
عاشق شہید ابروئے خمدار کیون نہو

اچھا مریض عشق تو ہوتا نہین مگر
تم پوچھ لو تو اچھا وہ بیمار کیون نہو

رحمت کو ہے ہمیشہ گنہگار کی تلاش
محشر مین عاصیون کی خریدار کیون نہو

محروم رہ گیا ہو جو وصلِ حبیب سے — فرقت مین اپنی جان سے بیزار کیون نہو
خون رو رہی ہے آنکھ تو جائے عجب نہین — زخمی دل و جگر ہون تو خونبار کیون نہو
پھر بھی رہیگا ملنے کا عاشق کو اشتیاق — وصلِ حبیب ہونیکو سو بار کیون نہو

عاصی غریق بحرِ خجالت کو دیکھ کر
محشر مین جوش رحمت غفار کیون نہو ٭

جاتے ہین ساتھ لیکے دلِ داغدار کو — گلزار ہم بنائینگے اپنے مزار کو
وہ کرکے پائمال ہمارے مزار کو — کہتے ہین سربلند کیا خاکسار کو
آئی چمن مین یاد کسیکی وہ مست چال — لپٹا لیا گلے سے نسیمِ بہار کو
گستاخ ہوگئی ہر کچھ ایسی نگاہِ شوق — بڑھ بڑھ کے چوم لیتی ہے رخسارِ یار کو
محتاج رہبری نہین تیرِ نگاہِ یار — صیاد ڈھونڈ لیتے ہین اپنے شکار کو
اللہ رے وقار کہ سرمے کیواسطے — حورون نے لے لیا میرے مشتِ غبار کو
ایکدم بھی زلزلون سے زمین کو ملا نہ چین — رکھا جو زیرِ خاک دلِ بیقرار کو
کیا دل کشا ہے روضۂ سرکار کی ہوا — شرمندہ کر رہی ہے نسیمِ بہار کو

کیا رحم ہے کہ عاصیِ نادم کو دیکھ کر
ہوتا ہے جوش رحمتِ پروردگار کو

جلوہ کس نے یہ سرِ بام دکھایا مجھکو — ہوش اڑا کر میرے دیوانہ بنایا مجھکو
جتنی آئی تھی شب وصل مرے لب پہ ہنسی — اُس سے بڑھکر تیری فرقت نے رلایا مجھکو
صبح تک فرقتِ دلدار نے سونے نہ دیا — رات بھر درد نے اٹھ اٹھ کے جگایا مجھکو
اُن کی زلفون کا گلہ کیا ہو مرے دلکا قصور — اسی کمبخت نے آفت مین پھنسایا مجھکو

کیا گزرتی ہے میرے جان پہ کیا عرض کروں / آپ کے ہجر نے مٹی میں ملایا مجھکو

چتر شاہی کی نہ ہے ظلِ ہما کی خواہش / ہو میسر تیری دیوار کا سایا مجھکو

جب مدینہ نظر آیا تو کہا یہہ دل نے / آج اللہ نے فردوس دکھایا مجھکو

ہے دعا شام و سحر عاصئ محزوں کی یہی
جلد پہونچا دے مدینے میں خدایا مجھکو

سکون ہوتا ہی رونے سے قلب مضطر کو / دعائیں دیتا ہوں میں اپنے دیدۂ تر کو

دکھا کے گرمئ حسنِ رخِ پیمبر کو / خجل کرینگے قیامت میں مہر محشر کو

یہی ہوس یہی ارماں ہے دیدۂ تر کو / الٰہی دیکھ لوں پھر روضۂ منوّر کو

یہی ہے کعبۂ مقصود دو جہاں لاریب / کہ تک رہی ہے ہر اک کی نگہہ تیرے در کو

تمھارے دست کرم پر ہے یوں نظر میری / کہ جیسے تکتا ہے مفلس کوئی تونگر کو

جلائیگا تیرے میخوار کو جہنم کیا / کہ آگ لگتی ہے مشکل سے دامن تر کو

گرا جو قطرۂ اشک ندامت آنکھوں سے / ڈبو دیا میرے عصیاں کے سارے دفتر کو

ہو جو سینے میں آتش تو دل رہے بے چین / کہ آگ ہی میں تو آرام ہے سمندر کو

ابھی ابھی تو یہہ طوفاں اٹھا کے بیٹھے ہیں / خدا کیواسطے چھیڑو نہ دیدۂ تر کو

یہہ کس حسین دو عالم کی آمد آمد ہے / کہ جبرئیل بچھاتے ہیں اپنے شہپر کو

دکھائیگا یہی آئینہ یار کا جلوہ / تو پہلے صاف تو کر لے دل مکدر کو

شفیع روز جزا پھر بلائینگے عاصی / کہ یاد رہتی ہے بندونکی بندہ پرور کو

غلام شافع عصیاں کو فکر کیا عاصی
وہ روز عید سمجھتا ہے روز محشر کو

یا محمدؐ نیست کس ہمتائے تو — بندۂ اما خدا شیدائے تو
چوں نہ نازد خالقِ یکتائے تو — آفرید از ناز سرتا پائے تو
از تو میخواہیم ما عشقِ خدا — از خدا خواہیم ما سودائے تو
جبرئیل و صد چو او سجدہ کناں — پیشِ طاق ابروئے زیبائے تو
کے کند با تو قیامت ہمسری — او کنیزِ قامتِ رعنائے تو
آں مہ حسنی کہ یابید دو جہاں — نور جاں از تابشِ سیمائے تو
از نگاہِ سوختہ دلہائے ما — آفریں بر نرگسِ شہلائے تو
زاہد اما ئیم و کوئے دلربا — تو و سیرِ جنتِ الماوائے تو
گشت زلفت لیلۃ المعراج دل — قاب قوسین ابروئے زیبائے تو

چند پرسی در چہ حالی عاصیا
گوشۂ تنہائی و غمہائے تو

رشک چمن کوئے تو غیرت گل روئے تو — غیرت گل روئے تو رشک چمن کوئے تو
روئے دلم سوئے تو سوئے جہان روئے تو — سوئے جہان روئے تو روئے دلم سوئے تو
خار و خس کوئے تو زینت خلد بریں — زینت خلد بریں خار و خس کوئے تو
سایۂ گیسوئے تو پردۂ بیت الحرم — پردۂ بیت الحرم سایۂ گیسوئے تو
آئینۂ روئے تو ایں دلِ حیرانِ من — ایں دلِ حیرانِ من آئینۂ روئے تو
قامتِ دلجوئی تو طوبی باغ جناں — طوبیٔ باغ جناں قامت دلجوئے تو
خاک سرے کوئے تو غازۂ روئے بتاں — غازۂ روئے بتاں خاک سر کوئے تو
سلسلۂ موئے تو تار رگ جان من — تار رگ جان من سلسلۂ موئے تو

صورت نیکوئے تو مصحف اہلِ صفا
مصحف اہل صفا صورت نیکوئے تو

لعل سخن گوئے تو رشک دم عیسوی
رشک دم عیسوی لعل سخن گوئے تو

نرگس جادوئے تو فتنۂ اہلِ نظر
فتنۂ اہلِ نظر نرگس جادوئے تو

در صفت خوئے تو خلق عظیم آمدہ
خلق عظیم آمدہ در صفت خوئے تو

ہست سگ کوئے تو عاصی بیدست و پا
عاصی بیدست و پا ہست سگِ کوئے تو

دعاؤں میں اتنا تو یا رب اثر ہو
مرا سر ہو اور یار کا سنگ در ہو

جو خالی ہو اغیار سے منزل دل
تو محبوب کا کیوں نہ اسمیں گذر ہو

اُسی کا نظر آئیگا جلوہ ہر جا
اگر لایق دید تیری نظر ہو

خبر اسکو دلدار کی کیا ملیگی
حقیقت سے جو اپنی ہی بےخبر ہو

ہے دونوں جگہہ جلوہ حضرت تمہارا
نہیں فرش پر ہو نہیں عرش پر ہو

خدا جانے کیا ہے حقیقت تمہاری
بظاہر اگرچہ بشکل بشر ہو

مصفا تو اسطرح رکھ اپنے دلکو
کہ یار آنے جانے کے قابل یہ گھر ہو

نظر آئینگے چشم تر کے کرشمے
اگر نوک مژگاں پہ لخت جگر ہو

رہیگا نہ تاریک مرقد ہمارا
چمکتا جو پہلو میں داغ جگر ہو

اُسے حاصل زندگانی میں سمجھو
یہہ عمر دو روزہ وہیں گر بسر ہو

صبا حال میرا کچھ اُس گل سے کہنا
اگر باغ یثرب میں تیرا گذر ہو

جہنم کی آتش سے بچ جائے عاصی
جو تیری عنایت کی اُسپر نظر ہو

تم نہ عاصی کے کام کو دیکھو
ہو کریم اپنے نام کو دیکھو

کیوں ہوں میں نا امید رحمت سے
خود تم اپنے کلام کو دیکھو

اک نگاہِ کرم کا ہے مشتاق
آقا اپنے غلام کو دیکھو

شربت دید کو تڑپتا ہے
عاشق تشنہ کام کو دیکھو

میں گنہگار ہی سہی مولا
اپنے تم فیض عام کو دیکھو

جلوۂ حق جو دیکھنا ہو تمہیں
روئے خیر الانام کو دیکھو

اُنکے رخسار سے ہے شرمندہ
آو ماہ تمام کو دیکھو

قاب قوسین تک گیا نہ کوئی
اُنکے ادنیٰ مقام کو دیکھو

زلف و رُخ کا عجیب جلوہ ہے
دن کے پہلو میں شام کو دیکھو

خود خدا نے بلایا اپنے پاس
اُنکے اِس احترام کو دیکھو

شیخ صاحب وہ ہے غفور رحیم
تم نہ عاصی کے کام کو دیکھو

قبلۂ دل کعبۂ جاں روئے تو
سجدہ گاہِ بیدلاں ابروئے تو

کرد صد میخانہ عالم خراب
یک نگاہ نرگس جادوئے تو

موئے تو شیرازۂ دلہای خلق
جان عالم بستۂ گیسوئے تو

کشتۂ تیر نگاہت اہل دل
صید شیراں میکند آہوئے تو

اے گل گلزار حسن و دلبری
مست شد کونین از خوشبوئے تو

کردہ دل صد چاک جان خویش را
تا بگردد شانہ گیسوئے تو

از قد طوبیٰ نمیداریم کار
طوبیٰ لا قامت دلجوئے تو

بارِ عصیاں ہائے ما بر داشتی
آفریں بر قوت بازوئے تو

گشت نازل آیتِ خلقِ عظیم
اے شہِ خوباں بہ شانِ خوئے تو

روئے تو اے ماہِ عالم سوئے خلق
روئے خلاق دو عالم سوئے تو

از رہ الطاف عاصیؔ را طلب
تا نشیند در سگانِ کوئے تو

ردیف (ہ)

دل گدائے تو یا رسول اللہ
جاں فدائے تو یا رسول اللہ

سرمۂ چشم ہائے اہلِ نظر
خاکِ پائے تو یا رسول اللہ

مرغِ جانم ہمے پرد ہر دم
در ہوائے تو یا رسول اللہ

ہست بر لوحِ جانِ مشتاقاں
نقشِ پائے تو یا رسول اللہ

میکشد ناز آفرینِ جہاں
نازہائے تو یا رسول اللہ

مرضیِ کبریا بود دائم
بر رضائے تو یا رسول اللہ

ہست مملو ہمہ کلامِ خدا
از ثنائے تو یا رسول اللہ

من چہ گویم کہ کیست پوشیدہ
در قبائے تو یا رسول اللہ

صورتِ حور را نمی بیند
مبتلائے تو یا رسول اللہ

در جہاں زیستن نمی خواہم
بے لقائے تو یا رسول اللہ

می شود بالیقیں اثر قرباں
بر دعائے تو یا رسول اللہ

ہست عاصیؔ در دمندِ غریب
یک گدائے تو یا رسول اللہ

اللہ رے بہار چمنستانِ مدینہ
رضوان بھی ہے سو جاں سے قربانِ مدینہ

یوں تو ہیں ملائک بھی ثناخوان مدینہ
پوچھے دل عاشق سے کوئی شان مدینہ

اہل نظر آنکھوں میں لگاتے ہیں ہمیشہ
سُرمے کی جگہہ خاک بیابانِ مدینہ

اُٹھتے ہیں کہیں شور قیامت کے اُٹھائے
فارغ غمِ محشر سے ہیں مستانِ مدینہ

چشمہ ہے مدینہ کا ہر اک چشمہ کوثر
طوبیٰ ہے ہر اک نخل بیابان مدینہ

شوریدہ کیا انکو بھی حُسنِ نمکیں نے
حوریں بھی ہیں شیدائے ملیحان مدینہ

رکھا جو قدم گلشنِ فردوس بریں میں
یاد آئی مجھے صبح گلستان مدینہ

ہے رشک دہِ طرۂ حورانِ بہشتی
ہر خار و خسِ راہ بیابان مدینہ

ہے طبلۂ عطار ہر اک کوچہ و بازار
یہہ مشک کے نافے ہیں کہ دکان مدینہ

ہے جلوہ گہ خسروِ خوبان دو عالم
کیوں ساری خدائی نہو قربان مدینہ

رکھتا ہے مرے دلکو جو بیچین ہمیشہ
ارمان مدینہ ہے وہ ارمان مدینہ

اسطرح مرے دلمیں سما جائے الٰہی
گھر بیٹھے کروں سیر گلستان مدینہ

کہتی ہے یہہ امید کہ مایوس نہونا
پھر یاد کرینگے تجھے سلطان مدینہ

تھوڑی سی جگہہ قبر کی عاصی کو الٰہی
ملجائے تہِ گوشۂ دامان مدینہ

حباب آسا ہوا ہر اک فنا آہستہ آہستہ
ہوا جب موج زن بحر بقا آہستہ آہستہ

وہاں انکی بڑھی زلف رسا آہستہ آہستہ
یہاں نازل ہوئی سر پر بلا آہستہ آہستہ

مریض غم جو یثرب کو چلا آہستہ آہستہ
گلے ملنے لگی اُسکے شفا آہستہ آہستہ

شراب عشق پینے کو تو پہلے ظرف پیدا کر
پتہ ساقی کا پھر ملجائیگا آہستہ آہستہ

بنا مرہم مرا داغ جگر جل جل کے سینے میں
مرض خود ہو گیا آخر دوا آہستہ آہستہ

قیامت تک نہ ہوش آئی ہمیں غش میں کہتا ہوں
وہ دیتے ہیں جو دامن کی ہوا آہستہ آہستہ

بنا ہے خنجر براں اشارا انکی ابرو کا
ادا کرنے لگی کار قضا آہستہ آہستہ

ابھی شرمیلی آنکھیں ہیں ابھی نیچی نگاہیں ہیں
کرینگے سیکڑوں فتنے بپا آہستہ آہستہ

نہیں بیوجہہ جنبش میں لب زخم جگر قاتل
یہہ کرتے ہیں ترے حقمیں دعا آہستہ آہستہ

جگر تھامے ہوئے وہ آئے ہیں میری عیادت کو
اثر کچھ جذبۂ دل نے کیا آہستہ آہستہ

تڑپنے کا مزا اے تیر نظر کچھ تو ملے دل کو
گذرنا میرے سینے سے ذرا آہستہ آہستہ

خدا کے سامنے شکوہ نکرنا بیوفائی کا
وہ مجھسے کہتے ہیں روز جزا آہستہ آہستہ

ابھی کمسن ہیں کیا جانیں کہ چھپنا کسکو کہتے ہیں
سکھا دیگی انہیں شرم و حیا آہستہ آہستہ

مبارک وحشتِ دل پھر بہار آئی ہے گلشن میں
صدا دینے لگی زنجیر پا آہستہ آہستہ

صفائی دست قاتل کی کچھ آگے رنگ لائیگی
کہ اب ہونے لگا خون وفا آہستہ آہستہ

گناہونپر تو اپنے عاصیا آنسو بہایا کر
کہ در رحمت کا وا ہو جائیگا آہستہ آہستہ

گلِ داغ دے کیوں نہ بوئے مدینہ
کہ سینے میں ہے آرزوئے مدینہ

میں صدقے ترے اے نسیم بہاری
سنگھا دے ذرا لا کے بوئے مدینہ

اُن آنکھوں سے پوچھو کہ کیا دیکھتی ہیں
جو رہتے ہیں ہر وقت سوئے مدینہ

نہ کیوں دلکشا ہو بہار اس چمن کی
کہ جنت ہے ہر ایک کوئے مدینہ

چٹکتے نہ غنچے کبھی گلستاں میں
نہ ملتی اگر انکو بوئے مدینہ

فقط میں نہیں ایک محوِ نظارا
دو عالم کی آنکھیں ہیں سوئے مدینہ

اڑے جاتے ہیں ہوش اہل نظر کے
زہے پرتو حسن روئے مدینہ

جو تسنیم کوثر نہیں دیکھتا ہو
تو دیکھو سوئے آب جوئے مدینہ

ان آنکھوں کی لیتا ہوں سو سو بلائیں
جن آنکھوں میں ہے عکس روئے مدینہ

تجھے فکر جنت مبارک ہو زاہد
مرے دل میں ہے آرزوئے مدینہ

خدا جانے رہ جاتے ہیں کیوں تڑپ کر
نگاہیں جو اٹھتی ہیں سوئے مدینہ

ہے خورشید سے بھی زیادہ درخشاں
ہر اک ذرۂ خاک کوئے مدینہ

کہوں کیا شب غم کا کیا مشغلہ ہے
مرا دل ہے اور آرزوئے مدینہ

وہ دن پھر میسر ہو مجھکو الٰہی
ان آنکھوں سے دیکھوں میں روئے مدینہ

پھر اس در پہ پھر کرم سے بلادے
فزوں جس سے ہے آبروئے مدینہ

یہی التجا رات دن ہے الٰہی
بنادے مجھے خاک کوئے مدینہ

چلو درد دل عرض کر لینگے عاصی
حضور شہ نیک خوئے مدینہ

دکن میں دل نہیں لگتا ہمارا یا رسول اللہ
بلالو پھر مدینے میں خدارا یا رسول اللہ

نہ دنکو جی بہلتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
نہیں فرقت تمھاری اب گوارا یا رسول اللہ

تمھاری یاد رہ رہ کر کلیجے کو مسلتی ہے
دکھادو خواب میں روئے دلارا یا رسول اللہ

کہوں کیا خنجر فرقت سے کیا حالت ہوئی میری
ہے دل زخمی جگر ہے پارہ پارہ یا رسول اللہ

یہاں میں رہ نہیں سکتا وہاں آنا بھی مشکل ہے
مجھے عصیاں کی خجلت نے ہے مارا یا رسول اللہ

اسی دم ہوگئیں آسان ساری مشکلیں اسکی
نہیں اخلاص سے جسنے پکارا یا رسول اللہ

سناؤں آپکو کیا قصۂ درد غم پنہاں
ہے تم پر حال دل سب آشکارا یا رسول اللہ

کراماً کاتبیں عصیاں کے بدلے نیکیاں لکھیں
اگر کر دو انہیں تم اک اشارہ یا رسول اللہ

امیر دو جہاں تم ہو شفیع عاصیاں تم ہو
ہے عاصی کو تمہارا ہی سہارا یا رسول اللہ

مدت سے ہوں میں طالب دیدار مدینہ
بلوالو مدینہ مجھے سرکار مدینہ

میں ہی نہیں مشتاق و طلبگار مدینہ
دلہائے دو عالم ہیں گرفتار مدینہ

ہرگز نہ تجلی مہ خورشید میں ہوتی
پڑتا نہ اگر پرتو انوار مدینہ

سر بیچتے پھرتے ہیں خریدار محبت
کس شان کا بازار ہے بازار مدینہ

پوچھے نہ کوئی حضرت عیسیٰ بھی اگر ہوں
خواہاں دوا ہی نہیں بیمار مدینہ

شہ کو بھی وہاں کی نہیں ملتی ہے گدائی
شاہوں سے بھی بڑھکر ہے پرستار مدینہ

ٹکراتا ہوں سر کو در و دیوار سے اپنے
یاد آتے ہیں جب وہ در و دیوار مدینہ

گنجینۂ اسرار خدا اس کی زمیں ہے
کھلتے نہیں ہر شخص پہ اسرار مدینہ

عاصی نہ ہو مایوس کبھی اُنکے کرم سے
بلوائینگے پھر تجھکو بھی سالار مدینہ

ہے خدا ہی خالق ماسوا زہے شان جلّ جلالہٗ
وہی ایک مالک دو سرا زہے شان جلّ جلالہٗ
جسے چاہے اسکو بنائے وہ جسے چاہے اسکو مٹائے وہ
ہے اُسی کے ہاتھ فنا بقا زہے شان جلّ جلالہٗ
کوئی ہو گدا کہ وہ ہے غنی کوئی ہو ولی کہ وہ ہے نبی
سبھی اُسکے در کے ہیں جبہہ سا زہے شان جلّ جلالہٗ

وہی لامکاں کا مکیں بھی ہے وہی گردنوں کے قریں بھی ہے
وہی غیر ہے وہی آشنا زہے شان جل جلالہٗ

وہی دیر میں بھی صنم بنے وہی کعبے میں بھی خدا بنے
ہے اسیکا جلوہ ہر ایک جا زہے شان جل جلالہٗ

کبھی منہ کو اپنے چھپا لیا کبھی رخ پہ رکھ کے دکھا دیا
کبھی پردہ رخ سے ہٹا دیا زہے شان جل جلالہٗ

پس پردہ گرچہ نہاں ہے وہ مگر اپنی ذات کا آئینہ
رخ مصطفےٰ کو بنا دیا زہے شان جل جلالہٗ

کہیں نار ہو کے جلا دیا کہیں نور ہو کے جلا دیا
کہیں قہر ہے کہیں ہے عطا زہے شان جل جلالہٗ

کوئی بت پرستی کے شوق میں کوئی حق پرستی کے ذوق میں
کہیں وہ مضل کہیں رہنما زہے شان جل جلالہٗ

نہ ہو نا امید کرم سے تو ہیں اگرچہ تیرے گنہ بہت
وہ کریم بھی تو ہے عاصیا زہے شان جل جلالہٗ

ہے دل مرا مشتاق تماشائے مدینہ
یارب تو دکھا دے رخ زیبائے مدینہ

اسطرح مرے دل میں سما جائے مدینہ
جب سر کو جھکاؤں تو نظر آئے مدینہ

ہو جاوں میں یوں محو تماشائے مدینہ
جس سمت اٹھے آنکھ نظر آئے مدینہ

کیا عرش ہو ہم پایہ مدینہ کی زمیں کا
ہاں کنگرۂ عرش پہ ہے پائے مدینہ

ہے خار وہاں کا گل مہتاب سے بہتر
خورشید ہے اک ذرہ صحرائے مدینہ

حوران جناں کہتے ہیں پکو نہ بہشتیں
جاروب کشی در مولائے مدینہ

حور و بہشت نہ کچھ کام نہ جنت سے غرض ہے
رکھتا ہوں فقط دل میں تمنائے مدینہ

کیا خوب کفن ہوگا تیرے واسطے عاشق
ملجائے اگر دامن صحرائے مدینہ

دارم بہ دل خویش تمنائے مدینہ
یارب بہ نثار روضہ مولائے مدینہ

دارم بہ جگر داغ تمنائے مدینہ
ہر لحظہ بود ورد زباں ہائے مدینہ

زاہد تو و تسبیح و طلبگاری فردوس
ما و سر شوریدہ و سودائے مدینہ

مادر چہ شماریم کہ جبریل امیں را
از ہوش ربودست تجلائے مدینہ

روشن در و دیوار ز انوار تجلی
ای صل علی حسن و لارائے مدینہ

صد گلشن فردوس اگر لطف نماید
مائل نشود عاشق شیدائے مدینہ

آرام گہ بادشہ ہر دو جہانست
اے صل علی رتبہ اعلائے مدینہ

ردیف یائے

رہ رہ کے یاد آتی ہے تربت رسول کی
یارب ہو پھر نصیب زیارت رسول کی

بس جائے دل میں یوں ہی صورت رسول کی
سر کو جھکاؤں جب تو ہو رویت رسول کی

کل انبیا سے بڑھکے ہے حضرت کا مرتبہ
افضل سب امتوں سے ہے امت رسول کی

تڑپینگے ہم جو بہر قیامت کی تاب سے
بنکر سحاب آئیگی شفقت رسول کی

زخمی جگر ادھر ہے تو بسمل ادھر ہے دل
خنجر کا کام کرتی ہے فرقت رسول کی

مقصود رحم تھا کہ جو آسان ہو گئی
ساری شریعتوں سے شریعت رسول کی

تنہا رہینگے حشر میں کیا ہم گناہگار
گھیرے رہیگی سب کو حمایت رسول کی

کیونکر نہ ہمکو انکے مقدر پہ رشک ہو
دن رات دیکھتے تھے جو صورت رسول کی

بے انکے راستہ نہیں ملتا نعیم کا
مفتاح باب خلد ہے الفت رسول کی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
اتنی سمجھ میں آئی فضیلت رسول کی

ہم کیا کہیں کہ کون ہے انکے لباس میں
اللہ جانتا ہے حقیقت رسول کی

زاہد یہ بات فخر کے قابل ہی یا نہیں
عاصیوں کے واسطے ہی شفاعت رسول کی

عیاں ہر شئے سے شان کبریا ہے
جدھر دیکھو ادھر جلوہ نما ہے

وہی شمس و قمر میں ہے درخشاں
وہی ذروں میں بھی جلوہ نما ہے

اسی کی ذات کا ہے آئینہ یہ
جو ذات سرور ہر دوسرا ہے

تمہیں ہو جان عالم یا محمد
کہ جسکو دیکھئے تم پر فدا ہے

نہیں ممکن ثنائے عارض پاک
کہ ہر اک مطلع نور خدا ہے

صفت کا ایک عارض ہی جو مظہر
تو عکس ذات مطلق دوسرا ہے

تمہیں مقصود تکوین جہاں ہو
تمہارے واسطے سب کچھ بنا ہے

تمہارا آستان اے رشک عیسی
مریضوں کے لیئے دارالشفا ہے

غم احمد کو کیوں دل سے نہ چاہو
کہ یہ درد محبت کی دوا ہے

جسے اکسیر سمجھے ہیں ہوس کا
وہ خاک کوچہ خیر الوریٰ ہے

جو ہے سجادہ دائی و عالم
تصدق کیجئے خلد بریں کو
جمالِ پاک ہے اسکی نظر میں

میرے سرکار کی دولت سرا ہے
عجب دلکش مدینے کی ضیا ہے
مصفّا جسکے دل کا آئینہ ہے

اسے کیا خوف محشر ہو کہ عاصی
غلام شافع روز جزا ہے

بیاں کیا ہو کہ شانِ احمد مختار کیسی ہے
خدائی جسکی ہے محتاج وہ سرکار کیسی ہے
قیامت ہے یہہ کہنا ہر قدم پر حشر میں اُنکا
جو محشر کو کرے پامال وہ رفتار کیسی ہے
دم عیسیٰ کا شہرہ اے صبا تو نے سنا ہو گا
ذرا کہنا ہوا آئے کوچہ دلدار کیسی ہے
ترے رُخ کے نظارے کا مزا اغیار کیا جانیں
کوئی عاشق سے پوچھے لذت دیدار کیسی ہے
مے الفت پلا کر دل اڑا لیتی ہے عاشق کا
جسے کہتے ہیں چشم مست وہ ہوشیار کیسی ہے
بہار باغ جنت پر تجھے ہے ناز اے رضواں
یہہ دیکھا بھی فضائے روضۂ سرکار کیسی ہے
کہیں ہیں پھول داغوں کے کہیں ہیں پھول زخموں کے
تم آکر دیکھ لیں دیکھو رونق گلزار کیسی ہے

در دندان حضرت کا تصور حبیب سے ہے مجھکو
مثال ابر نیساں چشم گوہر بار کیسی ہے
پڑا ہوں جب سے کوئے دلربا میں کہہ نہیں سکتا
کہ راحت دلکو زیر سایۂ دیوار کیسی ہے
کوئی مجرم اسکے مغفرت کا لطف کیا جانے
ذرا عاصیؔ سے پوچھو رحمت غفار کیسی ہے

آنکھوں میں میرے آجا دلیں سمانیوالے ۔ ہر شئے سے ہو کے ظاہر ہو کر چھپانیوالے
نیرنگیوں سے تیرے نیرنگیاں ہیں ظاہر ۔ ہر رنگ میں جہاں کے جلوہ دکھانیوالے
جو ہیں خودی میں اپنی الٹے ہے تو بہت دور ۔ پاتے ہیں وصل تیرا خود کو مٹانیوالے
آنکھیں اگر ہو بینا ہر شئے میں تجھکو دیکھیں ۔ او اپنے دیکھنے کی دولت لٹانیوالے
تیرا وجود پیدا شان ظہور میں ہے ۔ آئینہ اپنا بنکر حیراں بنانیوالے
بیہوش ہونے والے بیہوش ہو رہے ہیں ۔ آنکھیں لڑا رہے ہیں آنکھیں لڑانیوالے

عاصیؔ نہ کیوں فدا ہو تجھپر ہزار جانسے
اے اسکے دلیں اگر دلسے نہ جانیوالے

رگ جانسے بھی گرچہ نزدیک تو ہے ۔ مگر ہر نظر کو تیری جستجو ہے
تیرا مظہر حسن ہے ذرہ ذرہ ۔ ہر اک چشم بینا کے تو روبرو ہے
تو جانہائے خود رفتگاں کی تمنا ۔ تو دلہائے عشاق کی آرزو ہے
بہار گلستان الفت ہے تو ہی ۔ محبت کی پھولوں میں تو رنگ بو ہے
دل راز داران میں تو راز پنہاں ۔ زبان سخن گو میں تو گفتگو ہے

غم و درد کا ابر نیساں ہے تو ہی — تجھی سے ور عشق کی آبرو ہے

نہیں ایک جا اسکا عاصی ٹھکانا
وہی دل میں بھی ہے وہی چار سو ہے

یوں دل میں ہے آرزو تمھاری — تصویر ہے روبرو تمھاری
ہر لب پہ ہے تذکرہ تمھارا — ہر بزم میں گفتگو تمھاری
ہستی کو مٹا رہ طلب میں — کہتی ہے یہ جستجو تمھاری
کعبے میں ہوئی ہے شمع روشن — یا دل میں ہے آرزو تمھاری
کہتے ہیں یہی کلیم و عیسی — جاں بخش ہے گفتگو تمھاری
ہر باغ کی ہے بہار تم سے — ہر گل کی ہے جان بو تمھاری
اک میں ہی نہیں تمھارا طالب — عالم کو ہے جستجو تمھاری
کھلتے نہ کبھی چمن میں غنچے — پاتی نہ صبا جو بو تمھاری
محشر میں جہاں سے کھینچ لائی — عشاق کو جستجو تمھاری
کیوں ہو کوئی ناامید تم سے — معلوم ہے شب کو خو تمھاری
پوچھے کوئی عاشقوں کے دل سے — کیا چیز ہے آرزو تمھاری
گھبراؤ نہ تم گناہ گارو — رحمت کو ہے جستجو تمھاری

عاصی ہے کریم داور حشر
رکھ لیگا وہ آبرو تمھاری

تیرے چتون کا جو بسمل نہیں ہے — وفادار و نہیں وہ دل دل نہیں ہے
نہ ہو جو دل مثال شمع سوزاں — وہ بزم یار کے قابل نہیں ہے

یہہ ہے اک قطرۂ خون تمنا
گیا ہے کون اس محفل سے یارب

جسے سمجھے ہو تم دل دل نہیں ہے
کہ اب وہ رونق محفل نہیں ہے

کوئی کیا پار اترے اس سے عاصی
کہ بحر عشق کا ساحل نہیں ہے

جو بند خودی سے رہائی نہوگی
تو بیگانہ اپنے سے جبتک نہوگا
نہو پیر کامل کی جبتک توجہ
نہو آئینہ دل کا جبتک مصفا
جو ثابت قدم ہو نہ راہ طلب میں
چلیگا نہ سر سے تو اس سنگ در کی
کریں شکوہ دوست استغفر اللہ
تیرے در کے ذرہ دل میں کیا جو دق لگی
تیرے در کو چھوڑ بیٹھا تو لینے تیرے
دم نزع سرکار تشریف لائیں

در دلربا تک رسائی نہوگی
کبھی یار سے آشنائی نہوگی
تیرے دل میں ہرگز صفائی نہوگی
کبھی اسکی جلوہ نمائی نہوگی
تو اس در کی حاصل گدائی نہوگی
میسر کبھی جبہہ سائی نہوگی
عدو کی کبھی ہم سے برائی نہوگی
وہ جور و ستم بھی دلربائی نہوگی
کبھی ہمسے یہہ بیوفائی نہوگی
تو برباد میری کمائی نہوگی

وہ حاجت روائے دو عالم ہے عاصی
تو کیا میری حاجت روائی نہوگی

میں شاہد عین ہوں اور وہ بیخبر ہے
جو بے تیغ کاٹے وہ تیری نظر ہے
سمجھے تو ہے مرغوب مجنوں کو لیلیٰ

ترے آہ کا اسے دل الٹا اثر ہے
جو پیر خم تڑپے وہ میرا جگر ہے
وہ اسکی نظر بھی یہہ میری نظر ہے

کبھی ہوش میں ہوں کبھی بیخودی میں
یہہ میری اقامت یہہ میرا سفر ہے

مئے عشق سے ہوں میں سرشار ایسا
نہ اپنی خبر ہے نہ اسکی خبر ہے

کبھی یاد گیسو کبھی یاد عارض
وہ شب کا وظیفہ یہہ ذکر سحر ہے

ہوائے دو عالم سے خالی ہو جو سر
تیرے آستانہ کے قابل وہ سر ہے

شب ہجر تقدیر تو سو رہی ہے
مگر ایک بیدار درد جگر ہے

خبر یار کی تم نہ عاصیؔ سے پوچھو
اُسے مہرباں اپنی ہی کب خبر ہے

سوجھی دوا نہ درد دل زار کیلئے
عیسیٰ تڑپتے ہیں تیرے بیمار کیلئے

ہو تو نپہ جان آگئی بیمار ہجر کی
ترساؤ اب نہ شربت دیدار کیلئے

ہوتا ہے دل میں شوق شہادت جو جوش زن
شہرگ پھڑکتی ہے تیری تلوار کیلئے

وعدہ کیا ہے جلوہ نمائی کا کسنے آج
آنکھیں تڑپ رہی ہیں جو دیدار کیلئے

پردہ جمال یار کو اہل نظر سے کیا
ہے اذن عام طالب دیدار کیلئے

گلزار میں خزاں ہو کہ فصل بہار ہو
دونوں ہیں ایک مرغ گرفتار کیلئے

بولے وہ دلمیں دیکھ کے الفت کے داغ کو
موزوں یہہ پھول ہیں اسی گلزار کیلئے

جنت کو انتظار ہے زاہد اگر تیرا
رحمت تڑپ رہی ہے گنہگار کیلئے

عاصیؔ جہاں سے لیچلو سودائے زلف یار
اچھی ہے جنس حشر کے بازار کیلئے

گرائی تمنے جو بجلی نظر کی
دوا اچھی کیا ہی درد جگر کی

مٹے دل سے نہ یارب داغ الفت
کمائی ہے یہہ میرے عمر بھر کی

خدا رکھے تصور کو سلامت
میں کیوں منت اٹھاؤں نامہ بر کی

بڑھیگی آنسوؤں کی آبرو اب
کہ آمیزش ہوئی خونِ جگر کی

ہوا سرشار جو بے پئے مے
کرامت ہے یہہ ساقی کے نظر کی

خزینہ ہے یہہ اسرار خدا کا
حقیقت کیا ملک جانیں بشر کی

نہیں ہیں داغ سینہ میں ہمارے
ابھر آئے ہیں یہہ چوٹیں جگر کی

یہہ مانا قتل گہ ہے کوئے جاناں
یہاں پروا ہے کسکو اپنے سر کی

ذرا موسیٰ کے دل سے کوئی پوچھے
کہ کیسی چوٹ ہوتی ہے نظر کی

سحر تک مرغ بسمل تھے جگر و دل
شب غم کیا کہوں کیسی بسر کی

تمھارا آستاں اے جان عالم
زیارت گاہ ہے اہل نظر کی

رہا دل بھی نہ اب غمخوار میرا
یہہ ظالم بھی لگا کہنے ادھر کی

جوانی پر ہے فخر و ناز بیجا
اسے تم دھوپ سمجھو دوپہر کی

غلام شافع محشر ہے عاصی
اسے پروا نہیں نار سقر کی

اللہ رے ادا جان جو دیتا ہے خوشی سے
تیور ترے بدلے ہوئے رہتے ہیں اسی سے

انصاف سے ارشاد ہو کیا ہے یہی انصاف
دل جسکا لیا آنکھ چراتے ہو اسی سے

بیٹھے ہیں ترے بزم میں اغیار بھی لیکن
کھینچے ہیں ترے ابرو نے خمدار مجھی سے

گو وعدۂ دیدار ہے محشر میں کسی کا
تڑپانے لگا شوق میرے دل کو ابھی سے
بیٹھا ہوں وہ دل پہ لگائے ہوئے بستر
کچھ کام ہے دنیا کی بری سے نہ بھلی سے
کیا حسن خداداد پہ مغرور وہ ہیں دیکھو
وہ بات بھی کرتے نہیں محفل میں کسی سے
اے حضرت دل تمکو شہادت ہو مبارک
وہ ہاتھ میں خنجر لئے آتے ہیں خوشی سے
کیا چبھتی ہوئی ہیں یہہ تیری شوخ نگاہیں
ان تیروں کی لذت کوئی پوچھے میرے دلسے
اتنا بھی میں دیوانہ نہیں حضرت ناصح
وہ جام دے میں توبہ کروں بادہ کشی سے
آنکھیں میری رہتی ہیں تیری محو تماشا
یوں بزم میں ملنے کو تو ملتا ہوں سبھی سے
پوچھا یہہ سربزم کسی دوست نے اُن سے
عشاق میں کیا آپ کو الفت ہے کسی سے
بولے وہ اشاروں سے وہیں مجھکو بتا کر
اللہ رکھے دلمیں خلش ہے تو اسی سے
ان خاروں میں اُلجھے نہ میرا دامن خاطر

اللہ بچائے مجھے دنیا طلبی سے
چھوڑیگا وہ کیا شافع محشر کی غلامی
عاصیؔ کو تو امید شفاعت ہے اسی سے

فریب دوستی ظالم نہیں ہے
عیاں ہے حال دل چین جبیں سے

نظر میں جسکی ہو جلوہ تمہارا
وہ کیوں آنکھیں لڑائے حور عیں سے

تیرے کوچہ میں کہتی ہے قیامت
ہزاروں فتنے اٹھتے ہیں یہیں سے

نظر آئے جو نقش نام جاناں
اڑالوں بوسے لیلیکر نگیں سے

کوئی تصویر ہے ہمشکل جاناں
ذرا پوچھو یہ صورت آفریں سے

صدا مرقد سے آتی ہے ہماری
کہ حسرت سبکو ٹپکتی ہے یہیں سے

رہو تم خانۂ دل میں ہمارے
کہ آرائش مکاں کی ہے مکیں سے

اجل کر جلد اپنا کام للہ
وہ مضطر ہیں نگاہ واپسیں سے

خیال گلشن یثرب میں حوریں
نکل آتی ہیں فردوس بریں سے

مزا کچھ وصل سنگ در کا اسکے
کوئی پوچھے تو عاشق کی جبیں سے

محبت ہے بہت خالق کو عاصیؔ
غلامان شفیع المذنبیں سے

داغ کھائے ہیں گلعذاروں سے
پھول ہات آئے لالہ زاروں سے

اے صبا کہدے بادہ خواروں سے
ابر اٹھا ہے کوہساروں سے

زینت روئے یار ہے افشاں
چاند کا حسن ہے ستاروں سے

انکو اغیار پر بھروسہ ہے
بدگماں ہیں تو جاں نثاروں سے

گردشِ چشم مست ساقی کا
لطف پوچھو شراب خواروں سے

بیخودوں پر فدا ہے دخترِ رز
دور رہتی ہے ہوشیاروں سے

کچھ تڑپنے کا رنگ سیکھا ہو
برق نے تیرے بیقراروں سے

پائے رنگیں ہیں کیوں غبار آلود
پوچھو عشاق کے مزاروں سے

تیرے در کا گدا خدا کی قسم
تاج لیتا ہے تاجداروں سے

نقش پا رہنمائے منزل ہے
راہ ملتی ہے خاکساروں سے

عاصیا اسکے مغفرت کے مزے
کوئی پوچھے گنہگاروں سے

بیخود میں رہوں ساقی دے مجھکو شراب اتنی
تا حشر نہ ہوش آئے حالت ہو خراب اتنی

بے پردہ ترا جلوہ موسیٰ نے کہاں دیکھا
ہے کسکے نگاہوں کو دیدار کی تاب اتنی

پھولوں کی طرح ہنسکر ہستی کے مزے لوٹے
ہے عمر کہاں تیری اے عہد شباب اتنی

اک نہر رواں بنکر کوثر میں پہونچتی ہے
میخانے سے ساقی کے بھتی ہے شراب اتنی

بے پردہ رہے برسوں اب آنکھیں ترستی ہیں
ہمکو تو نہ تھی تم سے امید حجاب اتنی

تا عمر نہو خالی دل نشۂ الفت سے

اِس شیشہ میں بھر دینا ساقی تو شراب اتنی
فرد اپنے گناہوں کے دھو جائے وہم آخر
امداد میری کرنا اے چشم پر آب اتنی
یاد اسکی تیرے دلسے جاتی رہی ہستی میں
عاصیؔ نہ کبھی پینا غفلت کی شراب اتنی

جب سے کسی کا ناوک مژگاں نظر میں ہے
اک پھانس سی چھپی ہوئی میرے جگر میں ہے
صدقے میں اپنے جذب دل بیقرار کے
کل جسکو یاد کرتے تھے وہ آج بر میں ہے
آنکھوں میں میرے جلوہ ہے دندانِ یار کا
یا موتیوں کا ہار گلوئے نظر میں ہے
گیسو بکھر گئے ہیں جو رخسار یار پر
کچھ رات کی جھلک ابھی نور سحر میں ہے
ہنستے ہیں وہ تو پڑتا ہے دانتوں پہ عکس لب
کشتی رواں عقیق کی آب گہر میں ہے
کیا پوچھتے ہو مجھسے خبر آہ سرد کی
مدت ہوئی غریب تلاش اثر میں ہے
آوارہ قسمتوں کو سفر در وطن کہاں
گردش کچھ ایسی ہے کہ وطن خود سفر میں ہے

آیا ہے تیر اتیر پلٹ کر جو سُرخ رُو
ڈوبا ہوا یہہ میرے ہی خونِ جگر میں ہے

کھینچوں کمر سے تیغ قضا کا ہے کیوں خیال
عُشاق کی قضا تو تمھاری کمر میں ہے

آنکھوں کا اپنے قلب مُصفّا ہے آئینہ
جو نقش دلپہ ہے وہی نقشہ نظر میں ہے

مشکل سے دِل کو ملتی ہے دلدار کی خبر
سَو سَو طرح کی بیخبری اس خبر میں ہے

خنجر کی کیوں تلاش ہے عاشق کے قتل کو
خنجر کا کاٹ خود تیری ترچھی نظر میں ہے

سرکار کا یہہ داغ غلامی ہے بالیقیں
دہبہ سیاہ سا جو جبینِ قمر میں ہے

کوئی حسیں سماتا ہے کب اس کی آنکھ میں
جلوہ رسولِ پاک کا جس کی نظر میں ہے

پھر ہو سفر مدینے کا یارب مجھے نصیب
گر لُطف ہے سفر کا تو بس اس سفر میں ہے

ہم عندلیب گلشن کوئے رسول ہیں
طیبہ کا پھول پھول ہماری نظر میں ہے

عاصِمی فدا ہو ساری خدائی نہ کسطرح

دیکھو تو کون صورت خیر البشر میں ہے

ذکر سردار دو عالم کا جہاں رہتا ہے
نور رحمت باری وہ مکاں رہتا ہے

جو بلا چرخ سے آتی ہے پلٹ جاتی ہے
نام احمد جو میرے ورد زباں رہتا ہے

کشتۂ ورد محمد نہیں رہتا تنہا
قبر میں مجمع حوران جناں رہتا ہے

یاد آتا ہے مدینہ تو تڑپ جاتا ہوں
مدتوں دیدۂ دل اشک فشاں رہتا ہے

تیرا نقش کف پا ہی شہ دیں محشر تک
سجدہ گاہ دل صاحب نظراں رہتا ہے

روضۂ پاک ہے زائر کیلئے خلد بریں
خلد میں رہتا ہے جبتک کہ وہاں رہتا ہے

ترجمان دل شیدا ہیں یہہ آنکھیں اپنی
صاف کہدیتی ہیں جو دلمیں نہاں رہتا ہے

کوچۂ زلف میں کیونکر نہ پریشاں دل ہو
کہ یہاں مجمع سوداز دگاں رہتا ہے

جب وہ جاتے ہیں تو رہتا ہی تصور دل میں
کب میرے یار سے خالی یہہ مکاں رہتا ہے

میکدہ میں کوئی آفت نہیں آنے پاتی
میکشوں پر کرم پیر مغاں رہتا ہے

مٹ گئی قبر جو عاشق کی تعجب کیا ہے
کہیں گم کردہ دلونکا بھی نشاں رہتا ہے

یا رسول عربی جلد بلا لو مجھ کو
یہی اب شام و سحر ورد زباں رہتا ہے

کیا کہوں رہتا ہے کسطرح دکن میں عاصی
آہ کش سینہ زناں گرم فغاں رہتا ہے

جس دلمیں داغ عشق رسالت مآب ہے
بیشک اندھیری قبر کا وہ آفتاب ہے

اُس میکدہ کا میں ہوں ازل سے شراب خوار
جس میکدہ کا قطرۂ مے آفتاب ہے

زاہد کو بھی عزیز ہوں ساقی کو بھی عزیز
قرآن بغل میں ہاتھ میں جام شراب ہے

پیدا کئے ہیں یوں تو خدا نے بہت حسیں
تیرا کہاں جواب ہے تو لاجواب ہے

شاید وہ مان لیں دلِ مضطر کی بات کو ۔ سنتا ہوں مضطرب کی دعا مستجاب ہے

اللہ بھی کریم ہے حضرت بھی ہیں کریم
کیا تجھکو عاصیا غمِ روزِ حساب ہے

دکھائی ہے جلوہ محبت تمھاری ۔ کہ ہے دیدۂ دل میں صورت تمھاری
کریں ہم کہاں اب شکایت تمھاری ۔ کہ محشر میں بھی ہے عدالت تمھاری
چمکیگا نہ اب رنگ خونِ شہیداں ۔ کہ دیتا ہے ہر اک شہادت تمھاری
حسینوں میں کیا کوئی نکلیگا تم سا ۔ خدائی میں ہے ایک صورت تمھاری
لٹانے لگے سب کو برقِ نظر سے ۔ بہت شوخ نکلی طبیعت تمھاری
میرے دل میں آؤ میرے دل میں ٹھیرو ۔ یہہ گھر ہے تمھارا یہہ ہے خلوت تمھاری
نظر کی ترازو میں ہم وزن نکلی ۔ نقاہت ہماری نزاکت تمھاری
پرانا ہوا قصۂ حسنِ یوسف ۔ ہے اب خوبروئی میں شہرت تمھاری
جو دو دستِ نازک سے تم ساغرِ مے ۔ تو زاہد بھی کر لینگے بیعت تمھاری
ہیں ممنونِ احسان ہم نالہ و آہ ۔ غنیمت ہے فرقت میں صحبت تمھاری
مبارک شہادت ہو اے حضرتِ دل ۔ کہ مقتل میں ہے آج نوبت تمھاری

یہہ امید عاصی کو ہے روزِ محشر
بچائیگی اسکو شفاعت تمھاری

عاشقوں کو ناتوانی چاہئے ۔ رنگ چہرہ زعفرانی چاہئے
جسم لاغر چشم تر لبہائے خشک ۔ دردِ دل سوزِ نہانی چاہئے
داغ سینے کے ہوں رشکِ آفتاب ۔ آہ کا دود آسمانی چاہئے

تشنۂ جام شہادت کے لئے
خنجر قاتل کا پانی چاہیے

رنگ اشکوں کا وہاں جمتا ہے کب
دیدۂ تر خوں فشانی چاہیے

یار کے در تک رسائی کیلئے
کچھ اسکی مہربانی چاہیے

رہنے دو ہر قد شہید ناز کا
مرمٹو کی کچھ نشانی چاہیے

خنجر قاتل کی مدحت کیلئے
طبع شاعر میں روانی چاہیے

تیرے پیکاں کی خلش دل میں رہے
کچھ تو لطف زندگانی چاہیے

پیش کر کے دل کو اسکے سامنے
اپنی قسمت آزمانی چاہیے

اسکے توصیف دہن کیواسطے
عاصیا کچھ غیب دانی چاہیے

جلوہ گر عالم میں جب حضرت کی صورت ہوگئی
دیکھ کر ساری خدائی محو حیرت ہوگئی

رنج و غم درد و الم کی کچھ نہیں پروا مجھے
جب لیا نام محمد دل کو فرحت ہوگئی

روضۂ اقدس ہے یوں چشم تصور میں مرے
بند جب آنکھیں ہوئیں حاصل زیارت ہوگئی

دل میں جب تک تھے نہ تھی عالم کو کچھ اسکی خبر
میری آنکھوں میں جب آئے انکی شہرت ہوگئی

روضۂ سرکار کی جب ملگئی ٹھنڈی ہوا
غنچۂ دل کھل گیا حاصل مسرت ہوگئی

بعد مردن یاد جب دشتِ مدینہ آگیا
گلشنِ فردوس میں بھی مجھ کو وحشت ہوگئی

رازِ الفت یہہ چھپاتا ہے عیاں کرتے ہیں وہ
دل سے آنکھوں کو الٰہی کیوں عداوت ہوگئی

مست رہتے ہیں شرابِ عشق سے ہم روز و شب
ہاتھ پر پیرِ مغاں کے جب سے بیعت ہوگئی

دیکھتے ہی دیکھتے جاتا رہا عہدِ شباب
نو بہارِ زندگی پھولوں کی رنگت ہوگئی

پھول دامن میں لئے آتے ہیں اب وہ ناز سے
کشتۂ حسرت کی جب برباد تربت ہوگئی

گرمیٔ محشر سے عاصیؔ ہوگیا بےچین جب
ابر بنکر سایہ افگن اس کی رحمت ہوگئی

خدا جو گوہر ہمیں بناتا فدائے دندانِ یار ہوتے
اگر وہ لعلِ یمن بناتا لبوں پہ اسکے نثار ہوتے

خدا جو مشک ختن بناتا تو خالِ عارض پہ ہوتے صدقے
اگر وہ عنبر ہمیں بناتا فدائے زلفِ نگار ہوتے

خدا جو پتھر ہمیں بناتا تو ہوتے سنگِ آستاں کا تیرے
اگر وہ مٹی ہمیں بناتا تو تیرے رہ کا غبار ہوتے

خیالِ رخسارِ گلرخاں میں ہمارے یہہ دیدہ ہائے پرخوں

چمن میں ہوتے جو اشک افشاں تو رشکِ ابرِ بہار ہوتے
تمھارے تیرِ نگاہ کا رخ ہم اپنی جانب جو دیکھ لیتے
دلِ حزیں کو نثار کرتے خوشی سے سینہ فگار ہوتے
نکل کے ہم میکدہ سے ساقی ہزار آفت میں مبتلا ہیں
پڑے جو رہتے تیرے ہی در پر تو کیوں شکارِ خمار ہوتے
یہی ہے حسرت یہی تمنا جو بال و پر ہمکو یار ملتے
تو بنکے پروانہ شمعِ رخ پہ ہزار جاں سے نثار ہوتے
ہم اپنے عصیانِ لاتعد پر ہزار افسوس کچھ نہ روئے
جو گرتے آنکھوں سے چار آنسو شفیعِ روزِ شمار ہوتے
یہہ بحرِ الفت تو خوشنما ہے مگر ہیں اسمیں بلا کی موجیں
بڑے مزے سے گذرتی اپنی جو اس سمندر کے پار ہوتے
جو خاکساری میں ہوتے کامل تو دب کے رہتے یہ ہم فلک سے
غبار بنکر ہوا پہ اڑتے فلک کے سر پر سوار ہوتے
تمھارا جلوہ ہمیں دکھاتے نظر سے گر تم نظر ملاتے
ہمارے یہہ دیدہ ہائے حیراں تمھارے آئینہ وار ہوتے
ہوا یہہ اچھا کہ مٹ گئے ہم کہ خودنمائی بری بلا تھی
خدا کا ہوتا نہ فضل عاصی تو ہم خودی کے شکار ہوتے

جو تر ہے تیرے لہو میں میرا جگر ہے یہی
تمھاری چشمِ فسوں ساز سے خدا کی پناہ

شہیدِ تیغِ ادا بسملِ نظر ہے یہی
خراب جس سے ہے عالم وہ فتنہ گر ہے یہی

جو پائمال تمھارے قدم کے نیچے ہے
ہزاروں ناز سے پالا ہوا جگر ہے یہی

خدا کرے کہ لگے آگ دیدۂ تر کو
کہ راز عشق و محبت کا پردہ در ہے یہی

لگاؤں کیوں نہ کلیجہ سے داغ الفت کو
یہی ہے رونق دل زینت جگر ہے یہی

کمال اہل تحیر کمال حیرت ہے
نہ آئے کچھ بھی نظر حاصل نظر ہے یہی

طریق بیخبری اختیار کر اے دل
کہ راہ کوچۂ جاناں کی راہبر ہے یہی

عدم کی منزلیں دشوار ہیں الا ہوشیار
ہزاروں کھٹکے ہیں جس راہ میں سفر ہے یہی

جو یاد زلف سے چھوٹے تو یاد رخ میں پھنسے
الہی شام جدائی کی کیا سحر ہے یہی

غبار راہ مدینہ کی شان کیا کہنا
کہ عاشقوں کیلئے سرمۂ بصر ہے یہی

بیان کیا کرے کوئی تمھاری عظمت کا
تمھیں ہو بعد خدا قصہ مختصر ہے یہی

اٹھا نہ سر کو کبھی آستان حضرت سے
جو بیکسوں کا ہے ملجا و ملاوہ در ہے یہی

زباں پہ نام شفیع الوریٰ ہے عاصیؔ
کہ تیر ہائے بلا کیلئے سپر ہے یہی

حسن جب ظاہر نہ تھا یہ جلوہ آرائی نہ تھی
تیری بزم ناز کی خلعت تماشائی نہ تھی

خلوت وحدت میں تھا تو آپ اپنا آئینہ
تیری ذات کبریائی ایسی ہرجائی نہ تھی

اب ہزاروں دل پھڑکتے ہیں اسیری کیلئے
ایک کو بھی پہلے فکر ناصیہ سائی نہ تھی

سر بسجدہ سیکڑوں مجنوں نظر آتے ہیں اب
اس سے پہلے اک طبیعت تیری شیدائی نہ تھی

کچھ خبر تجھکو نہ تھی اپنے فروغ حسن کی
یوں بھبھوکا تھی نہ شمع ایوان الفت کی نہ تھی

تو جو ساقی بن گیا میخوار دنیا ہو گئی
اسطرح عالم میں پہلے بادہ پیمائی نہ تھی

جسطرح دیکھا ادھر بسمل کیا حیراں کیا
مقتل آرائی بھی تھی انکی نفس آرائی نہ تھی

عالم وحشت نظر آتا تھا سارا باغ دہر — اس گل خوبی کی جب تک جلوہ فرمائی رہی
رو رہے ہیں اسکے غم میں جتنے اب آنکھیں مرے — اے فلک لب پر کبھی اتنی ہنسی آئی نہ تھی
ہو گیا باد خزاں سے گلشن دل پائمال — اس گلستاں میں ابھی پوری بہار آئی نہ تھی

جا کے دیکھا گوشۂ مرقد میں ہنسنے عاصیا
تھا وہاں بھی جمگھٹا حوروں کا تنہائی نہ تھی

ہائے تڑپے نہ کیوں جگر ہی تو ہے — زخمی ناوک نظر ہی تو ہے
صورت مصطفےٰ کا آئینہ — دیدۂ صاحب نظر ہی تو ہے
دل میں رہ رہ کے جو کھٹکتا ہے — آپ کا ناوک نظر ہی تو ہے
دل نہ کیوں مضطرب ہو اسکے بغیر — کہ یہہ ہمسایہ جگر ہی تو ہے
سرد کر دیتی ہے جو دوزخ کو — عاصیوں کی وہ چشم تر ہی تو ہے
جسکو احمد کا میم سمجھے ہیں — یہہ وہ کثرت نظر ہی تو ہے
جو کہ مامن ہے دونوں عالم کا — میرے سرکار کا وہ در ہی تو ہے
یہہ ملائک کو بھی نہیں معلوم — واقف راز حق بشر ہی تو ہے
دیر میں کیا نہیں ہے وہ موجود — یہہ بھی اے زاہد خدا کا گھر ہی تو ہے
یہہ بھی اک دن اتر ہی جائیگا — بار تن اپنا ایک سر ہی تو ہے

چین دنیا میں کیا ملے عاصی
یہہ بھی اک منزل سفر ہی تو ہے

دل لیکے میرا کہتے ہیں کس ناز و ادا سے
تم شاد رہو یا نہ رہو میری بلا سے

وہ دِل ہے مزے دار جسے غم میں خوشی ہو
اُس درد میں لذّت ہے جو بڑھ جائے دوا سے
آئے نہ کبھی ہوش میں دیوانہ ہمارا
کہتے ہیں وہ اپنی نگہہ ہوش رُبا سے
اِس راہ سے گزرا ہے کوئی رشکِ چمن آج
بُو آتی ہے پھولوں کی جو نقشِ کفِ پا سے
مطلب تھا یہی غش سے میرا بزم میں اُٹھے
وہ ہوش میں لائیں مجھے دامن کی ہوا سے
داغِ دلِ سوزاں میں لگی آہ سے آتش
گھر جلنے لگا اپنے ہی دامن کی ہوا سے
بے موت مرے جاتے ہیں عشاق ہزاروں
شرمندہ قضا ہونے لگی تیری ادا سے
ہم رہ گئے منہ دیکھتے وہ لے گئے دل کو
انداز سے شوخی سے کرشمے سے ادا سے
شانِ بشری میں ہے عیاں شانِ الٰہی
حضرت سے جو ملتا ہے وہ ملتا ہے خدا سے
ہو اِک نظرِ رحم ادھر بھی میرے مولا
کب سے کھڑے ہیں شربتِ دیدار کے پیاسے
سایہ تیری دیوار کا سایہ ہے خدا کا

کیا کام غلاموں کو تیرے ظلِّ ہما سے
تکمہ ہے گریباں کا تیری آنکھ کی پتلی
لپٹا ہے میرا تار نظر بندِ قبا سے
مٹی کو ہمارے کہیں برباد نہ کر دے
اتنی ہے تمنا تیرے کوچے کی ہوا سے
قاتل تیرے خنجر کا مزا اب بھی ہے باقی
آواز یہ آتی ہے مزارِ شہدا سے
نادم جو ہوا جرم سے رحمت کو ہوا جوش
عاصی یہ کرم ہو گیا اقرارِ خطا سے

وہ پوچھتے ہیں تجھ سا بھی دنیا میں حسیں ہے
آئینہ یہ کہتا ہے ادھر دیکھو یہیں ہے
دنیا میں جو غیرتِ فردوس بریں ہے
وہ سرورِ کونین کے روضہ کی زمیں ہے
جو ذرّہ ہے طیبہ کا وہ خورشید مبیں ہے
ہر خار مدینے کا گُلِ خلد بریں ہے
ہے رشکِ ہما طائرِ بامِ حرمِ پاک
پروانہ اسی شمع کا جبریل امیں ہے
خوشبو جو پسینہ میں ہے اُس رشکِ چمن کے
واللہ وہ عطرِ گُلِ جنت میں نہیں ہے

اک ایک پہ منقوش ہے جو نام مبارک
ہر پارۂ دل مثل سلیماں کا نگیں ہے

اے صلِّ علےٰ نکہتِ گیسوئے محمدؐ
صدقے ہے جو عنبر تو فدا نافۂ چیں ہے

دیکھو تو عجب لطف ہے یکجا ہیں دونوں
میں دل میں ہوں اسکے وہ میرے دل کا مکیں ہے

اللہ رے تنزیہ دکھائی نہیں دیتا
ہرچند وہ میرے رگِ گردن سے قریں ہے

پہونچا دے مدینہ میں مجھے جلد الٰہی
آرام وہیں ہے مجھے آرام وہیں ہے

اپنے دلِ مضطر کا میں کیا حال بتاؤں
اسطرح ہے سینہ میں کہ سینہ میں نہیں ہے

واعظ یہ سمجھتے ہیں کہ سنتا ہوں نصیحت
ظاہر میں ادھر کان ہیں دل اور کہیں ہے

فرقت میں نظر آنے لگے موت کے آثار
جو دم ہے ہمارا وہ دمِ بازپسیں ہے

اللہ رکھے شافعِ محشر کا سہارا
وہ حشر میں عاصی کو بچا لینگے یقیں ہے

جو آنکھیں لڑ گئیں پیرِ مغاں سے
ہوا فارغ میں فکرِ دو جہاں سے

یہہ حالت ہو گئی ضبط فغاں سے
جگر تک آگ پہونچی ہے زباں سے

جو رکھتے ہیں تیری تصویر دل میں
انہیں کیا خوف تیرے پاسباں سے

بنے رشک گلستاں جیب و دامن
گرے آنسو جو چشم خوں فشاں سے

گئے تھے محفل جاناں میں خوش خوش
جگر تھامے ہوئے آئے وہاں سے

یہہ کسکو دیکھکر وہ منفعل ہیں
ذرا پوچھو تو حوران جناں سے

بلائے ہجر میں پھنس جائیں گر خضر
بہت گھبرائیں عمر جاوداں سے

نظر ملتے ہی اُس سے دل پہ گویا
گری بجلی تڑپ کر آسماں سے

معطر ہے دماغ حور و غلماں
شمیم گیسوے عنبر فشاں سے

تعلّی شمع نے کی تیرے آگے
تو خود جلنے لگی اپنی زباں سے

ذرا بسمل کو اپنے مڑکے دیکھو
تغافل ایک دم کے مہماں سے

چمن میں شعلہ زن ہے آتش گل
نکل کر دیکھ بلبل آشیاں سے

تمھارے لعل لب ہیں کیا ہیں اعجاز
ذرا پوچھو کسی معجز بیاں سے

گئے ہوش و حواس و تاب و طاقت
اکیلا میں چلا ہوں کارواں سے

یہہ کسکا آستانہ ہے کہ قدسی
جبیں ملتے ہیں سنگ آستاں سے

نہ پوچھو ہوگا کیا مشتاق کا حال
حجاب اُٹھ جائیگا جب درمیاں سے

در حضرت پہ موت آئے الٰہی
نہ لیجائیں یہ حسرت ہم جہاں سے

پس مردن ہماری خاک یارب
نہ کرنا دور اسکے آستاں سے

بچا لینگے وہ عاصی کو دم حشر
توقع ہے شفیع عاصیاں سے

دعائے سحر سے اثر ہو گئی
خدا جانے کس کی نظر ہو گئی

وہ اپنے ہی سے بیخبر ہو گیا
جسے یار تیری خبر ہو گئی

جلایا ترے پرتوِ حسن نے
مری آہ بے بال و پر ہو گئی

جو زلفیں رخِ صفا سے ہٹ گئیں
اٹھا پردہ وہ شب سحر ہو گئی

ہر اک سمت بجلی گرانے لگی
بہت شوخ اُنکی نظر ہو گئی

عدم کا بھی رستہ نہ سیدھا رہا
لچکنے پہ نازک کمر ہو گئی

جہنم کا بھی ہو گیا گُل چراغ
کبھی آنکھ اپنی جو تر ہو گئی

تلاشِ درِ یار میں عاصیا
میری بیخودی راہبر ہی ہو گئی

اگر کعبہ مسجودِ اہلِ جہاں ہے
تو مسجودِ کعبہ ترا آستاں ہے

مہِ نو پہ نازاں فقط آسماں ہے
فدا تیرے ابرو پہ ہر دو جہاں ہے

تیرے قدِ بالا سے ہو کیا شانِ طوبیٰ
کہ وہ پایہ گل ہے یہ سروِ رواں ہے

یہاں اہلِ عرفاں کی بھی عقل ہے گم
عجب رازِ سربستہ تیرا دہاں ہے

نہیں عارضِ پاک پر زلف پیچاں
وہ ہے شمعِ روشن یہ اسکا دھواں ہے

شبِ عمر آخر ہوئی سنتے سنتے
تیرے زلف کی بھی عجب داستاں ہے

یہ عارض پہ تیرے ہی خطِ معنبر
کہ سنبل کا اطراف گل سائباں ہے

ہے تو رب کا معشوق عاشق ہے مومن
جو دونوں میں ہے فرق شے یہ عیاں ہے

قدم اُٹھ نہیں سکتے سوئے مدینہ
کہ سر پر گناہوں کا بار گراں ہے

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
وظیفہ میرے دل کا یہ ہر زماں ہے

خدارا ابلا لو مدینہ میں حضرت
غم ہجر سے لب پہ جب ہیں جاں ہے

میری خاک ہو جائے خاک مدینہ
تمنا ہی اے کن یکساں ہے

نہ گھبرا گناہوں سے تو اپنے عاصی
کہ آقا ترا شافع عاصیاں ہے

آفت دل آفت جاں لیجیے
ہم خیال چشم فتاں لیجیے

کیا تیری محفل سے جاناں لیجیے
چشم گریاں سے بیاباں لیجیے

داغ ہائے غم سے دل ہو لالہ زار
لائے تھے اک گل گلستاں لیجیے

شام فرقت سر پہ لائیگی بلا
یاد زلف عنبر افشاں لیجیے

درد دل درد جگر آہ و فغاں
ساتھ اپنے ہم یہ ساماں لیجیے

لائے تھے امید وصل دائمی
ہائے قسمت داغ ہجراں لیجیے

وصل ہوتے ہی ملا داغ فراق
ہائے دل کے دل میں ارماں لیجیے

یاد مژگاں کی خلش دیگی مزا
ہم چھپا کر دل میں پیکاں لیجیے

شام فرقت دیگی لطف صبح وصل
دل میں یاد روئے جاناں لیجیے

چشم تر کی آبرو کچھ رہ گئی
موتیوں سے بھر کے داماں لیجیے

شافع محشر کے بل پر عاصیا
ہم جہاں سے بار عصیاں لیجیے

جو مدینے کے چمن کا خار ہے
عاشقوں کا طرۂ دستار ہے

رشک جنت کوچۂ دلدار ہے
ابر رحمت سایۂ دیوار ہے

جو نسیں رکھتا ہے کچھ حسن طبیع
وہ نمک پروردۂ سرکار ہے

کفر دیں کہتے ہیں جسکو اہل ذوق
ظل زلف و عکس روئے یار ہے

دھوم ہے عالم میں تیرے حسن کی
جسکو دیکھا طالب دیدار ہے

تیرا کشتہ کب ہے محتاج کفن
چشم پر ہر زخم دامن دار ہے

خفتگان خاک بھی بے چین ہیں
دیکھتا کیا شوخی رفتار ہے

بستر اپنا خاک کوئے دلربا
تکیہ سنگ آستان یار ہے

باغ طیبہ کی فضا کیا پوچھنا
ہر کلی غیرت دہ گلزار ہے

گلشن فردوس ہے روئے حضور
میری آنکھوں میں بہ رنگ خار ہے

عاصیا جو مانگنا ہو مانگ لے
تیرے آقا کی بڑی سرکار ہے

جو دلکو عشق رسالت مآب ہو جائے
ہر ایک داغ جگر آفتاب ہو جائے

چمن میں یار اگر بے نقاب ہو جائے
ہر ایک پھول گل آفتاب ہو جائے

ہوائے عشق سے آتش بھڑک اٹھی ایسی
کہ دل کی طرح جگر بھی کباب ہو جائے

جمال یار کا پرتو پڑے جو ذرہ پر
چمکتے چمکتے ہر اک آفتاب ہو جائے

بنے جو تار رگ گل جواب ہو سکے
یہ جسم زار جواب حباب ہو جائے

جو لب پہ نام علی آئے بادہ خواروں کے
تو شیشوں میں مے کوثر شراب ہو جائے

جو آئے عالم وحدت میں یاد کثرت کی
تو مجھکو میری ہی ہستی حجاب ہو جائے

رہے نہ پرسش اعمال کا وہاں جھگڑا
خدا کرے یہیں اپنا حساب ہو جائے

بلا لیں جلد مدینہ میں ہے یہ ڈر سرکار
کہیں کفن میں نہ مٹی خراب ہو جائے

کبھی نہ کھا سکے مٹی کفن کو عاصی کے
گر آئے لطف نشہ بوتراب ہو جائے

گر وہ پنہاں ہے تو پھر خلق میں پیدا کیا ہے — گر ہے پیدا تو من و تو کا یہہ جھگڑا کیا ہے

نقشہ روئے محمدؐ میں ہے شانِ واحد — نام احمدؐ میں احد ہے یہہ معمّا کیا ہے

دل ہے خلوت کہ خاص آپکا اے جانِ جہاں — بے حجابانہ چلے آئی پردہ کیا ہے

دولتِ عشقِ محمدؐ بھی عجب دولت ہے — یہہ جو ہات آئے تو پھر دولتِ دنیا کیا ہے

عارضِ پاک پہ گیسوئے معنبر دیکھو — صبح اور شام ہیں یکجا یہہ تماشا کیا ہے

پیشِ نخلِ قدِ رعنائے رسولِ عربی — سرو کیا چیز ہے اور قامتِ طوبا کیا ہے

عکس سے اُنکے کفِ پا کے ہیں دونوں روشن — ورنہ اے چرخ مہ و مہر میں رکھا کیا ہے

یہہ کہا اسنے کہ نعلینِ محمدؐ ہوں نصیب — حق نے جب عرش سے پوچھا کہ تمنّا کیا ہے

دشتِ یثرب کا ہر اک ذرہ یہہ کہتا ہے کلیم — سامنے میرے ضیائے یدِ بیضا کیا ہے

ہجر میں آتی ہے ہونٹوں پہ میری جانِ حزیں — اب بلانے میں توقف میرے آقا کیا ہے

گر بلاتے نہیں مجھکو تو پھر اے رشکِ مسیح — دردِ فرقت کا بتادو کہ مداوا کیا ہے

عاصیوں کو نہ ڈرا نارِ سقر سے زاہد — یہہ غلامانِ نبی ہیں اِنہیں پروا کیا ہے

جمع کر نیک عمل عمرِ دو روزہ پہ نہ بھول — جو کہ فانی ہو ولا اُسکا بھروسا کیا ہے

لوگ کہتے ہیں کہ کثرت سے ہیں عاصی کے گناہ
تم سلامت رہو آقا اُسے پروا کیا ہے

ہجر میں باقی ہے اب جانِ حزیں تھوڑی سی
ہاں کرم کی نظر اے خسروِ دیں تھوڑی سی
یا رسولِ عربی بات میری بن جائے
ہو عنایت جو دمِ بازپسیں تھوڑی سی

خواب میں بھی نہ کبھی آئے خیال فردوس
گر مدینے میں ملے مجھکو زمیں تھوڑی سی

عمر بھر نام بھی میں نعمت دُنیا کا نہ لوں
بے غل و غش جو ملے نان جویں تھوڑی سی

خاک نعلین مبارک ہو بھلا کس کو نصیب
آنکھ میں رکھتا ہے ہاں عرش بریں تھوڑی سی

توبہ کرنی ہے گنا ہوں سے تو کر لے عاصی
ورنہ فرصت ہے دم بازپسیں تھوڑی سی

در محبوب سے افسوس فرقت ہونیوالی ہے
الٰہی خیر ہو نازل مصیبت ہونیوالی ہے

نہ کیوں خوش ہوں کہ جاں اب تن سے رخصت ہونیوالی ہے
تیرے بیمار غم کو آج صحت ہونیوالی ہے

نہیں بیوجہ جاتے ہیں سوئے گور غریباں وہ
کسی ناشاد کی برباد تربت ہونیوالی ہے

وہ کھینچے خنجر بیداد بیٹھے ہیں خفا ہو کر
کسی حسرت بھرے دل کی شہادت ہونیوالی ہے

خرام ناز سے آتے ہیں وہ میدان محشر میں
قیامت میں بھی اک برپا قیامت ہونیوالی ہے

تری سادہ مزاجی پر دیا تھا ہم نے دل ظالم

یہہ کیا معلوم تھا ایسی طبیعت ہونیوالی ہے
کہ ہو مایوس وصل روضۂ اقدس سے تو عاصی
تجھے اکبار پھر حاصل یہہ دولت ہونیوالی ہے

محمد مصطفیٰ جب شافع روز جزا ٹھیرے
تو پھر ممکن نہیں عاصی سزاوار سزا ٹھیرے

صعود اوس دن نبی آرہا تھی عرش پیہم
قریب پردۂ وحدت جو محبوب خدا ٹھیرے

گدا چھوڑینگے کب اے رحمت اللعالمیں دامن
کہ حاجت مند وہ اور آپ ہی مختار جنت کے

پھر اے جانب یہہ کہہ دینا صبا جا کر مدینہ میں
دکھن میں کب تلک اے آقا تمہارا مبتلا ٹھیرے

تمہارا تیر نظر گر پار ہو دیکھے تو کیا حاصل
تڑپنے کا مزا جب ہے کہ سینہ میں ذرا ٹھیرے

وہ آخر کیا ہے اپنے وعدہ منہ دکھانیکا
کوئی کہدے میری جانسے کہ اکدم نہ ذرا ٹھیرے

تیرے کشتوں نے رکھی داد خواہی روز محشر پر
مزا آئے اسی دن بھی تجھی پر فیصلہ ٹھیرے

ولا آنکھوں نے چھپ کر انسے ہو دیدار کا طالب
جہاں مجمع ہو غیروں کا وہاں اسکی بلا ٹھیرے

بہر صورت ملے عاصی کو دامن تیری رحمت کا
قیامت میں خداوندا کچھ ایسا فیصلہ ٹھیرے

زیبا ہے کبر تجھکو او آسمان والے
زیر زمیں ہیں سارے نام و نشان والے

گر ہوں زمین والے یا آسمان والے
محتاج ہیں تیرے ہی دونوں جہان والے

تیری ثنا ہو کیونکر تیری صفت ہو کیسی
ہیں گنگ اس جگہہ پر ساری زبان والے

ہر رنگ میں عیاں ہے تو ہر میں نہاں ہے
ہر جا نیز امکاں ہے او لامکان والے

ساتوں فلک ہیں تیرے ساتوں زمین تیرے
تو عرش کا ہے مالک اللہ رے شان والے

تیری ادا کے قرباں تیری حیا کے صدقے
ہاں اک نظر ادھر بھی او آن بان والے

دربار میں ہر اک کو لاتے کشاں کشاں ہیں
سرہنگ ہیں تمھارے یہ سب اذان والے

مٹی کے مورتوں کو لازم ہے خاکساری
گرتے ہیں مثل شبنم اونچی اڑان والے

ظاہر یہ واعظوں کے جائے نہ کوئی ہرگز
رکھتے ہیں پھیکا پکوان اونچی دکان والے

عاصی بروز محشر حق بخشدیگا کہہ کر
میرے حبیب کے ہیں یہ آستان والے

قطعہ

طوبیٰ کا ذکر قامت والا کے سامنے
عزت ہے کیا غلام کی آقا کے سامنے

یوں آسماں ہے گنبد والا کے سامنے
جیسے زمیں ہے عرش معلا کے سامنے

جام شراب عشق محمد سے مست ہوں
یوسف کا تذکرہ ہو زلیخا کے سامنے

یوسف کجا و حسن رخ مصطفےٰ کجا
قطرہ کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

درد فراق کی نہ ملے کیوں دوا مجھے
بیمار آگیا ہے مسیحا کے سامنے

جب تک رہوں جہان میں عزت سے رکھ مجھے
یارب نہ شرمسار ہوں اعدا کے سامنے

وقت اخیر آئے تو اے خالق کریم
دم نکلے میرا روضۂ مولا کے سامنے

مرقد میں پاؤں دولت دیدار مصطفےٰ
تا حشر میں رہوں شہ والا کے سامنے

عاصی کو پیش کرکے فرشتے ہوئے خجل
اس غافر ذنوب و خطایا کے سامنے

خود عیاں قرآن سے یہ بات ہے
ذات حضرت عین نور ذات ہے

کیجئے ورد زباں حضرت کا نام
دو جہاں میں دافع آفات ہے

مصحف ناطق ہے روئے مصطفےٰ
خال عارض روکش آیات ہے

گفتگو انکے دہن میں کیا کریں
بات یہ کب لایق اثبات ہے

ہمسری انکی کف پا کیا کریں ... مہر و مہ کی کیا بھلا اوقات ہے
کیوں نہ طیبہ کی زمیں ہو پر فضا ... بارش رحمت وہاں دن رات ہے
ہجر میں کٹتی ہے اپنی زندگی ... رات سے دن دن سے بدتر رات ہے
عدل کا وعدہ ہے ہر امت کیساتھ ... فضل کا وعدہ ہمارے ساتھ ہے
کیوں کوئی جائے یہاں سے نامراد ... در تمہارا قبلۂ حاجات ہے
رحمۃ للعالمیں محشر کے روز ... عاصیوں کی شرم تیرے ہاتھ ہے

تیرے دریائے کرم کے سامنے
بخشش عاصی بھی کوئی بات ہے

آفت دل آفت جاں اور ہے ... عاشقوں کے گھر کا مہماں اور ہے
ہم نہیں ہیں کشتہ رنگ صبیح ... اپنا یوسف پیر کنعاں اور ہے
لال ہے گو رنگ مہندی کا مگر ... جان من خون شہیداں اور ہے
اشک گرم آنکھوں سے میرے ہیں رواں ... برق سے کہدو یہ باراں اور ہے
صورت مصحف کو کیا دیکھا کریں ... اپنا قرآں اپنا ایماں اور ہے
ساتھ جسکے ہو جگر بھی چاک چاک ... بندہ پرور وہ گریباں اور ہے
ہو مبارک تمکو خضر آب حیات ... عاشقوں کا آب حیواں اور ہے
خاک صحرا چھانے وہ کیوں مثل قیس ... تیرے مجنوں کا بیاباں اور ہے
لکھتے ہیں ناحق کراماً کاتبیں ... میرے اسکے عہد و پیماں اور ہے
کیا مجھے موج حوادث سے خطر ... میری کشتی کا نگہباں اور ہے
میں فقط ہوں پیرو طرز سخن ... اس زمیں کا مرد میداں اور ہے

جوشِ رحمت کو ہے عاصی کی تلاش
زاہد و یہہ لطفِ عصیاں اور ہے

مژہ کی نوک پر لختِ جگر ہے
یہی نخلِ محبت کا ثمر ہے

کہاں تک یہہ خود آرائی کہاں تک
کسی کے حال کی بھی کچھ خبر ہے

اٹھایا ہے جو تیرے عشق کا بار
ہمارا دل ہمارا ہی جگر ہے

رخِ روشن پہ زلفیں کھل گئی ہیں
بغل میں شام کی نورِ سحر ہے

میرے آہو سے شرماتی ہے بجلی
خجل انکھو سے میری ابرِ تر ہے

ہزاروں جان سے جاتے ہیں عاشق
تیرے کوچہ کی منزل پر خطر ہے

چلے آؤگے تم خود دیکھ لینا
کسی کی آہ میں بھی کچھ اثر ہے

کریں قربان تیغِ ابروئے یار
یہی اچھا علاج دردِ سر ہے

تڑپتے لوٹتے کب تک رہیں ہم
شبِ ہجراں کی بھی یارب سحر ہے

نہ طاعت ہے نہ تقوی ہے الٰہی
فقط تیری ہی رحمت پر نظر ہے

رسول اللہ ہیں شافع تو عاصی
نہیں غم کثرتِ عصیاں اگر ہے

جو دستِ جنوں بر سرِ کار ہے
ہوا میں گریباں کا ہر تار ہے

جو سارے حسینوں کا سردار ہے
مرا یار ہے وہ مرا یار ہے

میں ابروئے خوش خم پہ اسکے فدا
یہہ کتنی حسیں بانکی تلوار ہے

وہ منت کشِ لطفِ عیسیٰ نہیں
جو عشقِ محمد کا بیمار ہے

ہے سودائے عشقِ محمد عجیب
کہ سو جان سے ہر اک خریدار ہے

یہہ ہے گرمی حسن کا کسکے شور
کہ یوسف کا بھی سرد بازار ہے

مقام تحیر ہے بزم حبیب
کہ ہر اک یہاں نقش دیوار ہے

وہ قید غم دو جہاں سے چھٹا
جو زلفوں کا تیرے گرفتار ہے

تیرے یاد مژگاں نہیں ای رشک گل
مجھے فرش گل بستر خار ہے

سلامت رہے ہجر میں درد دل
یہی ایک پہلو میں غمخوار ہے

وہی عاشقوں میں ہوا سر بلند
کہ معراج جسکی سر دار ہے

یہہ پوچھیگی محشر میں رحمت تری
کوئی اور باقی گنہگار ہے

رہیگا نہ محروم عاصی کبھی
بڑی اسکی آقا کی سرکار ہے

ستارے نہیں یہہ شب تار کے
شرارے ہیں آہ شرربار کے

مبارک ہو اوروں کو باغ بہشت
فقط ہم تو طالب ہیں دیدار کے

جنہیں کہتے ہیں ماہتاب آفتاب
وہ پروانے ہیں شمع رخسار کے

نہیں وقت آخر کا عاصی کو غم
کہ لپٹا ہے دامن سے سرکار کے

عشق میں اول فنا درکار ہے
دل سے ترک ماسوا درکار ہے

سینۂ پر داغ کو لازم ہے آہ
غنچۂ گل کو صبا درکار ہے

چھوڑیئے بیمار غم کو اے مسیح
آپ کی کسکو دوا درکار ہے

جائے دلسے زُلف کا کیونکر خیال
عاشقوں کو تو بلا درکار ہے

مُلئے ہاتو نہیں کسی عاشق کا دل
گر تمہیں رنگِ حنا درکار ہے

خلد سے بہتر ہے ہمکو کوئے یار
کسکو جنت کی فضا درکار ہے

بزم کثرت ہے مضر درویش کو
مردِ حق کو انزوا درکار ہے

سایۂ دیوار میں تیرے جو ہے
اسکو کب بالِ ہما درکار ہے

طالبوں کو مردِ کامل چاہئے
بزمِ آتش کو ہوا درکار ہے

کس طرح عاصیؔ جُدا ہو آپ سے
خوب رُو کو مبتلا درکار ہے

لاکھہ سچا ہو اکرے کوئی
ہم سے وعدہ وفا کرے کوئی

سر بھی حاضر ہے تیز خنجر بھی
حقِ اُلفت ادا کرے کوئی

بندہی جب درِ اجابت ہو
کسلئے پھر دُعا کرے کوئی

سو طریقے ہیں دل لگی کے مگر
وحشتِ دلکو کیا کرے کوئی

جب توقع ہی وصل کی نرہی
مرنہ جائے تو کیا کرے کوئی

چھین لے اک نظر میں جو دلکو
ایسے ظالم کا کیا کرے کوئی

اسپہ مچلے ہوئے وہ بیٹھے ہیں
کیوں میرے دلمیں جا کرے کوئی

جب ملے دلکو درد کی لذّت
کسلئے پھر دوا کرے کوئی

سب مدینہ کو جاتے ہیں عاصیؔ
تیری قسمت کو کیا کرے کوئی

مہ جبیں رُخ مہر انور چاندنی بھی دھوپ بھی

ایک ہی کے دو نوں مظہر چاندنی بھی دھوپ بھی
مہر بھی ظاہر ہے اُس مہ کی نگاہِ قہر سے
ایکساں گرتی ہے ہم پر چاندنی بھی دھوپ بھی
داغ فرقت ہے جگر میں دل میں یاد ماہرو
ہے عیاں سینہ کے اندر چاندنی بھی دھوپ بھی
کیا صباحت نے ملاحت میں دکھایا اپنا رنگ
ایک جا اللہ اکبر چاندنی بھی دھوپ بھی
ایک عارض آفتاب اور ایک عارض ماہتاب
دونوں جلوے ہیں برابر چاندنی بھی دھوپ بھی
ساغر مئی میں ہے عکسِ عارضِ رشکِ قمر
دیکھنے کا ہے یہہ منظر چاندنی بھی دھوپ بھی
اک طرف ایک ماہ رو ہے اک طرف اک مہروش
رہتی ہے بالائے بستر چاندنی بھی دھوپ بھی
رنج کی پروا ہے عاصیؔ کو نہ راحت کا خیال
اسکو ہیں دونوں برابر چاندنی بھی دھوپ بھی

بو جو حضرت کی پیرہن میں ہے
لب وہ نسریں و نسترن میں ہے
گل روئے رسول کو دیکھو
بلبلو لطف کیا چمن میں ہے
جان طیبہ میں سیر کرتی ہے
قالب اپنا فقط دکن میں ہے
زلف حضرت کو کس سے دوں تشبیہ
مشک ایسا کہاں ختن میں ہے

وصف لب میں ہے کیا سخن شیریں
قند گویا میرے دہن میں ہے

کررہا ہے ثنائے چہرہ پاک
یا کہ واصف تیرا چمن میں ہے

ایک مدت ہوی کہ دل میرا
اُنکے گیسوئے پرشکن میں ہے

چل مدینے کو جلد عاصیؔ تو
کیوں اسیرِ بلادِ دکن میں ہے

جاناں کمالِ ضعف سے میرا یہ حال ہے
اب ناز بھی تمھارے اٹھانا محال ہے

بوٹا سا قد ہے اور قیامت کی چال ہے
محشر بھی ٹھوکروں سے تیرے پائمال ہے

پردہ میں جلوہ دیکھ کے غش ہوتو کیا کمال
بے پردہ مِل کے ہوش میں رہنا کمال ہے

انجام وصل ہجر ہے انجام ہجر وصل
کہتا ہے کون ہجر سے بہتر وصال ہے

اک خاکسار تمپہ فدا ہو گیا تو کیا
کیوں دیکھے آئینہ میں یہ گرد ملال ہے

انکی قبا کا وصف کوئی کیا بیاں کرے
دامن ہے آسماں تو گریباں ہلال ہے

جاکر جو پھر نہ پہلو میں آئے وہ دل میرا
اگر نہ جائے دل سے وہ تیرا خیال ہے

جینا ہمیشہ تمکو مبارک رہے خضر
وہ ونکی زندگی بھی ہیں تو وبال ہے

دیکھا نہ زیر چرخ کبھی اسکو سرفراز
جو صاحب کمال ہے وہ پائمال ہے

ہوتا نہیں رہا کبھی اسکا پھنسا ہوا
ہر دام سے بڑھا ہوا الفت کا جال ہے

عاصیؔ گناہ بڑھ گئے اب ہے امید خیر
کہتے ہیں ہر کمال کو آخر زوال ہے

تمھارے ہیں جلوے عیاں کیسے کیسے
ہر اک کے ہیں تیر گماں کیسے کیسے

نہ پایا نشاں ایک نے بھی تمھارا
اگرچہ ہوئے بے نشاں کیسے کیسے

تیرے یاد رخسار گلگوں میں اے گل — گئے سوئے باغ جناں کیسے کیسے
زمیں بوس ہیں تیرے شاہانِ عالم — جھکائے ہیں سر آسماں کیسے کیسے
مِلا کچھ نہ مضمون تیرے دہن کا — رہے فکر میں نکتہ داں کیسے کیسے
پریشاں نہ کر اے صبا زلف جاناں — اسیر اسمیں ہیں ناتواں کیسے کیسے
ہے مشکل بہت قرب خالق کی منزل — لٹے راہ میں کارواں کیسے کیسے
خدا جانے باطن کا احوال کیا ہے — لحد پر تو ہیں سائباں کیسے کیسے
بیاں کس سے ہو مدح محبوب داور — کہ ہیں گنگ اہل زباں کیسے کیسے
ہوی کشتیٔ کفر غارت ہی آخر — چڑھائے نئے گو بادباں کیسے کیسے

کرو قصد عاصی مدینے کا تم بھی
چلے جاتے ہیں کارواں کیسے کیسے

یاد گر ہم کو تم ذرا کرتے — ہم بھی کچھ عرض مدعا کرتے
سر ہی کرتے جدا مرے تن سے — حق الفت تو کچھ ادا کرتے
تیغ ابرو سے کام تم لیتے — اپنے کوچہ کو کربلا کرتے
حسن کی گر زکواۃ دیتی تھی — کاش ہمسے ہی ابتدا کرتے
زلف کے گر کرشمے دکھلاتے — روز نازِل نئی بلا کرتے
آپ حاجت روا ہیں حاجتمند — میری حاجت بھی کچھ روا کرتے
کاش ہوتے سگ درِ عالی — آپ کے سامنے رہا کرتے
کیوں کسی در کے جبہہ سا ہوتے — کیوں کسی سے ہم التجا کرتے
اپنی تقدیر سے ہے ہم کو گلہ — ظلم کا اسکے کیوں گلا کرتے

آخر اک دن انہیں بھی مرنا ہے — خضر کی عمر لے کے کیا کرتے
لطف آتا ہے درد میں جنکو — ایسے بیمار کیوں دوا کرتے

اچھے ہوتے جو بخت عاصی کے
یاد یثرب میں مصطفیٰ کرتے

من زار و ناتوانم فریاد رس الہی — بر لب رسیدہ جانم فریاد رس الہی
تو ساتر العیوبی تو غافر الذنوبی — تو مالک القلوبی فریاد رس الہی
از مکر نفس شیطاں کردم ہزار عصیاں — اکنوں شدم پشیماں فریاد رس الہی
سلطان لایزالی خلاق ذو الجلالی — معبود بے مثالی فریاد رس الہی
ہنگام فرقت جاں گردد دلم پریشاں — کن نزع بر من آساں فریاد رس الہی
از درد بیقرارم رحمے بحال زارم — کس نیست جز تو یارم فریاد رس الہی
درد مرا دوا کن عصیاں ز من جدا کن — عشق نبی عطا کن فریاد رس الہی
دیدار شاہ شاہاں یارب بلطف و احساں — مارا نصیب گرداں فریاد رس الہی
یارب بوقت آخر توبہ شود میسر — بہر رسول اطہر فریاد رس الہی
بار گناہ بسر آیم ذلیل و ابتر — رسوا مکن بمحشر فریاد رس الہی
عقلم ز راہ گشتہ رویم سیاہ گشتہ — کارم تباہ گشتہ فریاد رس الہی
از نقد بذل و احساں خالیست جیب و داماں — شد عمر من بعصیاں فریاد رس الہی

عاصی امیدوار دو در راہ دین احمد
پایم نہ لغزش آرد فریاد رس الہی

اگر بے یاد جاناں زندہ باشی — پس از مردن بسے شرمندہ باشی

تو بر اوج سپهر حسن و خوبی ‌‌‌ بسان مهر و مه تابنده باشی
تو جان عاشقان بیدلانی ‌‌‌ بدلداری الهی زنده باشی
گرفتی ملک دلهائے دو عالم ‌‌‌ سر پر حسن را زیبنده باشی
تو در بحر دل ما آشنایان ‌‌‌ بجائے گوهر ارزنده باشی

ندارد گرچه عاصی جز گنه هیچ
تو او را از کرم بخشنده باشی

اے مظهر قدرت خدائی ‌‌‌ ظاهر ز تو شان کبریائی
تو اصل وجود کائناتی ‌‌‌ در شکل بشر تو مصطفائی
حق ساخته است صورت تو ‌‌‌ آئینهٔ صاف خودنمائی
در روئے جهان مثال چشمی ‌‌‌ در چشم زمانه روشنائی
ما را نه توان وصل باشد ‌‌‌ داریم نه طاقت جدائی
ما بے تو بلب رسیده جانیم ‌‌‌ فارغ تو ز حال ما چرائی
هر کس برت آورد متاعی ‌‌‌ من بیکسی و شکسته پائی
با آن همه نور ماه گیرد ‌‌‌ از مهر رخ تو روشنائی
تو خسروی و کنند پیشت ‌‌‌ خوبان جهان همه گدائی
من ذره تو آفتاب تابان ‌‌‌ من خاک نشین تو بر سمائی
تو جائے درون جان گرفتی ‌‌‌ جویائے توام که تو کجائی
بے روئے تو زیستن نخواهم ‌‌‌ جان را بفرسیم ار نیائی
پیش تو بصد امید عاصی ‌‌‌ آید پئے قسمت آزمائی

از طوقِ سگاں مدار محروم — آید به امید جبهه سائی
محروم مکن شها ز لطفش — در قبضهٔ قدرتِ خدائی

باری به عنایت و کرم گوئے
عاصی سگِ آستانِ مائی

ماهِ من جلوه نما گشت به شانِ عجبے — گر تحیّر شده هر کس به گمانِ عجبے
گه به هر رنگ عیاں گاه ز هر رنگ نهاں — بے نشاں عجبے هست به شانِ عجبے
همچو عمر از منِ دلداده رواں میگذرد — شهسوار عجبے برق عنانِ عجبے
بس که خونیں کفناں داغ تو بر دلِ فتنند — هست صحرائے عدم لاله ستانِ عجبے
نازنینے به صفِ خاک نشینانِ نیاز — جلوه فرما شده با شوکت و شانِ عجبے
همه دلدادهٔ اویند چه هوشیار چه مست — فتنهٔ عالم و آشوبِ جهانِ عجبے
غنچه و گل همه قربانِ بهارِ حسنش — گلعذار عجبے غنچه دهانِ عجبے
بلبل از وصلِ گل و من ز غمش نعره زناں — او بشور عجبے من به فغانِ عجبے
آسماں پایه گهش من به امیدِ بوسش — او به شانِ عجبے من به گمانِ عجبے

جاں سلامت چه برد از نگهِ نازکسے
خورد عاصی به جگر زخم سنانِ عجبے

مرجعِ کل خدا است پنداری — بعد او مصطفےٰ ست پنداری
هر که گردید آشنائے رسول — حق به او آشنا ست پنداری
نامِ پاکِ محمدِ عربی — دافعِ صد بلا ست پنداری
ذاتِ پاکش برائے عالمیان — رحمتِ کبریا ست پنداری

بہر عشاق او پیام اجل   مژدۂ جاں فزاست پنداری
از دو چشمان شوخ و پرفن او   ہر کجا فتنہ ہاست پنداری
از خرامش بہ عرصۂ محشر   حشر دیگر بپاست پنداری
کویش از کثرت شہیدانش   عرصۂ کربلاست پنداری
جنبش زلف او در آئینہ   مار در آشناست پنداری
ہمہ گل بے وفا و گل رخ من   گل باغ وفاست پنداری
عاصیانیم گرچہ اے زاہد   بخشش از بہر ماست پنداری
ہستی ما بدہر ہمچو حباب   زیر موج فناست پنداری
ہر یکے در جہاں بود فانی   ذات حق را بقاست پنداری
اے زمیں خاک کن نہ نعشم را   کاین امانت تراست پنداری

اے لحد تنگ شو نہ بر عاصی
خادم مصطفےٰ ست پنداری

چو آب نوک پیکاں تازہ کردی   مرا خوں در رگ جاں تازہ کردی
مبارک باد اے دل زیر تیغش   نشان عید قرباں تازہ کردی
ہزاراں آفریں بر ہمتت باد   کہ رسم سرفروشاں تازہ کردی
خراماں آمدی با تیغ عریاں   تمنائے شہیداں تازہ کردی
فزوں باد اثر شور ملاحت   کہ زخم دلفگاراں تازہ کردی
زدے آتش بہ داغ سینہ از سوز   بہار این گلستاں تازہ کردی
نثارم بر تو اے نام مدینہ   ہزاراں در دل ارماں تازہ کردی

شگفتہ باد دائم روئیت اے گل　　خیال روئے جاناں تازہ کردی
ہزاراں چوں زلیخا محوِ حسنت　　تو عہد ماہِ کنعاں تازہ کردی
دلم ممنونِ تیرِ ترکِ چشمت　　کہن زخمش بہ مژگاں تازہ کردی
سرت گردم شبِ تاریک ہجراں　　خیالِ زلف جاناں تازہ کردی
شفیع المذنبیں عاصی فدایت
کہ از آب کرم جاں تازہ کردی

اے دیدۂ زار در چہ فکری　　چوں ابر بہار در چہ فکری
پامال خزانست گلشن دل　　اے جان بہار در چہ فکری
جانم بہ لب و گلو بہ پیشت　　اے خنجر یار در چہ فکری
اے جوش جنون ما کجائی　　جوشید بہار در چہ فکری
برخیز و علاج دردِ سر کن　　اے مست خمار در چہ فکری
دستِ تو کجا و دامن او　　اے مشت غبار در چہ فکری
عاصی تو کجا و مدح زلفش
اندر شب تار در چہ فکری

کشادہ زلف بر رخسار داری　　پریشاں سنبل گلزار داری
ترا پروائے ایں مسکیں چہ باشد　　ہزاراں طالب دیدار داری
ندارد تاب دیدن دیدۂ ما　　عجائب جلوۂ رخسار داری
بگردد گرد تو عالم مگس دار　　لب شیریں شکر گفتار داری
ز مژگاں تیرہائے زہر آلود　　ز ابرو تیغ جوہر دار داری

کشیدی خنجر ناز و نه کشتی
مگر از کشتنِ ما عار داری

نمکداں باخود از شور ملاحت
برائے سینهٔ افگار داری

دهانت غنچهٔ سربستهٔ راز
که در وے صد نهاں اسرار داری

بهار جنت الفردوس اعلی
به زیر سایهٔ دیوار داری

بدور چشم مستِ خویش جاناں
هزاراں بیخود و سرشار داری

دلا افزونیش لذّت ز هدیش
عجائب در درون آزار داری

هزاراں وعده هائے وصلتِ خویش
به زیر خنجر انکار داری

دلا از انجام کار خود خبردار
که قصدِ کوچهٔ دلدار داری

چرا ترسی ز مهرِ حشر عاصی
که ظلّ احمدِ مختار داری

دل بستهٔ گیسوئے آں شوخ طرحدارے
یک بیکس و ناچارے در بند ستمگارے

آغشته به خونِ دل افتاد بدامِ تو
صیاد ترحم کن بر حال گرفتارے

رفتم ز سرِ کویت اے مرهم دلریشاں
با سینهٔ مجروحے با دیدهٔ خونبارے

یاد رخت ایمانم کفرم سر زلف تو
دل دانهٔ تسبیحے جاں رشتهٔ زنارے

از دردِ فراقِ تو جاں بر لب او آمد
شاید نه خبر دارے در حالتِ بیمارے

موقوف بود دیدن بر قوتِ بینائی
هم در پس پرده او هم بر سر بازارے

بینند بهر ذرّه ارباب نظر او را
حسنش نه بود پنهاں از طالبِ بیدارے

در صحن چمن اے دل امید رسائی چیست
صیاد جفا پیشه تو مرغ گرفتارے

تعزیر گناهش ده یا بخش تو عاصی را
در دامنِ تو آمد بے یار و مددگارے

کیوں جوش جنوں ہوگا کیوں جامہ دری ہوگی
عالم ہی جدا ہوگا جب بےخبری ہوگی
آنسو میرے بہتے ہیں ٹکڑوں سے جگر کے یوں
کیا لطف سفر ہوگا جب ہمسفری ہوگی
لڑتے ہی نظر اوس سے دل گم ہوا پہلو سے
حیراں ہوں الٰہی یہہ کیا جادوگری ہوگی
دل جلکے نہ پھر تازہ عشرت سے کبھی ہوگا
یہہ شاخ نہالِ غم اشکوں سے ہری ہوگی
کیوں چلنے لگی باہم پھر شیخ و برہمن میں
اے شوخ تیری اسمیں کچھ فتنہ گری ہوگی
سوزِ غمِ فرقت میں آساں نہیں کچھ رونا
جب شمع بنے دل تب آنکھوں میں تری ہوگی
صحرائے مدینہ میں پہونچادے جنوں مجھکو
نظارہ کے قابل پھر شوریدہ سری ہوگی
یادِ رُخِ گلگوں میں دنیا سے چلا علوی
گلشن کی طرح تربت پھولوں سے بھری ہوگی

ہوی اس شان سے عالم میں انکی جلوہ فرمائی
تماشا محوِ حیرت ہے زخود رفتہ تماشائی
بھلا کیا پوچھنا اُس منہ کی شانِ دلربائی کا

خدائی جس پہ صدقے ہے خدا جس کا ہے شیدائی
فروغ حسن محبوباں تمھاری ذات والا ہے
تمہیں ہو جانِ رعنائی تمہیں ہو جان زیبائی
کوئی اندھا تمھارے جلوۂ خوبی کو کیا دیکھے
اُن آنکھوں سے ذرا پوچھو کہ جو رکھتے ہیں بینائی
دو عالم میں تمھارا ہمسر و ہمتا نہیں کوئی
خدا سے ملتی جلتی ہے تمھاری شانِ یکتائی
نظر میں دل میں سینہ میں جگر میں جان میں تم ہو
تمھاری ذات پردہ میں تمھارا جلوہ ہرجائی
حقیقت کیا وہاں ہے قیصر و دارا سکندر کی
جہاں جبریل بھی کرتے ہیں اکثر ناصیہ سائی
کوئی مجنوں کوئی لیلیٰ کوئی وامق کوئی عذرا
یہ سب ہیں تیرے دیوانے یہ سب ہیں تیرے سودائی
کسی ذی فہم کا کیا فہم اُسکی عقل تک پہونچے
دیا ہو عقل اول کو بھی جس نے درس دانائی
بہت دیکھے ہیں میخانے مگر اے مہروش ساقی
تیری ہی بزم میں آتا ہے لطف بادہ پیمائی
نبوت ہو تو ویسی ہو حکومت ہو تو ایسی ہو
جہاں بیدست و پا سب ہیں وہاں ہے تیری دارائی

کھلا ہے دل کا غنچہ ہے طبیعت باغ باغ اپنی
مدینے کے طرف سے آج جو ٹھنڈی ہوا آئی
پیا ہے جب سے جام عشق شہ بیفکر ہے عاصی
نہ بدنامی کا غم اسکو نہ کچھ پروائے رسوائی

حبیب خدا کو ہے الفت ہماری
ذرا کوئی دیکھے تو قسمت ہماری
کسی کی محبت میں ہیں سر بصحرا
مبارک ہو ہمکو یہہ وحشت ہماری
در اشک آنکھوں میں ہیں داغ دلمیں
خزانہ ہمارا یہہ دولت ہماری
دم نزع پیش نظر تھا جو وہ گل
ہے معمور پھولوں سے تربت ہماری
ادھر بھی ذرا اک نظر یا محمدؐ
کہ ہے قابل رحم حالت ہماری
یہہ صدقہ تمہاری ہی نعلین کا ہے
ملائک جو کرتے ہیں عظمت ہماری
یہہ خاطر تمہاری ہے سرکار ساری
ہے اللہ کو بھی جو چاہت ہماری
سحر یا محمدؐ ہے شب یا محمدؐ
وظیفہ ہمارا عبادت ہماری
ہم اہل خطا کیوں ہوں محشر میں رسوا
ہے رحمت کے دامن میں عزت ہماری
بجز تیری رحمت کے یارب نہیں ہے
کوئی اور بخشش کی صورت ہماری

دکھا دینگے زاہد کو محشر میں عاصی
کہ کوثر ہمارا ہے جنت ہماری

نہ کیوں ہو جہاں میں دہائی تمہاری
خدا ہے تمہارا خدائی تمہاری
ہوے یوں تو ہونیکو لاکھوں پیمبر
کسی نے نہ یہہ شان پائی تمہاری
کرے جسقدر ناز خالق وہ کم ہے
کہ صورت ہی ایسی بنائی تمہاری

گلوں پر تصدق نہ کیوں ہوتے بُلبُل ۔ کہ اُن میں ہے جلوہ نمائی تمہاری
گماں بھی وہاں تک کسی کا نہ پہونچا ۔ ہوئی جس جگہ تک رسائی تمہاری
میرے دل میں جلوہ ہے حضرت تمہارا ۔ میری آنکھ میں روشنائی تمہاری
ہوا غُل کہ رحمت کے مطلوب آئے ۔ جو اُمت سر حشر آئی تمہاری
بہت سہل ہے آشنائی خدا کی ۔ میسر ہو گر آشنائی تمہاری
کمال تصور ہوا دل کو حاصل ۔ تو آنکھوں نے صورت دکھائی تمہاری
خدارا بلالو مجھے پاس اپنے ۔ کہ تڑپا رہی ہے جدائی تمہاری

کسی دن دکھا دیگی تاثیر عاصی
در پاک پر جبہہ سائی تمہاری

تمکین جتنی شوخ نگاہی میں رہ گئی ۔ اتنی ہی دیر دل کی تباہی میں رہ گئی
تم شوخ آنکھ شوخ تمہاری نگاہ شوخ ۔ اب کیا کمی ہماری تباہی میں رہ گئی
منزل ہوئی نہ کوچۂ جاناں میں بعد مرگ ۔ حسرت یہی فقط دل راہی میں رہ گئی
ثابت تھا میرے قتل کا الزام یار پر ۔ لیکن زبان تیغ گواہی میں رہ گئی
برباد میں ہوا نہ کدورت تیری گئی ۔ میری یہ مشت خاک تباہی میں رہ گئی
پھینکی تھی گرچہ ہمنے جگر سے کمند آہ ۔ لیکن لٹک کے عرش الٰہی میں رہ گئی
اُسنے جو مجھکو دیکھ کے آنکھ اپنی پھیر لی ۔ حسرت لپٹ کے تیر نگاہی میں رہ گئی
زاہد بھی دیکھتے ہیں حسینوں کو شوق سے ۔ اب ایک بحث پاک نگاہی میں رہ گئی
خاکی مزاج رہتے ہیں کب گھر میں آپکے ۔ یونس کی آرزو دل ماہی میں رہ گئی
طوفان بحر تیغ سے بیڑا ہوا نہ پار ۔ کشتی اہل کفر تباہی میں رہ گئی

جب نقد جان سے جسم ہو خالی تو یہ سمجھ
مٹی فقط خزانۂ شاہی میں رہ گئی

عاصی کرے جو اشک ندامت ہم اخیر
کچھ آبرو جناب الٰہی میں رہ گئی

نہ کیوں الفت ہو ہم کو رنج و غم سے
کہ انکو ساتھ لائے ہیں عدم سے

خدا جانے مزا کیا دیر میں تھا
جو زاہد آ گیا پھر کر حرم سے

ہوئے ہیں خانماں برباد اس میں
مزا الفت کا پوچھے کوئی ہم سے

انہیں تو انمیں لطف آتا ہے ناصح
وہ کیوں باز آئینگے اپنے ستم سے

ستاتے ہیں مجھے ہر دم یہہ کہہ کہہ
ستمگر ہوتے ہیں مشق ستم سے

نظر آئیگا تم کو سب کچھ اس میں
بغل میں دل ہے بہتر جام جم سے

ہیں انکے روئے انور پر ہوں صدقے
ہوا روشن جہاں جنکے قدم سے

خدا نے لوح کو سو بار چوما
تمہارا نام جب نکلا قلم سے

عرب میں جب ہوئے سرکار پیدا
صدا لبیک کی آئی عجم سے

یہہ ہیں مسند نشین بزم ہستی
خدائی کی ہے رونق انکے دم سے

بہار تازہ خارستاں میں آئی
جہاں گلشن ہوا فیض قدم سے

برے ہیں کام سب عاصی کے یارب
اُسے تو بخشدے اپنے کرم سے

جیسے غنچے ہوں تصدق وہ دہن کسکا ہے
پھول قربان ہوں وہ رنگ سخن کسکا ہے

شوخی بسمل ہے یہہ بے ساختہ پن کسکا ہے
ٹھوکریں کھاتا ہے محشر یہہ چلن کسکا ہے

چادر شوقین حسرت کے ہیں لاکھوں پیوند
بیکسی کہتی ہے یارب یہہ کفن کسکا ہے

دیکھ کر سینہ پہ داغ کو میرے بولے — رنگ چھایا ہے خزاں کا یہہ چمن کسکا ہے
بنکے خورشید درخشاں جو نظر آتا ہے — یہہ نیا داغ جگر چشم مرخ کہن کسکا ہے
ہاتھ میں جام ہے شیشہ میں ساقی ہے قریں — انتظار اب تجھے اے توبہ شکن کسکا ہے
چھوٹ جاتا ہے مسافر سے وطن وقت سفر — جو مسافر کے ہو ہمراہ وہ وطن کسکا ہے
گر نہیں ہے تو بتا لعلِ لبِ رنگین صنم — تجھ میں پھر رنگ بتا لعل یمن کسکا ہے
جسپہ قربان ہے رضواں وہ ہے کسکا روضہ — جسپہ جنت ہے تصدق وہ چمن کسکا ہے
مثل جسکا ہو وہ ذات مقدس کسکی — جسکا سایہ نہو یارب وہ بدن کسکا ہے
یوں تو ہوتے ہوئے اور پیمبر بھی مگر — مرتبہ آپ کا اے شاہِ زمن کسکا ہے

کر سکے خسرو خوبان دو عالم کی ثنا
یہہ زباں کسکی ہے عاصیؔ یہ دہن کسکا ہے

پھولا ہے جو یثرب کا گلستاں میرے آگے — ہے خلد بریں دشت مغیلاں میرے آگے
کہتا ہے مرا دست جنوں جوش جنوں میں — کیا چیز ہے نشتر کا گریباں میرے آگے
میں طالب گلگشت فردوس کا ہوں اللہ و عقوں — حوروں کو نہ لانا کبھی رضواں میرے آگے
خال و خط و رخسار جبیں ریش مبارک — گویا ہے کھلا رحل پہ قرآں میرے آگے
صدقے میں کروں اس لب پاک پہ سو بار — آجائے اگر چشمۂ حیواں میرے آگے
اس شوق میں جاتا ہوں سوئے روضۂ اقدس — دو چار قدم ہیں میرے ارماں میرے آگے
شیرازہ بکھر جاتا ہے جمعیت دل کا — جب کھلتی ہے وہ زلف پریشاں میرے آگے
ہر قطرۂ خوں کہتا ہے آنکھوں سے ٹپک کر — آئے تو ذرا لعل بدخشاں میرے آگے
ہوں مرغ نواسنج گلستانِ محمد — کیا کھولے زباں مرغ خوش الحاں میرے آگے

آنکھوں نے یہ دنبالۂ سرمہ کا بیاں ہے
بل کھا گئی کیا شاخ غزالاں میرے آگے

سر پر ہے میرے سایۂ سلطانِ دو عالم
کچھ چیز نہیں چترِ سلیماں میرے آگے

کہتا ہے ہر اک عارضِ پرنور محمدؐ
ہے چاند خجل مہر پشیماں میرے آگے

کچھ ایسی ترقی پہ ہے وحشت میرے دل کی
گویا ہے مدینے کا بیاباں میرے آگے

داغوں سے خزانے جگر و دل کے ہیں معمور
کچھ مال نہیں گنجِ سلیماں میرے آگے

یاد آیا مجھے ناز سے ہنسنا وہ کسی کا
غنچے جو ہوئے باغ میں خنداں میرے آگے

مذہب ہے میرا عشق ہر اک سے ہے محبت
کافر میرے پیچھے ہیں مسلماں میرے آگے

کیا دل کا میرے حال ہوا آئینہ اثر
عیسیٰ ہیں جو بیٹھے ہوئے حیراں میرے آگے

آتا ہے نظر مطلعِ ابروئے محمدؐ
کھل جاتا ہے جب حسن کا دیواں میرے آگے

ہے روضۂ سرکار مجھے خلد سے بہتر
مذکور نہ کر خلد کا رضواں میرے آگے

شرما کے اڑا دیتا ہوں میں زخم کا دامن
تیغ انکی جب آ جاتی ہے عریاں میرے آگے

غیرت سے نہ کیوں جان دوں اس رشکِ قمر پر
پروانے ہوں جب شمع پہ قرباں میرے آگے

آنکھوں میں ہے جو قلزمِ حسنِ شہ والا
قطرہ سے ہے کم یوسفِ کنعاں میرے آگے

ارمان نکالوں گا میں لپٹا کے گلے سے
شوخی جو کرے خنجرِ براں میرے آگے

اللہ رے ضیا کہتا ہے دل کا میرے ہر داغ
ذرہ سے ہے کم مہرِ درخشاں میرے آگے

پایا ہے مدینے میں مزہ نانِ جویں کا
بے لطف ہیں سب نعمتِ الواں میرے آگے

آ جائے گا جب لب پہ میرے نامِ مبارک
ٹھیرے گا نہ پھر نزع میں شیطاں میرے آگے

اللہ نے دی ہے مجھے وہ جرأت و ہمت
روبہ سے ہے کم شیرِ نیستاں میرے آگے

پابند ہیں جو عقل کے انکا نہیں قائل
جو ایسے ہیں دانا وہ ہے ناداں میرے آگے

آسان ہر اک بات بھی دشوار ہے انکو / دشوار ہر اک کام ہے آسان میرے آگے

بے خوف چلا جائیگا فردوس میں عاصی / ہے راہ نما رحمت یزداں میرے آگے

میں جو اٹھ جاؤں جہاں سے تو جہاں غم میں رہے / عشق تو ایک طرف حسن بھی ماتم میں رہے

چارہ گر زخم ہے دلکا میرے رکھ اسکا خیال / کچھ اثر سوز بڑھانیکا بھی مرہم میں رہے

سب کے دل ہو گئے پامال بلائے دوراں / بچ گئے وہ جو ترے گیسوئے پرخم میں رہے

انکو آیا جو مری موت پہ ماتم کا خیال / بڑھ کے شوخی نے کہا میری بلا غم میں رہے

بیخبر اٹھ گئے بیخبری میں یاں سے / یہہ خبر بھی نہوئی کونسے عالم میں رہے

لطف جب آئیگا زاہد تجھے اترانے کا / جائیں فردوس میں عاصی تو جہنم میں رہے

دونوں گھر کر گئے آباد وہ اپنے غم سے / چشم گریاں میں رہے یا دل خرم میں رہے

جلوۂ حسن نے کچھ ایسا زخود رفتہ کیا / محفل یار میں ہم اور ہی عالم میں رہے

سر ہوا تن سے جدا کب یہ خبر بھی نہوئی / ہم تماشائے رخ قاتل عالم میں رہے

اپنے عصیاں پہ دل زار تو اتنا رونا / اشک باقی نہ کوئی دیدۂ پرنم میں رہے

حشر کو جا چکے مدت ہوئی جانے والے / مست ہم روضۂ سلطان دو عالم میں رہے

تو جو ملجائے تو عاصی کو نہیں کچھ پروا / خواہ جنت میں رہے خواہ جہنم میں رہے

ہم بھٹکتے ہیں کہیں شیخ کے بہکانے سے / راستہ سیدھا ہے فردوس کا میخانے سے

چاہئے ہم کو تو دلدار ہمارا رضواں / دل بہلتا ہے کہیں حوروں کے بہلانے سے

کیوں وہ احسان مسیحا کے اٹھائیں یع لو / جنکو ملتا ہے مزہ درد کے بڑھ جانے سے

کیا خبر اسکو نہو سوزِ محبت جس کو
لطف جلنے کا تو پوچھو کسی پروانے سے

غم رسیدوں کو نہ روکے کوئی رونیسے کبھی
دل کو ہوتا ہے سکوں اشکوں کے بہجانے سے

ایک میکش بھی نہیں ہوش میں ساقی کے سوا
آج توحید کی بو آتی ہے میخانے سے

جان بھی جائے تو جائے مری پیتے پیتے
لاش اٹھے بھی تو اٹھے تیرے میخانے سے

گو ہر اک رند کے پینے کا ہے پیمانہ جدا
مے مگر بٹتی ہے یثرب ہی کے میخانے سے

پھول ہو جاتا ہے غنچہ دلِ افسردہ کا
روضۂ شاہِ دو عالم کی ہوا کھانے سے

مالکِ دین بھی ہیں مالکِ دنیا بھی ہیں
دو جہاں ملتے ہیں اک آپکے ملجانے سے

عاصیِ اعمال پہ اپنے تو خجل رہ گیا ہے
عفو ہو جاتے ہیں تقصیر پہ شرمانے سے

جب سے نسبت ہوئی ساقی تری میخانے سے
رات دن آنکھ لڑی رہتی ہے پیمانے سے

کیا ہے ناز سے مخمور ہیں آنکھیں تیری
مست ہے ساری خدائی اسی میخانے سے

پردہ رخ سے تو اٹھائے تو برہمن کیا ہیں
بت نکل آئیں تری دید کو بتخانے سے

رحم دیکھو مجھے خود رفتہ بنا کر ایسا
کہتے ہیں کوئی نہ بولے مرے دیوانے سے

توڑ کر غیر کا دل منھ نہ لگا پھر اُس کو
مے کہیں پیتے ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

دخترِ رز کیلئے بن پیرِ مغاں کا خادم
یہہ پری ملتی ہے زاہد کہیں للچانے سے

جائے مے خون سے پیمانہ چھلک جاتا ہے
آنکھ جب حال جگر کہتی ہے پیمانے سے

غیر کے واسطے کیوں برق بلا وہ بنتے
انکو آتا ہے مزا مجھکو ہی تڑپانے سے

خوف ہے چاک نکر دے کہیں اپنا دامن
الحذر کرتا ہے محشر تیرے دیوانے سے

پی گئے جام مبارک تمہیں مینا زندو
محتسب آج نکالا گیا میخانے سے

زاہدوں پر کہیں کھلتی ہے حقیقت اسکی
راز میخانہ کا پوچھو کسی مستانے سے

مکتبِ عشق میں مجنوں کی حقیقت کیا ہے
درسِ وحشت وہ ابھی لے تیرے دیوانے سے

کچھ رہے یا نہ رہے پر رہے نسبت قائم
رحم ہو جائیگا ساقی تیرے کہلانے سے

دل کی مستی کا نہ کر ذکر کسی سے عاصی
راز میخانے کا باہر نہو میخانے سے

راز کیوں مستوں کا باہر نہو میخانے سے
خم نے شیشے سے کہا شیشے نے پیمانے سے

کونسا مست گیا روٹھ کے میخانے سے
شیشے بگڑے ہوئے بیٹھے ہیں جو پیمانے سے

میں وہ میکش ہوں اگر قصد کروں پینے کا
جام چلتے ہوئے آئیں ابھی میخانے سے

کشتۂ ناز کی مٹی سے بنا ہے شاید
بوئے خون آتی ہے ساقی تیرے پیمانے سے

جام ہاتھ میں لیا ہیں جم ہو گئیں شیشے گریاں
لاش کس مست کی نکلی تیرے میخانے سے

کچھ الگ کوثر و تسنیم نہیں اے واعظ
یہ ہی نہریں ہیں نکلی ہیں جو میخانے سے

عشق میں گر تجھے منظور رہے کامل ہونا
سوز لے شمع سے اور ساز لے پروانے سے

دلِ مغموم کو اللہ سلامت رکھے
پیتے ہیں خون جگر ہم اسی پیمانے سے

کونسے چاک گریباں کی ہے آمد آمد
پیشوائی کو جو وحشت بڑی ویرانے سے

عرصۂ حشر سے سیدھا وہ گیا جنت میں
کچھ بھی پوچھا نہ کسی نے تیرے دیوانے سے

دردِ فرقت کا نہ ہوگا کبھی عیسیٰ سے علاج
یہ مرض جائیگا یثرب کی ہوا کھانے سے

اس غزل کو نہ پڑھیں شوق سے کیونکر عاصی
یہ زمیں ہم نے نکالی ہے صنم خانے سے

نشانِ قبر جب پوچھا کسی نے
بتایا بڑھ کے میری بیکسی نے

میرا دل لیکے پھر میرے ہی دشمن
یہی ہوتے ہیں الفت کے قرینے

جگر سینے میں ہے میرے نہ دل ہے
مجھے لوٹا تمھاری سادگی نے

تیری یہ ہیں دو چشم فسوں ساز
نہ مرنے دیتی ہے مجھکو نہ جینے

ہزاروں حسرتوں کا کر دیا خوں
میرے سینے میں اک تیری ہنسی نے

جلایا آتش غیرت میں مجھکو
ترا منھ چوم کر تیری ہنسی نے

جواب لن ترانی آ گئے آ کر
دیا انکو انھیں کی آرسی نے

ہزاروں جن میں ہوں داغ تمنا
ترے جلوے کے قابل ہیں وہ سینے

گلہ بیجا ہے اب دل دیکے انکا
بنایا انکو غارتگر ہمیں نے

وہ آئے پر نہ آیا آپ میں میں
کیا گم مجھکو اپنا بیخودی نے

یہاں ہیں ہائے شکل زخم مجھکو
رلایا برسوں اک دم کی ہنسی نے

یہاں تو ہم بھی ہیں محو تماشا
بھلایا خلد کو تیری گلی نے

جگر کھائے ہوئے آئے وہ آخر
کیا کیا کام دل کی بیکلی نے

وہ بے پایاں ہے بحر عشق جسمیں
ہزاروں ڈوبتے دیکھے سفینے

دل اغیار کے ٹکڑے بھی بیشک
نگینے ہیں مگر جھوٹے نگینے

کروں جنت میں گر ذکر لب یار
ابھی آ جائیں کوثر کو پسینے

دکن میں ہے بہت بے چین عاصی
بلالو اس کو پھر حضرت مدینے

ہر گل داغ شگفتہ نظر آتا ہے مجھے
آج پھولوں میں کھنچا نظر آتا ہے مجھے

جب تصور میں مدینہ نظر آتا ہے مجھے
آنکھ کہتی ہے کہ روضہ نظر آتا ہے مجھے

کیا بتاؤں تمھیں حیران ہوں کیونکر میں کہوں
دل کے آئینہ میں کیا کیا نظر آتا ہے مجھے

کیا تجلی ہے کہ اٹھتی ہے نظر جب اپنی
ہر طرف نور تمہارا نظر آتا ہے مجھے

اُنکے رُخ سے جو ہٹا پردہ تو بولے موسیٰ
آج پھر طور کا نقشہ نظر آتا ہے مجھے

آبلہ پھوٹ گیا ہے کوئی شاید اسکا
خون دل آنکھوں سے بہتا نظر آتا ہے مجھے

دیکھ کر آنکھ انہیں کہتی ہے اللہ اللہ
تیری قدرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

روضۂ پاک کا ہر نخل بنا ہے موسیٰ
پتہ پتہ ید بیضا نظر آتا ہے مجھے

دیکھتا ہوں جو ملا کر رُخ سرکار سے میں
نورِ مہتاب کا میلا نظر آتا ہے مجھے

رنگ لعلِ لبِ جاں بخش نبی کے آگے
لعل کا رنگ بھی پھیکا نظر آتا ہے مجھے

شور برپا ہے قیامت میں کہ وہ آئے ہیں
سارا محشر تہ و بالا نظر آتا ہے مجھے

تو ہے وہ جانِ جہاں تجھپہ ہی عالم صدقے
جسکو دیکھوں ترا شیدا نظر آتا ہے مجھے

یاد آتا ہے اُسے روضۂ حضرت شیدا
دل جو سینے میں تڑپتا نظر آتا ہے مجھے

رفعت گنبد سرکار کے آگے عاصی
گنبد چرخ بھی نیچا نظر آتا ہے مجھے

تمھارے کوچے سے جائے عاصی بھلا یہ اسکی مجال بھی ہے
قتیل تیر نگاہ بھی ہے شہید تیغ جمال بھی ہے
کشادہ ابرو کے نیچے رُخ پر سیاہ سا ایک خال بھی ہے
حریم کعبہ کھلا ہوا ہے اور اُسمیں حاضر بلال بھی ہے
جہاں کے سارے حسین دیکھے جہاں کے سارے جمیل دیکھے
کوئی تمھارا جواب بھی ہے کہیں تمھارا مثال بھی ہے

جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
عجب طرح کا ہے یہہ تماشا جمال بھی ہے جلال بھی ہے

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ نہ پوچھو مجھ سے میری تمنا
یہی ہے مقصد یہی ہے مطلب یہی تو میرا سوال بھی ہے

ہٹا کے آئینہ روبرو سے ذرا تو دیکھو تڑپ کسی کی
رہو گے محو جمال کب تک تمہیں کسی کا خیال بھی ہے

تمھارے رخسار کی تجلی خمیدہ ابرو کا اُس پہ جلوہ
سپہر خوبی پہ ہے یہہ ثابت کہ بدر بھی ہے ہلال بھی ہے

اُسی کے شمع جمال پر میں مثال پروانہ جل رہا ہوں
اُسی کی تو اب لگی ہوی ہے اُسی کا ہر دم خیال بھی ہے

رہے تصور ترا سلامت یہی ہے ہمدم یہی ہے محرم
انیس عیش و نشاط بھی ہے رفیق رنج و ملال بھی ہے

مزیل ایمان عابداں ہے جلائے دلہائے عاشقاں ہے
شراب کہتے ہیں جسکو زاہد حرام بھی ہے حلال بھی ہے

نہیں ہے اک حال صوفیوں کا گواہ اسپر ہے لی مع اللہ
عروج بھی ہے نزول بھی ہے فراق بھی ہے وصال بھی ہے

فضا نہ بھاویگی مجھکو رضواں نظر میں سرکار کا ہے روضہ
میں باغ جنت کو خاک چاہوں کہ اسکے آگے یہ مل بھی ہے
ہزار روٹھو تم اُس سے جاناں نہیں ہے عاصی کا اسمیں نقصاں

مزا ہی لیگا نہیں وہ اگر ان پہ اسکو حاصل کمال بھی ہے

یاد برق نگہ یار جو تو آتی ہے
سانس لیتا ہوں تو دل جلنے کی بو آتی ہے

تیرے جھونکوں سے جو فردوس کی بو آتی ہے
کیا غبار روضہ سرکار سے تو آتی ہے

ہم وہ میکش ہیں کہ خمخانۂ عرفاں ہے یہاں
جب شراب آتی ہے بھر بھر کے سبو آتی ہے

ایک ہم ہیں کہ گنہ کرنے کی عادت ہمکو
ایک تم ہو کہ نہیں رحم کی خو آتی ہے

کلیاں کرتے ہیں خونابۂ دل سے اپنے
عاشقوں کو بھی ترکیب وضو آتی ہے

کشمکش میں ہے مری جان تڑپتی ہیں
نہ تو وہ آتے ہیں نہ موت نہ تو آتی ہے

بخیہ گر کیا دل صد چاک ہمارا سینا
اسکی کچھ تجھکو بھی ترکیب رفو آتی ہے

میرے سینے سے نکلتی ہے تڑپکر جو آہ
دل کو اس ظالم سفاک کے چھو آتی ہے

فاتحہ پڑھنے کو یاں کون تھا آنیوالا
بیکسی ایک مری قبر پہ تو آتی ہے

دیکھ کر جیسے یہ جبیں اس بت خود آرا کو
موج ہر ایک لرزتی لب جو آتی ہے

قبر عاصی پہ وہ گل دیکھ کے فرماتے ہیں
مغفرت کی تجھے ان پھولوں سے بو آتی ہے

متفرقات

من از لب جان بخشت کے عهد وفا خواهم
یک زخم بدل جانان از تیغ ادا خواهم

ترسم که شوی برهم از غیرت یکتائی
گر از تو ترا جویم گر از تو ترا خواهم

گیرم که بلائے جان آن زلف دوتا باشد
من از سر هر مویش صد گونه بلا خواهم

از زخم نگاه خود اے یار چه می پرسی
ناسور بدل دارم حاشا که شفا خواهم

هرکس به غم عشقت سودائے دگر دارد
من لذت درد تو از جمله جدا خواهم

دل محو خیال تو چشم به جمال تو
غیر از تو کرا بینم غیر از تو کرا خواهم

از هجر تو بیمارم وصل تو دوائے من
اے عیسی بیماران من از تو دوا خواهم

صد عهد وفا بستی صد بار شکستی تو
صد بار جفا دیدم باز از تو وفا خواهم

این جسم نزار من همچون خس و خاشاکے
در کوئے تو اندازد از باد صبا خواهم

هر دم ز ادائے تو صد گونه جفا پیدا
هر لحظه ز اندازت من تازه جفا خواهم

مقصود دل عاصی جز وصل تو جانان نیست
از باب قبول تو تاثیر دعا خواهم

من و داغ عشق رویش بچمن چه کار دارم
که درون سینه و دل همه لاله زار دارم

بفگن خدنگ هر سوئے به تیر غمزهٔ تو
جگرے به خون طپیده و دل بیقرار دارم

چو بیائی اے ستمگر بشناسی ار بچشم را
که هجوم بیکسی ها به سر مزار دارم

نه روم چو عندلیبان به نظارهٔ گلستان
که درون خانهٔ جان گل نوبهار دارم

تو بیا که بر سر ره ز خزانه دل و چشم
همه گوهر لآلی ز پئے نثار دارم

چو نشانی سینه‌ام را تو ز سوز عشق بینی
که بجائے خون تازه بجگر شرار دارم

به تصور لبانت نه چرا سرور باشد
که بساغر دل خود مے خوشگوار دارم

چو بدیده های عالم زده تو سر نه پرده
بخدا بچشم دائم ز صبا غبار دارم

نه بود چرا جمالش به نگاه من همیشه
که بصفحه دل خود همه نقش یار دارم

سخن دار بکام عاشق سخنم گوار آید
که من این حدیث شیرین ز لب نگار دارم

چه عجب قبول افتد بجناب یار عاصی
به نثار رحمت او دل شرمسار دارم

قربان نگاه یار کردیم
درمان دل فگار کردیم

اسباب طرب گزید زاهد
ما در دل تو اختیار کردیم

لبیک قضا به گفت ما را
در کوئے تو چون گذار کردیم

دادیم جواب بمثالی
آئینه به پیش یار کردیم

سر رشته عمر بود کوتاه
پیوند به زلف یار کردیم

در یاد گل رخ تو دل را
سودا زده بهار کردیم

بر بوئے حیات جاودانی
جان بر لب او نثار کردیم

از ذکر بهار حسن آن گل
آرایش صد بهار کردیم

نادانی ما فقط همین بود
بر عهد تو اعتبار کردیم

عاصی بشمار هم نیاید
چون داغ جگر شمار کردیم

وہ پردہ جو رخ سے اٹھائے ہوئے ہیں
دو عالم کو بیخود بنائے ہوئے ہیں

ذرا انکی آنکھوں کے دیکھو کرشمے
کہ اہل نظر کو لٹائے ہوئے ہیں

دل ناتواں کو میں کیونکر بچاؤں
نظر کو وہ بجلی بنائے ہوئے ہیں

شہید ادا ہیں نہ دو غسل ہم کو
کہ خون جگر میں نہائے ہوئے ہیں

خدا جانے کس وقت یہ تیر نکلے
جگر کو نظر سے ملائے ہوئے ہیں

کوئی لطف دیدار موسیٰ سے پوچھے
کہ چوٹیں نظر کی وہ کھائے ہوئے ہیں

دکھاتا ہے منظور خود اپنا جلوہ
وہ آئینہ مجھکو بنائے ہوئے ہیں

کہیں بنکے لیلیٰ کہیں بنکے مجنوں
وہ اپنے تماشے کو آئے ہوئے ہیں

نہ کعبہ تھا پہلے نہ بتخانہ کوئی
یہ دونوں تمھارے بنائے ہوئے ہیں

بظاہر ہے آئینہ روئے محمدؐ
وہ اپنے کو اس میں چھپائے ہوئے ہیں

لپٹ جائے رحمت نہ کیوں ہمسے عاصی
ندامت سے گردن جھکائے ہوئے ہیں

کھینچ کے خود تاثیر آجائے دعا ایسی تو ہو
درد اٹھے پیشوائی کو دعا ایسی تو ہو

وہ جگر کو تھام لیں ایسا تو ہو نالہ کوئی
پہنچے انکے قلب تک آہ رسا ایسی تو ہو

دل اسیر زلف ہو کاکل میں پھنس جائے جگر
اک بلا پر دوسری ناز بلا ایسی تو ہو

پار ہو دلکے کوئی ایسا تو ہو تیر نظر
انجمن مقتل بنے تیغ ادا ایسی تو ہو

رند سمجھیں تجھکو واعظ پیر و پیر مغاں
تیری طرز گفتگو مرد خدا ایسی تو ہو

کہتے ہیں وہ ناز سے آئینہ رکھکر سامنے
کوئی صورت پیاری پیاری دلربا ایسی تو ہو

خون دل خون جگر آنسو ملا کر لیجلیں
دست و پائے یار کے قابل حنا ایسی تو ہو

جان جائے سر نہ اٹھے آستان یار سے
وہ جفا پر اپنی شرمائے وفا ایسی تو ہو

لخت دل کھایا کرے خون جگر پیتا رہے
جو مریض عشق ہے اسکی غذا ایسی تو ہو

درس گاہ عشق میں مانیں مجھے اُستاد میں
میری شہرت خلق میں بعد فنا ایسی تو ہو

سوچ کر اے حضرت دل اُس سے ہم کرنا سوال
رونکر دے وہ تمھاری التجا ایسی تو ہو

جسکی خلقت نور سے ہو پھر اُسی میں جا ملے
ابتدا ہو جسکی ویسی انتہا ایسی تو ہو

دل بہلجائے نکلکر کوچۂ دلدار سے
گلشن فردوس کی رضوان فضا ایسی تو ہو

ایسے ویسے جرم کی پرسش ہو کیا روز جزا
جوش رحمت کو بھی آجائے خطا ایسی تو ہو

بیگنا ہوں کو بھی میرے جرم پر آجائے رشک
کوئی صورت مغفرت کی عاصیا ایسی تو ہو

جُدا ہوں نہ تجھ سے مگر اے خدا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو
تری ذات دریا میں اک بلبلا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہی سو تو
میں مظہر اگرچہ ہوں یارب ترا میری ذات ہی گو ترا آئینہ
مگر تو ہے باقی مجھے ہے فنا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہی سو تو
اگرچہ عطا علم سارا کیا مجھے اپنی صورت پہ پیدا کیا
مگر میں ہوں بندہ تو مولا مرا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو
ہے ہستی مری گرچہ ہستی تری ہے سب مجھ میں تیری ہی جلوہ گری
میں مخلوق ہوں تو ہی خالق مرا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہی سو تو
ترے نور سے گو میں پیدا ہوا اگر مجھ سے کھلتا ہے جلوہ ترا
نہ شامل ہوں تجھ میں نہ تجھ سے جدا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہی سو تو

خطا میں بھی میں ہوں عطا میں بھی ہیں ہر اک چیز میں تو غرض ہم بھی ہیں
مگر فرق اتنا ہے اے کبریا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

مری شان گرچہ تری شان ہے مری آن گرچہ تری آن ہے
مگر حاجتی میں تو حاجت روا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

ترا نور مجھ میں ہے سر تا بپا مرے تن بدن میں ہے جلوہ ترا
مگر پھر بھی کہتا ہوں یہ برملا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

اگر ہوں بھی سردارِ کون و مکاں مرے دست قدرت میں ہوں دو جہاں
مگر بادشاہ تو ہے میں ہوں گدا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

بھروسہ پہ رحمت کے پروردگار ہوئی مجھ سے سرزد گنہ بے شمار
بیاں کیا کروں اپنا میں ماجرا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

مرا نام عاصی خطاکار ہے ترا نام ستار و غفار ہے
مری بخشش ہے یا خدایا عطا جو میں ہوں سو میں ہوں جو تو ہے سو تو

قبلۂ دل کعبۂ جاں حضرت تسکین شاہ — پیشوائے اہلِ عرفاں حضرت تسکین شاہ
فقر کے مسند نشین تاج توکل زیب سر — ملک درویشی کے سلطاں حضرت تسکین شاہ
تھی زبانِ پاک اُن کی گنج مخفی کی کلید — کاشف اسرار یزداں حضرت تسکین شاہ
رہبر اہلِ طریقت رہنمائے اہلِ شرع — دونوں عالم کے نگہباں حضرت تسکین شاہ
ساز و برگ بے نوایاں چارہ بیچارگاں — بے سر و ساماں کے ساماں حضرت تسکین شاہ
قاسمِ جام شرابِ عشق محبوبِ الست — ساقیِ بادہ پرستاں حضرت تسکین شاہ
آسمانِ علمِ عرفانِ خدا پاک کے — ماہِ تاباں مہر رخشاں حضرت تسکین شاہ

اُنکے نور فیض سے سارا جہاں معمور ہے
کیوں نہ پھر اجڑا ہوا اپنا مکاں آباد ہو
ہیں اکیلا کہنہ کشتی بحر ناپیدا کنار
تم لگا دو ہاتھ تو دم بھر میں بیڑا پار ہو
آپکی فرقت میں ہم کبتک رہیں فریاد ہائے

آفتابِ چرخِ عرفاں حضرت تسکیں شاہ
خانۂ دل میں ہیں مہماں حضرت تسکیں شاہ
موج زن ہے غم کا طوفاں حضرت تسکیں شاہ
بحرِ غم میں ہیں پریشاں حضرت تسکیں شاہ
چشم گریاں سینہ بریاں حضرت تسکیں شاہ

اب دعائے مغفرت عاصی کے حق میں کیجئے
بڑھ گئے ہیں اسکے عصیاں حضرت تسکیں شاہ

دست بستہ ہیں کھڑے خدام در پر دیکھئے
اے شہ تسکیں ذرا بہر پیمبر دیکھئے
دردِ ہجراں سے نہیں آتا مجھے دم بھر قرار
دل ہے مثلِ ماہیِ بے آب مضطر دیکھئے
مضطرب دل ہے جگر مضطر پریشاں حال ہوں
اک نظر میری طرف بھی بندہ پرور دیکھئے
بہ رہے ہیں دیدۂ تر سے مرے لختِ جگر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے قلبِ مضطر دیکھئے
آتشِ ہجراں سے دِل جلکر ہوا مثلِ کباب
اشکِ خوں اڑنے لگے ہیں بنکے اخگر دیکھئے
ہو جنہیں منظور سیرِ طورِ سینا دیکھنا
کہدو اُنسے روضۂ تسکین کو آکر دیکھئے

شامیانہ ہے کھنچا لطفِ رسول اللہ کا
مرقدِ پر نور پر رحمت کی چادر دیکھیے
راہ میں محبوب کے عاصیؔ بھٹکتا ہے کہیں
ہیں شہ مسکین و بیکساں کے رہبر دیکھیے

مثلث بر قصیدۂ حضرت امیرؔ مرحوم

ہے التجا کرم میں نہ دیر اب ذرا لگے
کشتی مری تباہ ہے پار ای خدا لگے
ایسی ہوا چلے کہ مدینے کو جا لگے

جلتے ہیں استخوان تپِ فرقت سے رات دن
میں گھل رہا ہوں ہجرِ محبت سے رات دن
کوئی دوا لگے نہ بدن کو غذا لگے

ایسے کہاں نصیب کہ ہو شاہ تک گذر
ڈرتا ہوں میں زمیں مدینے کی چوم کر
ایسا نہ ہو کہ یہ بھی فلک کو برا لگے

سرمے کے بدلے آنکھوں میں اپنے لگائے حور
ہو عرش پر دماغ مری خاک کا حضور
دامن کی آپ کے جو ذرا بھی ہوا لگے

ہرگز نہ ہو خوشی میں الم سے تو بے خبر
ای دل شبِ فراق ہے روزِ وصال پر
ایسا نہ ہو کہ یہ ترے پیچھے بلا لگے

تھے مصطفیٰ ہی ساری خدائی میں اک امیر
حضرت جدھر نکلتے تھے غل کرتے تھے فقیر
ہم بیکسوں غریبوں کی تم کو دعا لگے

ہمراہ شوقِ عاصیؔ گم کردہ راہ کے
لیجا سلام امیرؔ کا روضے پہ شاہ کے

بیٹھیں زمیں سے نہ قدم اب اٹھا کے

مثلث دیگر

برباد ہوئے خود بھی دلکو بھی مٹا بیٹھے — اک مست کی آنکھوں سے تھا پی اڑا بیٹھے
تھی آفت جو خوابیدہ ہم اسکو جگا بیٹھے

وا ہیں نہ تو کہ وہ بت بھی ملنے کا ارادہ تھا — وعدہ ہے کہ وفا سے تو مقصود ستانا تھا
آئے تو جتا آئے بیٹھے تو رلا بیٹھے

نازک جو ہوئی حالت دل ہجر میں نہ پوچھا — اب میری عیادت کا ظالم کو خیال آیا
اے موت تجھے ناحق ہم آج بلا بیٹھے

ہمنے ہی کیا اسکو دل دیکے ستم آرا — کس منہ سے کریں ہم پھر ظالم کا گلہ شکوا
ہم اپنے ہی ہاتوں سے آفت یہ مچا بیٹھے

تو ہم کو رولاتا تھا اب ہم کو تو رویا کر — اے تیرہ رخ ستم پرور منہ اشکوں سے دھویا کر
جینے ہی سے فرقت میں ہم ہاتھ اٹھا بیٹھے

آتی ہے وفا میری جب یاد انہیں اکثر — کہتے ہیں یہی سب سے ہر دم یہ مری رو کر
اک عاشق صادق تھا ہم اسکو گنوا بیٹھے

ہاں تھی تو خطا وہ کی الفت کا تقاضا تھا — یہ جوش محبت تھا یہ جوش تمنا تھا
ظالم تجھے سینے سے جو آج لگا بیٹھے

کیا اس سے ہوا حاصل غم ہو گیا پھر دونا — کیوں ان سے کیا ظاہر افسانۂ دل اپنا
تم خود بھی ہوئے غمگیں اسکو بھی رلا بیٹھے

اب کون رہا ہوش ب کون رہا ہمدم	اے جان و دل عالم قربتیں تمہاری ہم
اک دل تھا جو پہلو میں اسکو بھی جلا بیٹھے

یا درد وہ بڑھتا دل کا یا اسکا مداوا ہو	یا وصل میسر ہو یا خون تمنا ہو
دل اک بت ظالم سے اب ہم تو لگا بیٹھے

مرنا ہی غنیمت تھا قصہ ہی تمام ہوتا	پھر غیرت سے کیوں تمنے ملنے کا کیا وعدا
کیوں بنکے مسیحا تم مردے کو جلا بیٹھے

لبریز ہوا عاشق اب عمر کا پیمانا	پھر ہائے مرنے کو ابتک نہ ہوا جانا
ہم اپنی ہی غفلت سے قسمت کو سلا بیٹھے

مثلث دیگر بر قصیدۂ حضرت جامی علیہ الرحمۃ

بزم کثرت را بروں آں خلوت سرا	گاہ در دل سازی گہ در دیدہ جا
ہر دو جائے تست یا نزل الحمی

از قد طوبا نمی گیرم کام	طوبا آمد قد تو وقت خرام
گر خرامی سوئے ما طوبا لنا

با دلم چوں بندگان خدمت گزار	من نہ گویم بندۂ خویشم شمار
نیست حکمی بندہ را بر بادشا

آفریں بر جنبش مژگان تو	خواہم از دل بر کشم پیکان تو
لیک از دل بر نمی آید مرا

دود سیدا شمع تا کے زیر غلف	پردہ بکشا چوں نمودی آں دو زلف

تا رخت بینیم بعد از عمرہا
از الم ہا در حمین قتلیم فرد — تا بہر چشمے زراہت سرمہ برد
بہ چشم من وارد غبارے از صبا
عرض کن عاصی چو جامی بیدریغ — گر بسر جامی جدا سازی ز تیغ
بہ کہ سازی ز آستان خود جدا

خمسہ بر قصیدۂ مصنّف

ہوس ہے بادشاہی کی نہ سودائے ہما مجھکو — خطاب جاہ و دولت کی نہیں رغبت ذرا مجھکو
نہ حاجت سیم کی مجھکو نہ پروائے طلا مجھکو — نہ ہے اکسیر کی خواہش نہ شوق کیمیا مجھکو
میسر ہو الٰہی خاک کوئے دلربا مجھکو

کہاں تک دل مرا فرقت میں غم کھائے خداوندا — مریض غم وطن ہی میں نہ مرجائے خداوندا
یہ میرا جذبۂ دل کچھ رنگ کھلائے خداوندا — کوئی تدبیر پھر ایسی نکل آئے خداوندا
کہ یثرب میں وطن سے پھر بلالیں مصطفی مجھکو

مریض ہجر ہوں کیا ہو طبیبوں سے دوا میری — ترے ہی رحم پر ہے منحصر یارب شفا میری
برآئے مدعا میرا جو سن لے تو دعا میری — یہی ہے آرزو میری یہی ہے التجا میری
دکھا دے یا الٰہی پھر در خیر الوریٰ مجھکو

ہماری آہ سے اب جسم کے اعضا پگھلتے ہیں — شرر بن جاتے ہیں جو اشک آنکھوں سے نکلتے ہیں
جگر دل دونوں پہلو میں برنگ شمع جلتے ہیں — ادھر اک آگ لگتی ہے جدھر کروٹ بدلتے ہیں
کہ سوز عشق نے آتش کا پتلا کر دیا مجھکو

رہیگا ہجر کا یہ درد و غم باقی نہ پھر اصلا — یہ بیمار محبت ہے یقیں ہو جائیگا اچھا
وہیں کھل جائیگا میرے دل پژمردہ کا یہ غنچا — رفیقو دیکھ لینا اور یہی ہو جائیگا نقشا
مدینے کی اگر لگجائے گی ٹھنڈی ہوا مجھکو

ہوئے چھ سال پورے انتظار فصل باری میں — گزرتے روز و شب ہیں نہایت بیقراری میں
چلے گلشن کو سب مصروف ہوں میں آہ و زاری میں — وہ بلبل ہوں کہ پر جسکے کٹے فصل بہاری میں
مدینے کو اڑا کر لیچل اے باد صبا مجھکو

یہ کہہ کر مخالف میری مجھپر طعن کرتے ہیں — نہیں وہ پوچھتے بھی آپ جنکے غم میں یا مرتے ہیں
کہوں کیا اس سے جو صدمے مری دلپر گزرتے ہیں — یہ طعنے تیر بنکر کلیجے میں اترتے ہیں
خجل وہ ہوں اگر صورت دکھا دو تم ذرا مجھکو

تصور میں نظر آجائے صورت میری جانا نکی — زہے لطفیں نمایاں ہو تجلی صبح خنداں کی
پکارے دل مرا آمد ہوا ب مہر درخشاں کی — الٰہی دور ہو جائے سیاہی شام ہجراں کی
ڈراتی ہے بہت فرقت یہ کالی بلا مجھکو

کیا دست جنوں نے حال یہ تار گریباں کا — کہ اس سے سی رہا ہوں چاک میں صحرا کے داماں کا
یہانتک سلسلہ پہنچا مرے حال پریشاں کا — گماں ہونے لگا ہے دن پہ بھی اب شام ہجراں کا
رسول اللہ کی زلفوں کا سودا ہو گیا مجھکو

کبھی میں خنجر ابرو پہ رکھتا ہوں گلا اپنا — کبھی بسمل میں ہوتا ہوں تمھارے تیر مژگاں کا
یہ چشم شوق کہتی ہے نہ دیکھا دلربا ایسا — تصور میں تمھارے رخ کا جم جاتا ہے جب نقشا
شب فرقت میں ملتا ہے تڑپنے کا مزا مجھکو

اگرچہ جل رہا ہوں روز و شب میں نار فرقت میں — گلے لیگا مدینہ مجھکو آغوش محبت میں

خدا نے لکھ دیا روزِ ازل ہی میری قسمت میں
مرونگا جا کے میں ہاں تو یہ لینا کوئی حسرت ہیں
کبھو صورت نہ دکھلائے نہاں میرا نقشہ مجھکو

خدا کے فضل سے تقدیر میری ہوگی گر یاور
نگاہِ رحم ہو ای رحمۃ للعالمین مجھ پر
کروں گا عرض میں جا کر یہ پیشِ روضۂ انور
در میخانہ پر آیا ہیں تیرے پھر گدا بن کر
شرابِ وصل سے مدہوش کر دے ساقیا مجھکو

در میخانہ پہ تیرے رہے میری جبیں ساقی
عطا ہو قبر کو میری یہیں تھوڑی زمیں ساقی
نہ جاؤں تیرے دروازے سے یہ ملتی کہیں ساقی
پس مردن بھی یہ ہی خاک رہے آہیں ساقی
جدا میخانے سے اپنے نہ کر بہر خدا مجھکو

نگاہیں صورتِ تصویر جم کر رہ گئیں ایسی
سراپا محو حیرت ہو کہ کیا حالت ہوئی میری
کہ گویا بنگئی ہے صاف اک الماس کی تختی
نہ اپنی ہی خبر مجھکو نہ غیروں میں دو روئی
بنایا ہے تمھاری انجمن نے آئینا مجھکو

ہر اک منزل ہی کیا راحت فزا راہِ مدینہ کی
ہے اک جاروب کش بادِ صبا راہِ مدینے کی
وہ عیسیٰ سے بڑھ کر ہے ہوا راہِ مدینہ کی
عجب دلکش نظر آئی فضا راہِ مدینہ کی
گماں تھا ہر قدم پر گلشنِ فردوس کا مجھکو

دکھاتے تھے جبل ہر اک کو تمکین و وقار اپنا
زمیں کہتی تھی حوروں کا ہی غازہ یہ غبار اپنا
کیا تھا وقفِ نظارہ ہر اک تختہ لالہ زار اپنا
دکھاتی تھی عجب انداز سے جلوہ بہار اپنا
نظر آتی تھی شانِ کبریائی جا بجا مجھکو

کبھی پیکر شرابِ آرزو مستانہ چلتا تھا
کسی کا شوق رہ رہ کر کلیجے کو مسلتا تھا
کبھی باہر تڑپ کر اپنے شغدف سے نکلتا تھا
کبھی دل خود بخود مستی سے پہلو میں اچھلتا تھا

کہوں کیا راستے میں جل رہا تھا کیا مزا مجھکو

گنہگاروں کو حضرت اپنے دامن میں چھپا لینگے — قدم لغزش میں آجائیں تو وہ آکر سنبھا لینگے
مری بگڑی ہوئی تقدیر کو حضرت بنا لینگے — غریق بحر عصیاں کو وہ محشر میں بچا لینگے

یہی امید ہے رحمت سے انکی عاصیا مجھکو

خمسۂ دیگر بر غزل حضرت جلیل مدظلہ استاد مصنف

خدایا نہ ظل ہما چاہئے — نہ باغ جناں کی فضا چاہیے
نہ اکسیر و سیم و طلا چاہئے — مجھے درد دل کی دوا چاہیے

غبار رہ مصطفے چاہیے

ستارے وہ قسمت کے چمکا گئے — کہ گھر بیٹھے دلبر مرے آ گئے
تصور میں صورت بھی دکھلا گئے — جسے چاہتے تھے اسے پا گئے

اب اسکے سوا اور کیا چاہئے

نہو مضطرب اتنا بہر خدا — بر آئے گا اک دن ترا مدعا
کشش ہو ادہر کی اگر اک ذرا — مدینہ پہنچنا ہے دشوار کیا

دل زار فضل خدا چاہئے

درست اُسنے گر میری نسبت رہے — تو دونوں طرف جذب الفت رہے
توسط کی پھر کچھ نہ حاجت رہے — یہہ یک تصور سلامت رہے

نہ قاصد نہ باد صبا چاہئے

گلستاں میں میرا لگیگا نہ جی — نہ پھولوں سے حاصل ہو فرحت کبھی

ہوائے چمن سے ہوگی خوشی
صبا کیا کھلائیگی دل کی کلی
تمھاری گلی کی ہوا چاہئے

تمنا وصال بتاں کی نہیں
طلب مجھکو حور جناں کی نہیں
مجھے آرزو عز و شاں کی نہیں
ہوس نعمت دو جہاں کی نہیں
مجھے خواجۂ دوسرا چاہئے

نہ چاہیں کسی رشک گلزار کو
نہ پوچھیں کسی کبک رفتار کو
نہ دیکھیں کسی لالہ رخسار کو
یہ کہتی ہیں آنکھیں کہ دیدار کو
جمال حبیب خدا چاہئے

ہے حسن دل ہوگیا اسپہ آفریں
یہ نعمت نہیں ملتی ہے ہر کہیں
کبھی وہ نہ جائے دوا کے قریں
مرض سے کوئی درد خالی نہیں
مگر اپنے دل میں مزا چاہئے

جو ہوا اک نظر سرور کائنات
تو منزل کی سختی سے پاؤں نجات
میں تنہا ہوں وحشت میں گزریگی رات
سفر میں توجہ رہی سات سات
کہ ہوں نابلد رہنما چاہئے

نہ مایوس ہو کوئی عبد ذلیل
کہ عاصی کا ہی وہ معین و کفیل
خدا خود نکالیگا اسکی سبیل
بلائینگے حضرت ہمیں بھی خلیل
مگر صدق دل سے دعا چاہئے

خمسہ دیگر بر قصیدہ حضرت امیر مرحوم

سیکڑوں تیر و تبر سینے پہ کھانے والے
آہ بھی دل سے کبھی لب پہ نہ لانے والے

بھوک میں پیاس میں سر اپنا کٹانے والے
گھر خوشی سے رہ خالق میں لٹانیوالے
چند صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

ظلم کیا کیا نہیں حضرت کے نواسوںؑ پہ ہوا
اشقیا دیتے تھے ہر روز انہیں رنج نیا
اہل بیت نبوی کا نہو کیوں رتبہ سوا
بیٹھنے پائے بھی گھر میں نہ مگر شکر کیا
ایسے ہوتے ہیں مصیبت کے اٹھانیوالے

آل اطہار نبی کا کوئی کیا وصف کرے
واقف راہ خدا تھے وہی سب سے اچھے
جو پھرے اُنسے وہی چاہ ضلالت میں گرے
انکے پیرو جو ہوئے وہ سر منزل پہنچے
رہ گئے وہ جو نہ تھے راہ پہ آنیوالے

کرتے ہیں بے سبب انکار نبوت ناداں
سیکڑوں اسپہ دلیلیں ہیں ہزاروں برہاں
شاہد شان محمدؐ نہیں تنہا قرآں
لکھ گئے اپنی کتابوں میں نبوت کے نشاں
علماء موسیٰ و عیسیٰ کے زمانیوالے

مال و دولت پہ نہ تھی شاہِ دو عالم کی نظر
ورنہ ہو جاتے طلا سارے جہاں کے پتھر
آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا کبھی حضرتؐ ادھر
گنج پرویز کی جانب جو ہوا شہ کا گذر
کنجیاں لائے پئے نذر خزانے والے

سیکڑوں تیر کلیجے پہ لگے غم نہ کیا
راہ حق میں نہ تھی کچھ جان کی انکو پروا
انکی جرأت کا شجاعت کا بھلا کیا کہنا
بھوک میں پیاس میں اک ایک ہزاروں سے لڑا
کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانیوالے

گو بہتر کے مقابل ہوئے اعدا لاکھوں
سامنے شیر و تھے روبہ تھے ہیّا لاکھوں
اک نظر میں ہوئے ظالم نہ و بالا لاکھوں
کربلا میں جو ہوئے کور دل اندھا لاکھوں

یہہ بہادر تھے کوئی آنکھ چرانے والے

تھامتے تھے کبھی ہاتھوں سے کلیجا پیاسے　　اور کبھی صبر دکھا دیتے تھے اپنا پیاسے
ایکدم بھی نہ رہے شاہ کے اعدا پیاسے　　حیف صد حیف رہے خود لب دریا پیاسے

حشر میں چشمۂ کوثر کے لٹانیوالے

ناز سے فخر سے کہتے تھے یہ اعدا باہم　　آج ہم نے کیا محبوب خدا کو پُر غم
گرچہ دنیا میں ہوئے اپنے کئے پر خرّم　　کیسے پچتائینگے دوزخ میں جلینگے جسدم

خیمۂ آلِ محمّد کے جلانے والے

ہر زمانے میں رہی اسکی نمایش اعلاً　　دشمنوں میں بھی یہ اپنے کبھی دبکر نہ رہا
کوششیں لاکھ ہوئیں زور کسیکا نہ چلا　　آجتک نقش شریعت نہ مٹا پر نہ مٹا

مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانیوالے

غیب سے آئی ندا عاصی محزون دلگیر　　چل مدینے کو سوئے پادشہ عرش سریر
کیسی دلکش ہے یہ اُستاد سخن کی تقریر　　تو بھی راہی ہو مدینے کیطرف جلد امیر

غول کے غول چلے جاتے ہیں جانیوالے

خمسہ دیگر بر غزل حضرت امیر مرحوم

مطلع نور خدا مظہر سبحاں ہے یہی　　جو مرے آئینۂ دل میں ہے مہماں ہے یہی
جسپہ قربان ازل سے ہے مری جان ہے یہی　　یہی نقشہ ہے یہی رنگ ہے ساماں ہے یہی

یہ جو صورت ہے مری صورت جاناں ہے یہی

یاد میں گیسو کے ہوتی ہے بسر شب بخدا　　مصحف رُخ کے تصور میں ہوں دنکو رہتا

میں نہیں جانتا مسجد ہے کہاں دیر ہے کیا
کفر و اسلام سے کچھ کام نہیں تیرے سوا

عاشقوں کا تو یہی دین ہے ایمان ہے یہی

تیرے مستوں کی نہیں دولت دنیا پہ نگاہ
انکے نزدیک برابر ہے گدا شاہنشاہ
ظاہری شوکت و زینت کی نہیں انکو چاہ
بستر اٹاٹ کا دو پارچہ کمبل کی کلاہ

تاج خسرو ہے یہی تخت سلیماں ہے یہی

جسکی ہستی سے ہی اس عالم ہستی کا قیام
نسبت اپنے کو سمجھ رکھ اسی ہستی سے کام
جب ہوا ہستی مطلق کا تیرے دیں مقام
اپنی ہستی کے سوا غیر کو سجدہ ہے حرام

مذہب پیر مغاں مشرب رنداں ہے یہی

ہے تیرے در پہ کھڑا عاصی محزون و دلگیر
اک نظر فیض کی اس پر بھی ہو اے بہر منیر
انبیا اولیا سلطان ہیں اسی در کے فقیر
دونوں عالم میں نہیں تیرے سوا کوئی امیر

یہی دانش ہے یہی بوجھ ہے عرفاں ہے یہی

تضمین

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا
درس دکھا جا درس دکھا جا درس دکھا جا
غم فرقت جو رہ رہ کر کلیجے کو مسلتا ہے
تو آنسو بنکے خون دل پھر آنکھوں سے ابلتا ہے
کہوں کیا ہائے سینے میں مرا دل کیوں مچلتا ہے
تڑپ بڑھتی ہے جب دل کی تو منہ سے یہ نکلتا ہے

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

رہوں کب تک دکھن میں پریشاں یا رسول اللہ
مہیا عیش کا ہو جلد ساماں یا رسول اللہ
ستاتی ہے بہت اب شام ہجراں یا رسول اللہ
دکھا دو وصل کی پھر صبح خنداں یا رسول اللہ

سیاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

بیاں میں کیا کروں فرقت میں حضرت ماجرا دل کا
کرے اب صبر دوری میں نہیں یہ حوصلہ دل کا
کچھ ایسی چوٹ کھائی ہے کہ پھوٹا آبلہ دل کا
بڑی حسرت سے کہتا ہوں میں حضرت مدعا دل کا

سیّاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

ہزاروں داغ ہیں دل میں ہزاروں داغ سینے میں
یہاں صورت دکھا دو یا بلا لو پھر مدینے میں
مزا آتا ہے کھانے میں نہ کچھ لذت ہے پینے میں
غرض بے آپکے حضرت نہیں کچھ لطف جینے میں

سیّاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

مدینے سے یہاں لا کر کیا برباد قسمت نے
کیا دامانِ دلکو پرزے پرزے دستِ وحشت نے
مجھے گھیرا ہے بیکس جانکر درد و مصیبت نے
جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے تیغِ فرقت نے

سیّاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

لگی ہے آگ کچھ ایسی کہ دل جلنے لگا ساقی
ہے دل غش میں ذرا دے اپنے دامن کی ہوا ساقی
بلا لے میکدہ میں اپنے پھر بہر خدا ساقی
میں صدقے جام اک دیدے مجھے دیدار کا ساقی

سیّاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

مجھے جب یاد ساقی وہ ترا میخانہ آتا ہے
جو میرے سامنے لیکر کوئی پیمانہ آتا ہے
تو رہ رہ کر کلیجا منھ کو بیتابانہ آتا ہے
تڑپتا ہوں خیالِ نرگسِ مستانہ آتا ہے

سیّاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

تری فرقت میں زخمِ دل مرے پھر ہو گئے آلے
کمالِ ضعف سے آئے نہیں ہیں لب پہ اب نالے
ابھرنے پھر لگے پانی جِرا کر دیکھے سب چھالے
جگر کا کیا ٹھکانا پڑ گئے ہیں جانکے لالے

سیّاں تورے پیاں لاگوں درس دکھا جا

ترا وہ جلوۂ مستانہ جسدم یاد آتا ہے
مجھے اپنے دلِ بیخود کا عالم یاد آتا ہے

جگر کا زخم اور وہ لطف مرہم یاد آتا ہے
وہ دینا جام مے بھر بھر کے پیہم یاد آتا ہے

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

تیرے دیدار کا بھوکا ہوں جب بیدار ہوتا ہوں
تصور میں لب رنگیں کے جاناں خون روتا ہوں
تو غم کا ناشتہ کرنیکو منہ اشکوں سے دھوتا ہوں
تیری حسرت جگا دیتی ہے جب راتونکو سوتا ہوں

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

کہوں کیا درد فرقت ان دنوں کچھ بڑھ گیا ایسا
نہ سوجھی کچھ دوا اسکی تڑپ کر رہ گئے عیسیٰ
پریشاں ہیں اطبا سب کسی سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا
تیرے ہی رحم پر ہے منحصر جاناں علاج اسکا

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا
تمھارے غم نے اسکو کر دیا مسکن مصیبت کا
جو گل کھلتا تھا اس گلشن میں وہ ہوتا تھا راحت کا
جو تم چاہو تو پھر ہو جائے یہ گلدستہ عشرت کا

سیاں توری پیاں لاگوں درسن دکھا جا

نہ دن کو چین ملتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے
لبوں پر جان ہے جاناں نہ آتی ہے نہ جاتی ہے
تیری فرقت مجھے دن رات اب بیحد ستاتی ہے
تیرے دیدار کی حسرت لہو ہر دم رلاتی ہے

سیاں تورے پیاں لاگوں درسن دکھا جا

بنایا مجھکو ہجر غم کا نشانا یا رسول اللہ
نہیں گر مجھسے ممکن میسر آنا یا رسول اللہ
یہی ہے طائر دل کا ترانا یا رسول اللہ
تمہیں دشوار کیا صورت دکھانا یا رسول اللہ

سیاں توری پیاں لاگوں درسن دکھا جا

حسیں ہو مہ جبیں ہو دلربا ہو نازنیں تم ہو
تصور میں ہر اک کے ہو ہر اک کے دلنشیں تم ہو
دو عالم ایک خاتم ہے تو خاتم کے نگیں تم ہو
حقیقت میں بہار باغ دنیائے حزیں تم ہو

سیاں توری پیاں لاگوں درس دکھا جا

سنبھالوں کسطرح جاناں اپنی شکستہ خاطر کو — میں روکوں آستیں رکھکر کہاں تک دیدۂ تر کو
بدل دو اپنی رحمت سے میری قسمت کے چکر کو — چھپاؤ کشتۂ غم سے نہ اب روئے منور کو

سیاں توری پیاں لاگوں درس دکھا جا

نظر آتے نہیں کیوں آپ سینے دلنشیں ہوکر — گوارا اسقدر دوری رگ جاں سے قریں ہوکر
ستاتا ہی فلک عاصی کو مارِ آستیں ہوکر — نگاہِ رحم کم کیوں رحمۃ للعالمیں ہوکر

سیاں توری پیاں لاگوں درس دکھا جا

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

بر عارض خود نقاب داری — خورشید تہ سحاب داری
تو چاہ ذقن پر آب داری — از آب رخت گلاب داری

در تاب لبت شراب داری

شکر خجل از لبان شیریں — بر خال فدا ہزار پرویں
قرباں نکنم چرا دل و دیں — چوں سنبل تر دو زلف مشکیں

دو نرگس مست خواب داری

پیش مہ رویت اے شہ من — خورشید چراغ زیر دامن
ابرو نہ بود بہ چشم پُر فن — بر صبح بیاض جبہہ روشن

دو مصرع لاجواب داری

اے سرو رواں ز نازنینیم — اے جانِ جہان و مہ جبینیم

هستی تو اگرچه دل نشینم   من شیفته‌ام ترا چه بینم

تو روئے چو آفتاب داری

اے راحت جان بیقرارم   فرما نظری بحال زارم

شد گشت در انتظارم   من عاشق زارم و نزارم

از من تو چه اجتناب داری

در درد غم عشق تست هر دم   بیتابی دل نمی شود کم

با عذر نیاز و چشم پر نم   پیش تو بہ عجز سر نہادم

بر من تو چرا عتاب داری

در ہجر تو حال من خراب است   نے خواہش خور نہ میل خواب است

این نقش وجود من حباب است   این ہستی من مرا حجاب است

تو از چہ برخ نقاب داری

گریم ہمہ شب بہ یاد آن رو   روزم سیہ ہست از آن دو گیسو

سوزد چو تنور صدر و پہلو   بر آتش عشقت اے جفا جو

تا چند دلم کباب داری

ہستیم نحیف و زار بے تو   دل ریش و جگر فگار بی تو

سیماب وشیم یار بے تو   مارا نبود قرار بے تو

این طرفہ کہ تو حجاب داری

کے بود چنین امید امشب   گویا ست نوید عید امشب

باید رخ یار دید امشب   یارم بسرم رسید امشب

ای دیده چه میل خواب داری

چندان ز دیده خون فشانیم — تا کی به فراق تو بمانیم
زود آ که طبیب بیچاره جانیم — ما بی تو ضعیف و ناتوانیم

بی ما تو چگونه تاب داری

آنانکه بحسن آفتاب اند — بر آتش عشق او کباب اند
در الفت او بسی خراب اند — عاجز ز پی تو کشته بی حساب اند

خود را تو چه در حساب داری

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیه الرحمة پدر مصنف

گه خال شده عارض زیبای تو بوسم — گه گشته صبا غنچهٔ لبهای تو بوسم
گه شانه شده زلف چلیپای تو بوسم — گه سرمه شده نرگس شهلای تو بوسم

گه رنگ حنا گشته کف پای تو بوسم

در هجر تو روزم ز صد آفت به شب آمد — هر شب که بیامد به سرم یک غضب آمد
ای آفت هستی ما را سبب آمد — ز دود آتشی که در یاد تو جانم بلب آمد

لعل لب جان بخش مسیحای تو بوسم

مقصود من از کعبه و بتخانه بود تو — دین حب رخت کفر منت الفت گیسو
آئی چو مه نو به شبی ای بت نیکو — از فرط ادب سجده کنم در خم ابرو

در جوش جنون زلف چلیپای تو بوسم

ای چشم فلک مثل تو در دهر ندیده — سروی چو تو در گلشن عالم نه دمیده

گاہی چو بیابانی بمن درد رسیدہ ‌ ‌ ‌ جاروب ز مژگاں کنم و فرش ز دیدہ
ہر جا کہ ہمی پائے خود آں جائے تو بوسم

خواہم کہ بیایم بحریم حرمت راہ ‌ ‌ ‌ لیکن نشود بار سرا تا در درگاہ
آیم بہ گلستاں بہ تمنائے تو اے ماہ ‌ ‌ ‌ چوں وصل تو دستم نہ دہد شام و سحرگاہ
گل را بخیالِ رُخِ زیبائے تو بوسم

با قصر بہرے دلدم ونے خواہش گلزار ‌ ‌ ‌ ہجرانہ طلب سازم ونے مائل کہسار
مطلب نہ ز فردوس نہ از حور سر و کار ‌ ‌ ‌ شاہا بدلم ہست تمنا کہ بیک بار
آں عتبۂ والائے فلک سائے تو بوسم

شد منفعل از ماہ رخت مہر درخشاں ‌ ‌ ‌ شرمندہ ز حسن تو بود یوسف کنعاں
گویم چہ شود حال من خستہ ہجراں ‌ ‌ ‌ بینم چو جمال تو بخواب ای مہ تاباں
در پائے تو ہم خاک قدمہائے تو بوسم

آید نہ بہر دیدہ و دل نور جلالت ‌ ‌ ‌ واقف نبود ہر بشر از حد کمالت
عاصی چہ رسد تا بہ در قصر جلالت ‌ ‌ ‌ محروم چو گشتم من عاجز ز وصالت
بس پائے خیالت بہ تمنائے تو بوسم

تضمین بمصرع حضرت جامی علیہ الرحمۃ

محبوب خاص خالق ارض و سما ہے تو ‌ ‌ ‌ سرتاج انبیا و شہ اولیا ہے تو
خورشید آسماں سخا و عطا ہے تو ‌ ‌ ‌ سب خلق تیرے نور سے نور خدا ہے تو
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تو بحرِ کائنات کا دُرِّ یتیم ہے
مختارِ کارخانۂ ربِّ عظیم ہے
تیرا نہ ہے عدیل نہ کوئی سہیم ہے
محتاج تیری خلق ہے اور تو کریم ہے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

دونوں جہاں میں تیری بزرگی ہے آشکار
ہے خلق ساری تیرے کرم کی امیدوار
جھکتا ہے تیرے سامنے ہر ایک ذی وقار
ہے تیرے ہاتھ میں قلمِ عفوِ کردگار

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شاہا ہے تیرے دم سے غنا ہوئی ہست و بود
دریا اگر نہ ہو تو حبابوں کی کیا نمود
پایا ہے دو جہان نے تیرے نور سے وجود
اے چشمۂ عطا و کرم بحرِ فیض و جود

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

تیرا ہی زلہ خوار ہے دنیا میں ہر کوئی
جن و بشر ملک ہو ولی یا کہ ہو نبی
اور عاقبت میں بھی تیرے محتاج ہیں سبھی
کس کی مجال ہے کہ کرے ہمسری تری

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

رونق فزائے انجمنِ لامکاں ہے تو
دونوں جہاں میں باعثِ امن و اماں ہے تو
سایہ ہے جس کا عرش پہ وہ آسماں ہے تو
شیرازہ صحیفہ کون و مکاں ہے تو

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے باعثِ وجودِ جہاں سید الانام
تیرے بغیر نکلا نہ ہرگز کسی کا کام
وابستہ تیرے دامنِ دولت سے ہیں تمام
وجہ قبول توبۂ آدم ہے تیرا نام

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پہنچے جو عرش پر شبِ معراج مصطفیٰ
تھی اک طرف تو کثرتِ ارواحِ انبیا

اِک ایک سمت فوج ملائک کا تھا پرا — شانِ حبیب دیکھ کے کہتے تھے برملا

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہو جائے ہر وصف جو ہر موئے تن زباں — شمہ نہ ہو سکے تیرے اوصاف کا بیاں
ہر چند طول ہے تیری مدحت کی داستاں — لیکن ہے میرا اور یہی قول ہر زماں

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایسا کیا ہے تیغِ رسالت نے بندوبست — سب مٹ گئے جہاں میں جتنے تھے بت پرست
جو سر بلند تھے انہیں تو نے کیا ہی پست — تجھ سے ہیں سب جہان کے زبردست زیردست

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرتاجِ آسمان و زمیں نورِ خاصِ رب — شاہِ اُمم خدیوِ عجم خسروِ عرب
عالی نسب بلند حسب ہاشمی لقب — تو مثلِ مہر انبیا ذرّے ہیں تیرے سب

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترکِ ادب ہے گرچہ ہماری یہ گفتگو — لیکن نکال لیتے ہیں ہم دل کی آرزو
محبوبِ خاص حضرتِ جلّ و علا ہے تو — لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اسکو نہ کیوں نجات ہو جو تیرا نام لے — عاصی کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو تھام لے
وقتِ اخیر شانِ رحیمی سے کام لے — تیرے سوا پناہ کہاں یہ غلام لے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مخمس بر غزل حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدرِ مصنف

گر لمعۂ از مہر درخشان تو یابند — در پرتوِ از گوہر دندان تو یابند

بوئے اگر از سیب زنخندان تو یابد — گر قطرۂ از چشمۂ حیوان تو یابند

جان از سر نو باز شہیدان تو یابند

اے منفعل از ماہِ رخت مہر درخشان — شرمندہ ز حسن تو بود یوسف کنعان

چون سایہ بپائے تو فتد سنبل پیچان — گر دستہ زلف تو بگیرد ز عبیر الان

تا بوئے از آن زلف پریشان تو یابند

تا چند کنی جور و جفائے ستم آرا — بنما رخ پر نور تو اے شوخ خدارا

جز یاد تو در خاطر ما نیست کسے را — برہم بزن ندار دلِ دیوانۂ ما را

پر حسرت و اندوہ بیابان تو یابند

اے زلف چلیپای تو غارت گر دلہا — بر چشمان سیہ مست تو و ساغر صہبا

دو عارضِ پر نور تو رشک ید بیضا — آیند بہ بزم تو بہم خضر و مسیحا

آبے مگر از چاہ زنخدان تو یابند

زلف تو بود دام دل و جان خردمند — کے گشت رہا ہر کہ بیافتاد دران بند

اہل ہوس اسرار نگاہ تو چہ دانند — زان نوک مژہ گر سر زخمش بہ کشایند

صدہا بہ دلم ناوک و پیکان تو یابند

پیش لب و دندان تو ای خسرو خوبان — خجلت زدہ در معدن لعل بدخشان

آئی چو دمی بہر تفرج بہ گلستان — در جیب کند غنچہ و گل نیز بدامان

گر شمہ از بوئے گریبان تو یابند

اے منفعل از طرز خرام تو قیامت — سرو چو تو رستہ نہ بہ بستان لطافت

با سایۂ صفت دور بنا گشتیم زیامت — یاران چو بجویند بہ میدان محبت

گوئے دلِ ما نیز بداماں تو یابند

آں ساقیِ غارتگر دین و خرد و ہستی ۔۔۔ نزدیک شدہ ہست رہ ہوش بہ پستی
در بزم تو ہر کس چہ کند بادہ پرستی ۔۔۔ پیراہن جاں چاک کنند از رہ مستی

گر رشحہ از جام تو مستان تو یابند

عمریست بہ خاک درت افتادہ امی جاں ۔۔۔ شد لیک نہ رحم بحال من نالاں
آخر چہ جوابش دہی اے سرو خراماں ۔۔۔ روزیکہ شود پرسش احوال شہیداں

خون ہمہ عشاق بداماں تو یابند

ہرچند بود جلوۂ آں ماہ بہر جا ۔۔۔ حاصل چہ ازاں گر نبود دیدۂ بینا
عاصیؔ چہ رسد کس بہ سراغ بت یکتا ۔۔۔ جویند بسے کوہ و بیابان چو زلیخا

عاجز بدلت آں مہ کنعان تو یابند

خمسۂ دیگر بر غزل حضرت ناظم سلمہ اللہ

بالذات اگرچہ تو عیاں ہو نہیں سکتا ۔۔۔ مظہر تیرا بے نام و نشاں ہو نہیں سکتا
تو لاکھ چھپے جلوہ نہاں ہو نہیں سکتا ۔۔۔ جز تیرے مجھے اور گماں ہو نہیں سکتا

یہ ہو نہیں سکتا ہے کہ یاں ہو نہیں سکتا

بتلاتی ہے سب حال عنایت تیری مجھکو ۔۔۔ ہو جاتی ہے معلوم حقیقت تیری مجھکو
دکھلاتی ہے آئینہ جو وحدت تیری مجھکو ۔۔۔ ہر شئے میں نظر آتی ہے صورت تیری مجھکو

جلوہ جو عیاں ہے وہ نہاں ہو نہیں سکتا

کرتا نہیں میں نالہ و فریاد ہمیشہ ۔۔۔ رہتا ہوں تصور میں ترے شاد ہمیشہ

یہہ منزلِ مقصود ہے آباد ہمیشہ | رہتی ہے مرے دل میں تیری یاد ہمیشہ
مہمان سے خالی یہہ مکاں ہو نہیں سکتا

یہہ تو کہو تنہائی میں پاؤں نہیں کیونکر | محفل میں ہیں دشمن میں بلاؤں نہیں کیونکر
داغِ جگر اپنا میں بتاؤں نہیں کیونکر | احوالِ شبِ درد سناؤں نہیں کیونکر
یاری نہیں دیتی ہے زباں ہو نہیں سکتا

شمشاد ہے قامت تیری رخسار ہیں دو گل | یہہ چشمان سیہ ہیں تیری دو ساغرِ پر مُل
تو غنچہ دہاں زلف تیری غیرتِ سنبل | اے گل تیری فرقت نے بنایا مجھے بلبل
کچھ کام بجز شور و فغاں ہو نہیں سکتا

ہے محفلِ دشمن میں جو تکرار مجھی سے | معلوم ہوا کیوں ہے یہہ اصرار مجھی سے
مطلب ہے کہ سن لیں میرا اظہار مجھی سے | وہ پوچھتے ہیں حالِ دلِ زار مجھی سے
یہہ حال ہے میرا کہ بیاں ہو نہیں سکتا

اے یار رحم میرے حال پہ ہو بہر خدا کچھ | تجویز ہو بیمارِ محبت کی دوا کچھ
یہہ سوچ کے ملجائیگا الفت کا صلا کچھ | رو رو کے میں کہتا ہوں ہے پاس وفا کچھ
ہنس ہنس کے وہ کہتے ہیں کہ ہاں ہو نہیں سکتا

گو جامِ مجازی کا یہاں دور ہے زاہد | عشاق کی مستی کا عجب طور ہے زاہد
تجھ میں یہہ کہاں حوصلہ غور ہے زاہد | یہہ پردہ ہے اس پردہ میں کچھ اور ہے زاہد
جز عشقِ خدا عشقِ بتاں ہو نہیں سکتا

گو زخمِ جگر لائقِ مرہم ہے نہیں ناظم | لذت مگر اس درد کی کچھ کم ہے نہیں ناظم
رسوائی کا عاصی کو بھی ماتم ہے نہیں ناظم | بدنام اگر عشق میں ہوں غم ہے نہیں ناظم

کیا راحت جاں آفت جاں ہو نہیں سکتا

مخمسہ دیگر بر غزل ایضاً

کہا نہ عرض ہمارا سلام کر کے پلٹ
ہو جس طریق سے مقصد تمام کر کے پلٹ
پلٹ جو بزم سے انکی تو نام کر کے پلٹ
ادھورا آج بھی قاصد نہ کام کر کے پلٹ
ادا تمام ہمارا پیام کر کے پلٹ

کچھ اسکا شکوہ خدا کی قسم نہیں قاصد
یہ بات قابل رنج و الم نہیں قاصد
بلا ہی لیں تو عنایت یہ کم نہیں قاصد
اگر وہ تجھ سے نہ بولیں تو غم نہیں قاصد
تو انکے سامنے جا کر سلام کر کے پلٹ

انہی کے بندۂ الفت ہیں راہب و عابد
اگرچہ آئینے وہ ہیں پر ایک ہے شاہد
انہی کے در کے ہیں سب شیخ و برہمن ساجد
ادھر ہے کعبہ ادھر دیر ہے سن اے زاہد
یہاں سلام وہاں رام رام کر کے پلٹ

ہماری قتل کی اے شمشیر کھینچنے والو
خدا کے واسطے قاتل سے تم ذرا پوچھو
شہید ناز پہ اتنا کرم تو فرماؤ
کریگا دفن بھلا کون تیرے عاشق کو
جو لی ہے جان تو کچھ اہتمام کر کے پلٹ

تیرے فراق میں یہ دونوں ہیں بے آب
وہ یاد زلف میں خستہ یہ یاد رخ میں خراب
یہ بیقرار ہیں انکو تو شب کو وہ بیتاب
تیری تلاش میں کہتا ہے مہر سے مہتاب
کہ صبح کر کے چلا میں تو شام کر کے پلٹ

اگرچہ ناز کا قاتل کے لے رہا تھا مزا
مگر جو شوق تھا عاصی کو ذبح ہونیکا

سمجھ کے دل کو یہ رہ جائے پھر نہ یہ جھگڑا — رکی جو تیغ تو ناظم رگِ گلو نے کہا
ذرا سا کام ہے باقی تمام کر کے پلٹ

خمسہ ایضاً

بلا ہو جائیگا سودائے جاناں میں نہ سمجھا تھا — کروں گا تار تار اپنا گریباں میں نہ سمجھا تھا
رہیگا صورتِ سنبل پریشاں میں نہ سمجھا تھا — کریگی دل کا وہ خوئے زلفِ پیچاں میں نہ سمجھا تھا
پھنسیگا کفر کے پھندے میں ایماں میں نہ سمجھا تھا

کیا تھا قتل پہ اسکو بڑی مشکل سے آمادہ — یہ سمجھا تھا کہ طے ہو جائیگا ہر روز کا جھگڑا
یہ کیا معلوم تھا دشمن بیگانہ خود گلا اپنا — ہزار انسے کیا مڑ مڑ کے شکوہ سخت جانی کا
سنیگی باڑ کی شمشیر براں میں نہ سمجھا تھا

تمہارے عشق میں برباد کی ہے مینے عمر اپنی — تمہیں انصاف سے کہدو تمہیں بات کیسی
محبت میں وفا کی کون سی صورت اٹھا رکھی — تمہیں اپنا سمجھ کر مینے اپنی جان تک دیدی
خود اپنے دل کو اپنا دلِ میرِ جاں میں نہ سمجھا تھا

نہ تھا معلوم اسکے پیچ و خم ہیں عشق کے پھندے — سمجھتا تھا میں ان حلقوں کو اپنی آنکھ کے حلقے
تصور میں بلائیں لیتا تھا میں سنبلستاں کے — نظر میں پھرتی ہے زلفِ گرہ گیر اسکے دیکھے سے
کڑی پڑ جائیگی زنجیر زنداں میں نہ سمجھا تھا

بلا سے ہو نہ سہتے جور و جفا میں حشر تک جیتا — تصور بھی نہ کرتا موت کا میں حشر تک جیتا
خضر سے مانگتا آب بقا میں حشر تک جیتا — نہ کرتا اپنے مرنے کی دعا میں حشر تک جیتا
وہ ہونگے اتنے نالاں تیغ عریاں میں نہ سمجھا تھا

یہ آگاہی کبھی ہو گئے مجھ پہ ظلم ناروا لیکن
گل و بلبل کا افسانہ بھی مجھ کو یاد تھا لیکن
خبر تھی ملتی ہے جرم محبت کی سزا لیکن
ہنسائیگا پھر رونا انہیں معلوم تھا لیکن
رولائیگا مجھے وہ رو کے خنداں میں نہ سمجھا تھا

نہ پوچھو شکل بلبل خلد میں ہوں کسلئے مضطر
کہوں کیا اشک کیوں آنکھوں میں ہیں کیوں آہ لب پر
بتاؤں کیا کہ کسکے واسطے میں تن رہا ہوں سر
گل گلزار طیبہ یاد آجاتے ہیں رہ رہ کر
مجھے یہ خار دیگا باغ رضواں میں نہ سمجھا تھا

سنو عاصی یہ کہتا ہی سدا تم کو سنو ناظم
بجا کہتے ہو کہتے ہو جو تم مقطع میں یہ ناظم
مزے لے لیکے ٹکسالی زباں کی داد دو ناظم
خدا کے فضل سے میں جانشین داغ ہوں ناظم
مجھے مانیگے سب شاعر زباں داں میں نہ سمجھا تھا

مسبع در معراج شریف

کیوں جہاں نور سے معمور ہوا آجکی رات
کیوں ترقی پہ ہے تاروں کی ضیا آجکی رات
کیوں سماوات پہ ہے جشن بپا آجکی رات
کس لئے دن سے منور ہی ہوا آجکی رات
کیوں سنوارا گیا ہے عرش علا آجکی رات
کونسا ہوگا قمر جلوہ نما آجکی رات
دیکھنا کس کا ہے منظور خدا آجکی رات

کسکے جلوے سے ہے پر نور یہ عالم سارا
طور کا کسلئے پھر آج کھنچا ہے نقشا
سارے عالم کو لٹانے لگا جلوہ کسکا
آج ہر دشت ہے کیوں وادیٔ ایمن سے سوا
کسلئے غش میں ہیں پھر آج جناب موسیٰ
کسکے رخسار منور سے ہٹا ہے پردا
ذرہ ذرہ ہے کہ خورشید بنا آجکی رات

کیوں سجے جاتے ہیں فردوس معلی کے مکاں — کیوں جواہر سے ہیں آراستہ نوران جناں
مست کیوں فرط مسرت سے ہیں سارے غلماں — ہر طرف کسلئے ہے عیش طرب کا ساماں
آج آتا ہے نظر کسلئے خرم رضواں — کونسا گلبدن اس باغ میں ہوگا مہماں

کیوں ہے جنت کی فضا روح فزا آجکی رات

فرط شادی سے ہیں پھولا نہ سمایا گلشن — بھر گیا کسلئے پھولوں سے صبا کا دامن
وصف میں کسکے ہیں مصروف زبان سوسن — پتہ پتہ ہے یہ کیوں چاند سے بڑھکر روشن
چہچہاتے ہیں کیوں شاخ پہ مرغان چمن — کیوں ہر اک غنچے پہ ہے آج غضب کا جوبن

دلربا کیوں ہے ہر اک گل کی ادا آجکی رات

ہے جو آب شجر طور جو ہر شاخ شجر — رو کش شمع سر طور ہے اک اک گل تر
قمقمے نور کے آتے ہیں نظر سارے ثمر — بہتی ہے نہر رواں قلزم رحمت بنکر
ہو کے حیرت زدہ کہتی ہے یہ حوروں کی نظر — کسکی آمد ہے یہ ہے کون حبیب داور

کسلئے خلد کا عالم ہے نیا آجکی رات

کسکی پابوسی کا مشتاق ہے عرش اعلی — کونسا صدر نشیں ہوتا ہے رونق افزا
جا بجا قدسیوں کا آج ہے مجمع کیسا — لامکاں منتظر جلوہ ہے یارب کسکا
کسلئے عطر فشاں آج ہے جنت کی ہوا — کیوں ملک کہتے ہیں سب صل علی صل علی

وجد میں کسلئے ہیں ارض و سما آجکی رات

کیوں جھکی پڑتی ہے سجدے کو فرشتوں کی جبیں — پر بچھائے ہوئے کیوں آج ہیں جبریل امیں
انبیا دیکھتے ہیں شوق سے کیوں سوئے زمیں — چشم بر راہ ہے کس ماہ کیلئے عرش بریں
کیوں نہاں رات کے پردے میں ہے خورشید مبیں — ماہ کیوں آج خجالت سے ہوا گوشہ گزیں

حور و غلماں ہوئے کیوں غرق حیا آج کی رات

کون آتا ہے یہ تخلیق جہاں کا مقصد — لامکاں میں ہے بچھے آج یہ کس کی مسند
اسکا ہے نام جسے کہتے ہیں احمدؐ احمدؐ — کونسا گل ہے یہ سرتاج بہار سرمد
قدسیوں کو ہوئی کیوں آج مسرت بیحد — گلشن قدس میں کس گل کی ہے آمد آمد

باغ وحدت کی ہے کچھ اور ہوا آج کی رات

چھائی ہے میکدۂ دہر پہ رحمت کی گھٹا — اور بدلی ہوئی ہے گلشن عالم کی ہوا
جمگھٹا ہے مے توحید کے میخواروں کا — کانوں میں آرہی ہے قلقل مینا کی صدا
دم بدم بادۂ عرفاں کا ہے ساغر چلتا — بیخود و مست نظر آتے ہیں ارباب صفا

ہے شب قدر سے بڑھکر بخدا آج کی رات

ہر جگہ جوش مسرت کا نیا ہے عالم — آج عشرت سے بدل جائینگے سب رنج و الم
زلف کی طرح بکھر جائیگا شیرازۂ غم — ہو گئے اب فکر کے اوراق بھی درہم برہم
آج آتی ہے نظر ساری خدائی خرم — کہتے ہیں فرط مسرت سے فرشتے باہم

نور حق ہوتا ہے مہمان خدا آج کی رات

واقف سر خدا ختم رسل شاہ امم — باعث فخر جہاں مایۂ ناز آدم
غنچۂ باغ حدوث و گل گلزار قدم — جوہر کان وجود و در دریائے عدم
مہر و مہ کہتے تھے پردو نہیں فلک کے باہم — جسکے رخساروں سے پر نور ہیں دونوں عالم

بہر سیر آتا ہے وہ بدر دجیٰ آج کی رات

کیسے بن ٹھن کے چلے ہیں میرے مولا دیکھو — دل پسے جاتے ہیں لاکھوں کے یہ چلنا دیکھو
چشم حق بیں پہ ہے مازاغ کا سرما دیکھو — سر اقدس پہ ہے حجابات کا عمامہ دیکھو

دلربایانہ وہ حسنِ شہ والا دیکھو — آؤ آؤ ذرا یہہ طرفہ تماشا دیکھو

خود خدا ہو گیا ہے محو لقا آجکی رات

فخر سے کہتا تھا تن تن کے براقِ حضرت — مجھسے کب ہے کسی مرکب کو بھلا کچھ نسبت

فضل خالق سے ملی آج مجھے جو عزت — کسکو کونین میں حاصل ہوئی ایسی دولت

آج ہے دلمیں نظر بازو نئے میری عظمت — اوج پر ہے شبِ معراج میں میری قسمت

پشت پر ہیں میرے محبوب خدا آجکی رات

قدسی کہتے تھے ہے کیا شکل پیاری دیکھو — آرزو پوری ہوئی آج ہماری دیکھو

وہ چلی آتی ہے حضرت کی سواری دیکھو — ہر قدم پر ہے فدا باد بہاری دیکھو

اور جلوداری میں ارواح ہیں ساری دیکھو — پیشوائی کو بڑھی رحمت باری دیکھو

عرش پر آتے ہیں محبوب خدا آجکی رات

نور حضرت کا نہ تھا نور الٰہی سے جُدا — ظاہری شان یہ ہوتا تھا بشر کا دھوکا

دیکھتی تھی کبھی انکو جو چشمِ بینا — اور ہی شان نظر آتی تھی اسکو بخدا

کھل گیا راز یہ معراج میں آخر اُنکا — اُٹھ گیا خلوتِ توحید کا جب درمیں پردا

ایک جا ہو گئے دو نور بقا آجکی رات

حق نے معراج میں یہ سرورِ عالم سے کہا — کہ نہیں ہے مجھے محبوب کوئی تم سے سوا

تجھ میں اور ہم میں نہیں اب کوئی حائل پردا — مٹگیا رنگ دوئی آج جدا وہ نقشہ

تاج اب سے شفاعت کا تمہیں کو بخشا — فکر اُمت کے گنا ہوئی نکرنا اصلا

جو کرو ہوگی وہ مقبول دُعا آجکی رات

کسکی نعلینِ مبارک کا تصدق یہ تھا — ہوگئی اُمت مرحومہ جو دوزخ سے رہا

رحمتِ حق کے ضرے لوٹے نہ شہ نے تنہا
کیوں خیال انکو نہ معراج میں اسکا رہتا
عاصیوں کو بھی شرف آپ نے شرکت کا دیا
رات دن جسکے لئے کرتے رہے رو رو کے دعا

بھول سکتے تھے وہ امت کو بھلا آجکی رات

ذکرِ معراج سے ہوتا ہے عجب دلکو سرور
عاصی ہیچمداں کا ہے بھلا کیا مقدور
ناظرِ اللہ تمھارا تھا تم اس کے منظور
رنج و غم ہوتے ہیں عشاق کے دل سے کافور
کر سکے کچھ شبِ معراج کی حالت مسطور
یادگار شبِ معراج مبارک میں حضور

ہر طرف جشن ہے شاہانہ بپا آجکی رات

ترجیع بند

چناں بہ خستہ دلم را فراق سیمبرے
نہ ہست آہ جگر را بکوئے او گذرے
کہ ماند تاب اقامت نہ طاقتِ صبرے
چگونہ عرض کنم حال خود بہ آں قمرے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ مانمی برد خبرے

عطا ہوں ایسے پر و بال یا رسول اللہ
کیا فراق نے پامال یا رسول اللہ
کہ اڑکے پہنچوں وہاں اس سال یا رسول اللہ
میں کیسے عرض کروں حال یا رسول اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسئ مانمی برد خبرے

پڑا دکن میں ہوں ناچار تمسے کون کہے
قریب مرگ ہے بیمار تمسے کون کہے
تڑپ رہا ہے دل زار تمسے کون کہے
پلاؤ شربتِ دیدار تمسے کون کہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مائمی برد خبرے

تمھارے ہجر میں ہر روز تازہ آفت ہے
ہمارے حق میں ہر اک شب شب قیامت ہے
جگر پہ کوہ الم جان پر مصیبت ہے
یہ تم سے کون کہے جو ہماری حالت ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مائمی برد خبرے

تڑپ رہا ہوں میں ان رات درد فرقت سے
بلا لو جلد مدینہ میں اپنی رحمت سے
گذر رہا ہے دکن میں بڑی مصیبت سے
مگر یہ کون کرے عرض جا کے حضرت سے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مائمی برد خبرے

مدینہ آؤں شہ انس و جاں یہ مشکل ہے
کروں فراق میں ضبط فغاں یہ مشکل ہے
رہوں دکن میں مرے دو جہاں یہ مشکل ہے
سناؤں حال دل ناتواں یہ مشکل ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مائمی برد خبرے

غم فراق سے دل مضطرب ہے سینے میں
مزا رہا نہیں کچھ اب ہمارے جینے میں
نہ لطف کھانے میں ملتا ہے کچھ نہ پینے میں
یہ ان سے کون کہے جا کے اب مدینے میں

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسئے مائمی برد خبرے

پڑا ہوں روضہ سے اتنی پرے یا رسول اللہ
رہا نہ آنے کا مقدور یا رسول اللہ

کیا ہے ضعف نے معذور یا رسول اللہ ۔ ہوں عرض حال سے مجبور یا رسول اللہ

نہ قاصد ہے نہ صبا ئے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسے حامی برد خبر ے

ہوی ہے ہجر میں اب زندگی میری دشوار ۔ کہ کر رہا ہے ترقی یہ تن بدن آزار
جگر مریض اودہر ہے تو دل ادہر بیمار ۔ میں کیسے حال کروں عرض آپ سے سرکار

نہ قاصد ہے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسئے حامی برد خبر ے

بدل گئی ہے روش آجکل زمانے کی ۔ فلک کو فکر ہے ہر دم میرے ستانے کی
ہوی ہے راہ بھی اب بند آنے جانیکی ۔ رہی سبیل نہ کچھ درد دل سنانے کی

نہ قاصد ہے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسئے حامی برد خبر ے

دکن میں ہو نہیں سکتی اسیری بسر حضرت ۔ بیٹے ہیں طائر بسمل دل و جگر حضرت
رفیق ہے مرا کوئی نہ چارہ گر حضرت ۔ خدا کیواسطے عاصیؔ کی لو خبر حضرت

نہ قاصد ہے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسئے حامی برد خبر ے

ترجیع بند

دیوانہ بنایا مجھے سودائے نبی نے ۔ شیدا کیا اون گیسوؤں کی بوالعجبی نے
شوریدہ کیا آپ کی شیریں لقبی نے ۔ بڑھکر یہ کہا درد سے درماں طلبی نے

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پروانۂ شمع رخ محبوب خدا ہوں
میں قمری سرو قد شاہ دوسرا ہوں
بلبل کی طرح عارض گلگون پہ فدا ہوں
اس باغ میں یوں صبح و مسا نغمہ سرا ہوں

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

عقبیٰ کی نہ خواہش ہے نہ دنیا کی تمنا
شمشاد سے مطلب نہ طوبیٰ کی تمنا
کوثر کی نہ فردوس معلا کی تمنا
ہے دلمیں شہ یثرب و بطحا کی تمنا

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

مشہور یہ ہے قیس تھا لیلیٰ کا طلبگار
تھا خسرو پرویز بھی شیریں کا خریدار
وامق کو تو دنیا میں تھا عذرا سے سروکار
میں تو ہوں فقط احمد مرسل کا گرفتار

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میں بلبل شیدا کے طریقے سے جدا ہوں
جز روئے محمد نہ کسی غیر کو چاہا ہوں
میرا نہیں مذہب کہ کسی گل پہ فدا ہوں
گر ہوں تو اسی شمع کا پروانہ سدا ہوں

دل کو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

پھولوں کی تمنا نہیں جز بوئے محمد ﷺ
جنت بھی گوارا نہیں بے روئے محمد ﷺ

یارب تو بنا مجھکو سگِ کوئے محمدؐ
ہر وقت مری آنکھ رہے سوئے محمدؐ

دلکو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جاں برلب و در دل ہوسِ روئے تو دارم
در گردنِ دل حلقۂ گیسوئے تو دارم
مد نظر آں قامتِ دلجوئے تو دارم
ہیگویم و وز دیدہ نظر سوئے تو دارم

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میں وہ ہوں کہ دل اور پہ وارا نہیں کرتا
گر حور بھی آئے تو نظارا نہیں کرتا
اس شیشے میں پریوں کو اتارا نہیں کرتا
بے شاہ کے جنّت بھی گوارا نہیں کرتا

دلکو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

جی اٹھتے ہیں مردے بھی یہ شیریں سخنی ہے
گل سر بہ گریباں ہیں یہ گل پیرہنی ہے
شرمندہ ہیں غنچے بھی یہ غنچہ دہنی ہے
سایہ نہیں پڑتا ہے یہ نازک بدنی ہے

دلکو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

فردوس میں پہنچا جو وہ اللہ کا پیارا
جس سمت گذرتا تھا وہ سرو چمن آرا
ہر ایک لگا کرنے تعجب سے نظارا
ہر حور کا ہاتھ یہی ہوتا تھا اشارا

دلکو مرے تسخیر کیا اُس عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آمد
چوں روئے تو از دور مرا در نظر آمد
دودیست کز و بوئے کباب جگر آمد
بے ساختہ ایں نغمہ سرود ز قلبم بدر آمد

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

اس حسن سے تابندہ ہے گیسو کا مرے یار
ہے سنبل پیچاں نہیں حلقو میں گرفتار
خوشبو سے مہکتی ہے سر پاک پہ دستار
کہتی ہے قیامت بھی تیری دیکھ کے رفتار

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دیکھو تو ذرا چشم فسوں کار کی تاثیر
جن و بشر و حور و ملک ہی نہیں نخچیر
کرتی ہے جہاں اک نگہہ ناز سے تسخیر
نقاش ازل نے بھی کہا کھینچ کے تصویر

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

دیکھو تو ہے کس شان سے خط رخ پہ نمودار
گردوں پہ خجل ہوتے ہیں عیسیٰ و ہم گفتار
گویا کہ خضر آب بقا کے ہیں طلبگار
یوسف نے کہا دیکھ کے وہ جلوہ رخسار

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قسمت جو مدینے کی دکھائے مجھے صورت
دنیا سے نہ کچھ کام نہ ہو خواہش دولت
تا عمر نہ چھوڑوں میں کبھی وہ در رحمت
یہ کہتا رہوں دیکھ کے میں جانب حضرت

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

میدان قیامت میں جب آئیں شہ ابرار — حاضر رہے اس جا پہ یہ عاصی دل افگار
ہو لطف وہاں پیش جو آجائے یہ تکرار — خالق یہ کہے اور یہ میرا ہی ہو اظہار

دلکو مرے تسخیر کیا اس عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

ترجیع بند

محو نظارہ خود صد چو زلیخا داری — نفس روح فزا چوں دم عیسیٰ داری
دست پر نور مثال ید موسیٰ داری — جلوۂ خالق یکتا بہ سراپا داری

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن وہ حسن کہ عش عش جسپہ ہے سارا عالم — مُردوں میں آتا ہے اعجاز سخن سے ترے دم
دست روشن سے جھپکتے ہیں نگاہیں پیہم — جسنے دیکھا تجھے کہنے لگا اے شاہ امم

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مہر و مہ عارض پر نور پہ تیرے ہیں فدا — لعل لب کو تیرے جان بخش ہے کہنا زیبا
دست روشن ہے تیرا مجمع انوار خدا — دلسے عشاق کے ہر دم یہی آتی ہے صدا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جب ہوئے چرخ پہ مہر جبیں رونق افزا
نور خالق سے منور جو سراپا دیکھا

وجد میں آئے مسرت سے کلیم و عیسیٰ
ہر ملک کہنے لگا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چہرۂ پاک ترا زینتِ روئے گلزار
ماہ و خورشید چمکتے ہوئے دونوں رخسار

ہے ہوائے لبِ جاں بخش علاجِ بیمار
تیرا ہمسر نہیں کونین میں کوئی زنہار

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حسن جب مبدءِ فیاض سے تقسیم ہوا
بہرا اسی شئے سے ہوا ہر میں اسکا ٹھہرا

ہر حسیں کو ہوئی مخصوص کوئی چیز عطا
تجکو خالق نے کیا مظہرِ کامل اپنا

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کہتے ہیں تجکو حسینانِ جہاں شاہنشاہ
رتبہ حسن سے تیرے تو ہوئے کیا آگاہ

ہر حسیں کی ہے یہ حسرت ہو غلامِ درگاہ
ہاں تجھے دیکھ کے کہتے ہیں یہی سبحان اللہ

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

نیک دل لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن
مہ جبیں غیرتِ خورشید بلوریں گردن

نازک اندام دل آرام حسین عیسیٰ فن
تجھ پہ سو جان سے قربان ہیں اے فخرِ زمن

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ہر اک دلبر طناز کے دل کا ہے مکیں — تیرے دروازے پہ جھکتی ہے جبین خوبی نہیں
گرچہ مشہور زمانہ ہو بہت کوئی حسیں — ہمسری تیری کرے حسن میں ممکن ہی نہیں

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

گلشن خلد میں پہنچے جو ہمارے سرکار — جلوہ رخ سے دوبالا ہوا حسن گلزار
پھولا رضواں بھی مسرت سے سنی جب گفتار — چوم کر قدموں کو کہتی تھیں یہ حوریں ہر بار

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پڑھتے تھے حسن حسینان جہاں کا قصہ — کبھی جان تخشی میں سنتے تھے کسی کا شہرہ
پردہ جب رخ سے ترے اٹھ گیا جاناں ناگاہ — دل یہ کہنے لگا بیساختہ اللہ اللہ

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

تو ہے محبوب خدا ظل خدا نور خدا — عاصی ہیچ مداں وصف کرے کیا تیرا
گنگ ہیں اہل زباں سارے جہاں کے اسجا — بالیقیں مجمع اوصاف ہے ذات والا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

مناجات برائے دفع طاعون

یاالٰہی ہم ہیں بندے پُرخطا — تیری رحمت کی نہیں کچھ انتہا

بیکسوں کا کون ہے تیرے سوا — ہم غریبوں کی تو سُن لے اِلتجا

بہرِ نعلینِ محمّد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کردے یہ بلا

بے کس و بے بس ہیں ہم ناچار ہیں — رنج سے غم سے نحیف و زار ہیں
اُمّتی سیّد ابرار ہیں — رحم کر ہم پر کہ ہم بیمار ہیں

بہرِ نعلینِ محمّد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کردے یہ بلا

گو گنہ ہم سے ہوئے ہیں بیشمار — تو تو ہے غفّار اے پروردگار
بڑھ رہا ہے روز دل کا اضطرار — اب ہے کیا رحمت میں یارب انتظار

بہرِ نعلینِ محمّد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کردے یہ بلا

تو اگر ہو جائے یارب خشمناک — تاب کیا لائے ہماری مشتِ خاک
قہر تیرا کردے اکدم میں ہلاک — ہے مگر رحمان تیری ذاتِ پاک

بہرِ نعلینِ محمّد مصطفےٰ
یا الٰہی دُور کردے یہ بلا

عفو کر یارب ہمارے سب گناہ — ہو گئے اعمال سے اپنے تباہ
سرنگوں آئے ہیں ہم سب عذر خواہ — جز ترے اب کس سے ہم مانگیں پناہ

بہرِ نعلینِ محمّد مصطفےٰ
یا الٰہی دُور کردے یہ بلا

کر لیا طاعون نے اپنا عمل
چل رہی ہے ہر طرف بادِ اجل
آگیا آرام میں سب کے خلل
حشر برپا ہے وطن میں آجکل

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

یا خدا کیسی ہے یہ سمّی ہوا
کہتے ہیں سب درد ہے یہ لا دوا
ہر بشر ہے رنج و غم میں مبتلا
چارہ گر پھر کون ہو تیرے سوا

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہیں پریشاں حال بندے تیرے سب
ہوگئے ہیں رنج و غم سے جاں بلب
ہو مبدل رحم سے یا رب غضب
عرض یہ کرتے ہیں تجھسے با ادب

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہم ہیں بندے تو خداوند کریم
ہے دو عالم پر ترا فیض عمیم
تو ہے قادر بے عدیل و بے سہیم
اور صفت تیری ہے رحمان و رحیم

بہر نعلین محمد مصطفےٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

کر دیا ہے اس بلا نے نیم جاں
فضل سے کر دے تو اپنی شادماں
الاماں اے ربِّ اکرم الاماں
ہے یہی تجھسے دعائے بیکساں

بہر نعلین محمد مصطفےٰ

یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہو گیا ہے پانی پانی اب جگر
ہو گئی حالت ہماری پر خطر
مبتلا ہے رنج میں شام و سحر
رحم کر یا رب ہمارے حال پر

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں بیقرار
رو رہے ہیں تیرے بندے زار زار
تیری رحمت کے ہیں اب امیدوار
رحم فرما اے میرے پروردگار

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

اے کریم و کارساز دو جہاں
ہے تیری ہی بارگہ دار الاماں
یہ مصیبت سخت ہے ہم ناتواں
چھوڑ کر ہم در تیرا جائیں کہاں

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

آیا جو دنیا میں اک دن جائیگا
ہے مگر یہ عرض اے رب العلا
خوف مرنے سے کریں ہم کیوں بھلا
اضطراری موت سے ہم کو بچا

بہر نعلین محمد مصطفیٰ
یا الٰہی دور کر دے یہ بلا

عرض ہے عاصی کی اے رب کریم
وقت آخر کا بہت ہے اسکو بیم
کر عنایت اسکو تو قلب سلیم
دسترس پائے نہ شیطان رجیم

بہر نعلین محمّد مصطفیٰ
یاالٰہی دور کر دے یہ بلا

ساقی نامہ

ساقی ذی مرتبہ عالیجناب
آج ہے ویکھ میری حالت خراب

بادۂ دیدار پلا دے شتاب
اپنے پلا نوش سے کیسا حجاب

اے مدنی برقع وکی نقاب
سایہ نشین جبہ ہو آفتاب

عرض ہے اے ساقی ہست الست
آج پھر آیا ہوں میں ساغر بدست

تیرے ہی میخانے کا ہوں مے پرست
اتنی پلا مجھکو کہ ہو جاؤں مست

جام سے بیخودی بجاے دل
عالم حیرت کی خبر لائے دل

مردہ دل آیا ہوں جلادے مجھے
بادۂ وحدت سے چھکا دے مجھے

جام مئے فیض پلا دے مجھے
غیر کے جھگڑوں سے چھڑا دے مجھے

نقش مٹے آنکھوں سے ناسوت کا
رنگ جمے آنکھوں میں لاہوت کا

جاہ و زر و سیم کی پروا نہیں
فکرت دنیا غم عقبا نہیں

دولت فانی پہ میں شیدا نہیں
اسکے سوا اور تمنا نہیں

مجھپہ تیری چشم عنایت رہے

میری قدح خواروں میں عزت رہے

ترک میں اب میکشی کرتا نہیں
پی کے مئے ناب مکرتا نہیں
زہد کا دم آج سے بھرتا نہیں
قاضی و مفتی سے میں ڈرتا نہیں

کیوں نہ پیوں بے گنے جام شراب
تو ہے اگر ساقی یوم الحساب

ابر امنڈ آیا سر کوہسار
ساقیا پھر آگئی فصل بہار
جوش پہ ہے رحمت پروردگار
رند سبو کش ہیں بہت بیقرار

جلوہ دکھا مہر جہاں تاب کا
دور چلے جام مے ناب کا

باعث مستی جہاں تیری ذات
تشنہ جگر در پہ ہوں پھیلا کے ہاتھ
مست نظر آتی ہے سب کائنات
جام وہ دے ساقی عالی صفات

جام سے عالم کی خبر گھر میں ہو
ساغر جمشید بھی چکر میں ہو

نشہ یہ اترے نہ مرا زینہار
جام وہ دے ساقی گلگوں عذار
آنکھوں سے دیکھوں میں مری خمار
گلشن توحید کی دیکھوں بہار

رنگ ملے زندۂ جاوید کا
پھول ہوں گلشن توحید کا

ساقی ہے مشہور ترا فیض عام
آج ہو حاصل مرے دل کا مرام
در پہ ترے آیا ہوں میں تشنہ کام
صدقے ترے ایسا پلا ایک جام

دل مے توحید سے معمور رہو
غیر خدا آنکھوں سے مستور رہو

دیکھ کے ساقی میں تیرے التفات
میکدے کی اپنے سمجھکر زکوات

صلِّ علیٰ کہہ کے بڑھاتا ہوں ہات
جام دے اک بھر کے شراب نجات

رنگ دکھا اپنی عنایات کا
قلب کو آئینہ بنا ذات کا

تجھسے ہے ساقی یہ میری التماس
سلب ہوں جس سے میرے ہوش و حواس

بھر کے پلا ساغرِ وحدت الناس
چاک کروا ہستی میں خاکی لباس

آنکھوں میں ہو نقشہ شانِ قدم
دل سے مٹے نقش حدوث ایکدم

جام وہ دے صدقہ خرابات کا
نشہ بڑہے معرفتِ ذات کا

لطف ملے سیر مقامات کا
پردہ اٹھے دل سے شیونات کا

تیرا ہی میں محوِ نظارا رہوں
تو ہی نظر آئے جدہر رُخ کروں

قید ہے یہ عالمِ کثرت مجھے
آج ملے وصل کی دولت مجھے

روز نئی ہوتی ہے وحشت مجھے
ایسا پلا ساغرِ وحدت مجھے

ساقی و میخوار و می کیف و جام
ایک نظر آنے لگیں لا کلام

صدقے تیرے ساقی عالیجناب
ہو میری مقصود کا اب فتح باب

دُور میرے قلب کا ہو اضطراب
آج پلا دے مجھے ایسی شراب

صورت آئینہ میں حیراں نہ ہوں
وادیٔ حیرت میں پریشاں نہ ہوں

ساقیٔ مہر و شرفِ آفتاب
آج محبت کی پلا کر شراب

یوں رہے حالت میری کب تک خراب
دِل سے تعین کا اٹھا دے حجاب

پھر نہ تصوّر رہے دِل کا مکیں
ایسا چڑھے نشۂ عین الیقین

جام وہ دے ساقیٔ بزمِ وجود
دِل سے مٹے نقشۂ نام و نمود

جس سے ہو طے منزلِ غیب و شہود
کھلنے لگے قلب پہ سرِّ وجود

ہوش رہیں عقل کی راہوں سے گم
خود میں رہوں اپنی نگاہوں سے گم

ثابتہ اعیان سے کردے جدا
تیری عنایت کے فدا ساقیا

آئے نظر پھر نہ کوئی دوسرا
جام مئے سِرّ مجھے ایسا پلا

رنگ اڑے عالم تشبیہ کا
نشہ جمے آنکھوں میں تنزیہ کا

ساقیٔ ذی حوصلہ عالی دماغ
ڈھونڈوں اگر لیکے میں لاکھ چراغ

دے مئے گمنامی کا بھر کر ایاغ
مجھکو بھی میرا نہ ملے کچھ سراغ

نام و نشاں سے میں مبرّا رہوں
وہم و گماں سے بھی منزہ رہوں

عالم کثرت کا نہ پاؤں اثر / نقشۂ وحدت ہی نہ آئے نظر
دونوں ہوں آنکھوں سے نہاں سربسر / اسکی خبر ہو نہ کچھ اُس کی خبر

صدقے تیرے فیض کے میں ساقیا
جام مے بیخودی ایسا پلا

آج اٹھے آنکھوں سے سارے حجاب / جام بنے دل کا مرے آفتاب
بھر دے تو اس جام میں ایسی شراب / جس سے ہر اک رند ہو فیض یاب

ساقی یہ مقبول مناجات ہو
سینہ مرا گنج خرابات ہو

عاصیٔ نااہل کا کیا حوصلہ / خود سے جو طالب ہوئے فیض کا
حوصلہ ساقی کا بہت ہے بڑا / اسلئے جرأت سے یہ کی التجا

عرض ہے ساقی یہ میری صاف صاف
گر ہو خطا اسمیں تو کر دے معاف

مُسدّس

صد شکر ہوئی شام جدائی کی سحر آج / پیدا ہوا مدت کی دعاؤں میں اثر آج
میخانۂ اجمیر میں ہے میرا گزر آج / کچھ کیف دکھاتا ہے نیا درد جگر آج

ساقی کی اداؤں کا یہ انداز جدا ہے
لڑ جائیں نگاہوں سے نگاہیں تو مزا ہے

جس صبح کے مشتاق تھے آئی وہ سحر آج / مقصود جو تھا دل میں وہ ہے پیش نظر آج

اثر انہیں مقدر پہ نہ کیوں دیدۂ تر آج	تقدیر نے رونے کا دکھایا ہے اثر آج

کیا کام نکالا ہے میری شب کی دعا نے
میخانۂ اجمیر میں پہنچایا خدا نے

اللہ رے میخانۂ اجمیر کی عظمت	دارا کو بھی حاصل نہیں دربانوں کی عزت
جمشید کا رتبہ نہ سکندر کی حقیقت	یہ میکدۂ پاک ہے میخانۂ الفت

رندوں میں یہاں رنگ اویس قرنی ہے
اجمیر کے شیشوں میں شراب یمنی ہے

کہتے ہیں اسے اہل نظر میکدۂ نور	ہر خم ہے یہاں بادۂ توحید سے معمور
پیمانوں کی آنکھیں ہیں مے عشق سے مخمور	مستی میں نظر آتا ہے ہر شیشہ سے نور

جو خم ہے وہ غیرت دہ خورشید فلک ہے
ہر قطرۂ مے دانۂ تسبیح ملک ہے

یہ میکدہ ہے مسکن ارباب طریقت	آتے ہیں پئے بادہ کشی اہل حقیقت
چلتا ہے شب و روز یہاں جام محبت	لٹتی ہے یہاں شام و سحر فیض کی دولت

اہل خرد و ہوش ہیں مدہوش اسی میں
زاہد نظر آتے ہیں قدح نوش اسی میں

میخانۂ اجمیر ہے یا خلد کا..... گلزار	یہ شیشے ہیں یا گردن خوبان طرحدار
یہ جام مے ناب ہیں یا غنچۂ رخسار	یہ بادۂ پرجوش ہے یا رحمت غفار

جب دست موکش میں پیالہ نظر آئے
ڈالی پہ شگفتہ گل لالہ نظر آئے

میخانہ ہے دا یا دَرِ فردوس کھلا ہے
شیشون مین یہہ بادہ ہے کہ دارُوئے شفا ہے

کیا عطر فشان رُوحِ فزا اس کی ہوا ہے
ہر جام کا لب بھی لبِ عیسیٰ سے سوا ہے

بے تاب و توان تاب و توان پاتے ہین آ کے یہین
مُردے بھی جو آتے ہین تو جی جاتے ہین آ کے یہین

اِس میکدہ پاک کا احوال جُدا ہے
آئینۂ توحید ہر اِک جام بنا ہے

ہر خم کا نیا رنگ ہے انداز نیا ہے
میخانہ ہے یا مخزنِ اسرارِ خدا ہے

ہر جام دکھاتا ہے نئی شان صمد کی
شیشون سے صدا آتی ہے اللہ احد کی

اِس میکدہ پاک کا کچھ فیض ہے ایسا
جس بزم مین دیکھو ہے اسی فیض کا چرچا

ہے ہاتھ مین ہر رند کے پیمانہ یہین کا
اُڑ اُڑ کے مئے فیض یہین سے گئی ہر جا

مقصود مِلا ہے تو اسی در سے ملا ہے
کچھ فیض ملا ہے تو اسی گھر سے ملا ہے

یہہ گلشنِ جنت ہے کہ میخانۂ اجمیر
اللہ رے ضیائے رُخِ جانانۂ اجمیر

پیمانۂ کوثر ہے کہ پیمانۂ اجمیر
ہے شمع سرِ طور بھی پروانۂ اجمیر

اپنے شرفِ حسن پہ ناز اس کو بجا ہے
سردارِ حسینان اسے کہئے تو بجا ہے

میخانہ یہہ میخانۂ رحمت نظر آیا
میخوار ہر اک صاحبِ ہمت نظر آیا

گردش مین یہان ساغرِ وحدت نظر آیا
ہر رند غریقِ مئے الفت نظر آیا

پیمانہ چھلکتا ہے اُبلتی ہے صراحی

کیا جوش پہ ہے بادۂ عرفان الٰہی

ساقی کا مجھے رنگ نرالا نظر آیا
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا
کیا پوچھتے ہو آنکھوں کو کیا کیا نظر آیا
آنکھ اُٹھی جدھر نور اُسی کا نظر آیا

مجبور ہوں تفصیل کی رخصت نہیں مجھکو
خاموش ہوں کہنے کی اجازت نہیں مجھکو

اے ساقیِ اجمیر پلا فیض کا اک جام
وہ جام کہ جس جام کا ہو نیک سرانجام
ممکن نہیں جاؤں ترے میخانے سے ناکام
آیا ہوں بہت دور سے سنکر میں ترا نام

پیاسا ہوں بہت دن سے لگی دل کی بجھا دے
اب ساقیٔ میخانۂ یثرب سے ملا دے

ہیں منتظر چشم عنایت ترے میخوار
یا ساقیٔ اجمیر صدا دیتے ہیں ہر بار
چہروں سے ہے یوں رنگِ عقیدت کا نمودار
گویا کہ سمجھتے ہیں تجھے رحمتِ غفّار

یہ مے کے طلبگار ترے در پہ کھڑے ہیں
یہ تشنہ جگر چشمۂ کوثر پہ کھڑے ہیں

جتنے ہیں ترے میکدۂ پاک میں میخوار
مستی تو انہیں بادہ کشوں کو ہے سزاوار
ظاہر میں ہیں دیوانے حقیقت میں ہیں ہشیار
ہیں بیخبر اپنے سے مگر دل سے خبردار

مستیٔ عشق سے گو ہوش نہیں ہیں
دل اُن کے مگر ذکر سے خاموش نہیں ہیں

ساقی تو چھلکتا ہوا اک جام پلا دے
وہ جام کہ جو دل سے کدورت کو مٹا دے
اور کر کے مصفا اُسے آئینہ بنا دے
وہ آئینہ جو صورتِ محبوب دکھا دے

میخانۂ سرکار کا میخوار رہون مین
پیمانہ کشِ لذتِ دیدار رہون مین

تو ساقی اجمیر ہے مین رند بلا نوش
کیفیت دنیا ہو مرے دل سے فراموش
وہ جام پلا جس سے ہو مستی کو مری جوش
ہر دم رہون مین بادۂ توحید سے مدہوش
جھگڑا نہ رہے پھر خرد و ہوش کا باقی
ہان اک نظرِ فیض ادھر بھی مرے ساقی

ہو شیشۂ خاطر مرا توحید سے معمور
وہ مے تو پلا ساقی میخانۂ پرنور
اور زنگِ دوئی آئینۂ دل سے رہے دور
کر دے جو مجھے نشۂ توحید سے یون چور
ہر چیز مین توحید کا جلوہ نظر آئے
آنکھ اُٹھے جدھر نور اسی کا نظر آئے

وہ مے تو پلا جس سے کھلے سرِ حقیقت
وہ مے تو پلا جس سے لطائف کو ہو قوت
وہ مے تو پلا جس سے بڑھے نور بصیرت
وہ مے تو پلا جس سے ملے قرب کی دولت
وہ جام دے جو واقفِ حالات کرا دے
وہ جام دے جو سیرِ مقامات کرا دے

تو سرور و سر حلقۂ اربابِ صفا ہے
ظاہر مین اگرچہ یہ لباسِ فقرا ہے
تو دلبر و دلدار ہے محبوبِ خدا ہے
باطن کا تو سلطان ہے امیر الامرا ہے
مین مفلس و بے مایہ و مسکین و گدا ہون
محتاج ہون بیکس ہون حسن غریب الغربا ہون

ساقی وہ مے ہوش ربا مجھکو پلا دے
جو دل مین مرے جوشِ محبت کو بڑھا دے

پردہ مری آنکھون سے کدورت کا اُٹھا دے
بے پردہ مجھے جلوۂ دیدار دکھا دے

دیوانہ رہون حسنِ رُخِ مصطفوی کا
پروانہ بنون شمعِ جمالِ نبوی کا

تیغِ غمِ احمدؐ سے دل افگار ہون ساقی
فرقت کا مرض ہے مجھے بیمار ہون ساقی
دنیا کے حوادث مین گرفتار ہون ساقی
اب تیری عنایت کا طلبگار ہون ساقی

ایسا کوئی پیمانہ مجھے آج پلا دے
جو دردِ جدائی کو مرے دل سے مٹا دے

ساقی مین تری چاند سی صورت کے تصدق
ساقی مین ترے گنبد و تربت کے تصدق
ساقی مین تری چشم مروت کے تصدق
ساقی مین ترے لطف و عنایت کے تصدق

اب دیر نکر ساقیٔ اجمیر کرم مین
پہونچا دے مجھے روضۂ سلطانِ اُمم مین

آیا ہون دکن سے تری سُن سُن کے مین اوصاف
سنتا ہون غریبون پہ بہت ہین ترے الطاف
وہ جام پلا جس سے ہو سینہ مرا شفاف
شہرہ ہے عنایت کا تری قاف سے تا قاف

آیا ہون گدا بنکے غنی لطف سے کر دے
جھولی مرے دل کی دُرِ مقصود سے بھر دے

غم کو مے عشرت سے بدلنا نہین منظور
مستانہ رہے حال سنبھلنا نہین منظور
بے جادۂ الفت مجھے چلنا نہین منظور
گردابِ محبت سے نکلنا نہین منظور

ہان بادۂ رحمت مین بھگو دے مجھے ساقی
دریائے محبت مین ڈبو دے مجھے ساقی

دنیا کی مین عزت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین راحت کا طلبگار نہین ہون

دنیا کی مین حشمت کا طلبگار نہین ہون
دنیا کی مین دولت کا طلبگار نہین ہون

ساقی مجھے اُس شاہ سے ایکبار ملا دے
مجھکو مرے سرکار کا دربار دکھا دے

پروانۂ شمعِ رُخِ محبوبِ خدا ہون
بیتاب ہے دل روضۂ اقدس سے جدا ہون

بلبل کیطرح عارضِ گلگون پہ فدا ہون
آوارہ دکن مین ہون گرفتار بلا ہون

ساقی مجھے اس بندِ مصیبت سے چھڑا دے
صدقہ ترے پھر روضۂ سرکار دکھا دے

خاصانِ خدا کا تجھے سردار سنا ہے
غمگینون کا ہر حال مین غمخوار سنا ہے

کرتا ہے غریبون کو بہت پیار سنا ہے
بے یار کا آفت مین مددگار سنا ہے

بندِ غمِ فرقت مین گرفتار ہون ساقی
اب تجھ سے رہائی کا طلبگار ہون ساقی

نازل ہے عجب نور کہ پر نور ہے دربار
جلوے مین تجلی کدۂ طور ہے دربار

ہے رحمِ خدا فیض سے معمور ہے دربار
یہ ہند کی اقلیم مین مشہور ہے دربار

غمگین پلٹتا نہین مغموم یہان سے
سائل کوئی جاتا نہین محروم یہان سے

روضہ ہے ترا روضۂ سرکار کا نقشا
خلقت تری خلقِ شہِ ابرار کا نقشا

دربار ترا ہے اسی دربار کا نقشا
نقشا ہے ترا احمدِ مختار کا نقشا

تو آئنہ حسنِ رخِ مصطفوی ہے

تو مظہر انوار رسولِ عربی ہے

وہ جام دے جو نور بصیرت کو بڑھادے
وہ جام دے جو دردِ محبت کو بڑھادے
وہ جام دے جو عشق کی لذت کو بڑھادے
وہ جام دے جو شوقِ زیارت کو بڑھادے

یوں مستی میں طے شہر مدینہ کا سفر ہو
خود ہوش کو بھی مرے نہ کچھ اس کی خبر ہو

پہلے بھی یہ عزت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ لذت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ نعمت مجھے اکبار ملی ہے
پہلے بھی یہ دولت مجھے اکبار ملی ہے

اس میکدۂ پاک کا میخوار رہا ہوں
پیمانہ کشِ بادۂ دیدار رہا ہوں

بندِ غمِ فرقت میں گرفتار ہیں آنکھیں
اب پھر اسی لذت کی طلبگار ہیں آنکھیں
مشتاقِ جمالِ شہ ابرار ہیں آنکھیں
چھ سال سے پھر تشنۂ دیدار ہیں آنکھیں

ساقی وہ پلا جام شراب مدنی کا
پھر لطف دکھائے جو غریب الوطنی کا

ہیں ساہر تذ کافر بھی ترے فیض کے قائل
ساقی ترا میخانہ ہے میخواروں کی منزل
منہ مانگی مرادیں ہوئیں ہر ایک کی حاصل
خالی نہ گیا تیرے کرم سے کوئی سائل

میں غمزدہ خود ہوں مجھے مغموم نہ کرنا
اپنے کرم و فیض سے محروم نہ کرنا

وحشت مجھے ہوتی ہے چمن میں مرے ساقی
دن رات تڑپتا ہوں دکن میں مرے ساقی
بے چین میں رہتا ہوں وطن میں مرے ساقی
سوزش ہے نئی داغ کہن میں مرے ساقی

مین جلتا ہون فرقت مین مری جان بچا دے
اس آگ کو دیدار کے پانی سے بجھا دے

اے خاصۂ خاصان خدا میری مدد کر
محبوب شہ ہر دو سرا میری مدد کر
اے پشت و پناہ فقرا میری مدد کر
دل بند شہ عقدہ کشا میری مدد کر

مشکل مین غریبون کی مدد کام ہے تیرا
غمخوار و معین الغربا نام ہے تیرا

ساقی نامہ

آیا ہے جھوم جھوم کے ابر بہار آج
توبہ کو مے پہ کرتے ہین میکش نثار آج
اترا رہا ہے باغ مین ہر میگسار آج
کیا جوش پر ہے رحمت پروردگار آج

قطرے ٹپک رہے ہین یہ روئے سحاب سے
یا مے ابل رہی ہے خم آفتاب سے

نکھرا ہوا ہے مستی مین ہر گلبدن کا رنگ
ہر پنکھڑی مین گل کی ہے لعل یمن کا رنگ
بدلا ہوا ہے آج نسیم چمن کا رنگ
شبنم کے قطرے قطرے مین در عدن کا رنگ

جلوہ ہے ہر طرف سے عیان آفتاب کا
ہر پھول بنگیا ہے پیالہ شراب کا

میخانۂ احد کا نیا انتظام ہے
قاضی کا کچھ پتہ ہے نہ مفتی کا نام ہے
آتا ہے وہ جو بادہ کشون کا امام ہے
بادہ کشون کے ہاتھ مین سب اہتمام ہے

سایہ ہے میکدے پہ خدائے کریم کا ؛

پہرہ ہے در پہ لطفِ غفور الرحیم کا

تقسیم ہوتے ہین مے وحدت کے اسمین جام
اس میکدے کا عرش سے بڑھکر ہی احترام
خمخانۂ ازل ہے اسی میکدے کا نام
زاہد بھی سجدہ کرتے ہین آکے صبح و شام
یہ میکدہ بھی ثانی بیت الحرام ہے
ساغر ہین مقتدی تو صراحی امام ہے

خلعت کا فرش کرتے ہین میخانے مین خلیلؑ
پلکون سے جھاڑتے ہین زمین یوسفؑ جمیل
چھڑکاؤ کرنے لائے ہین جنت سے سلسبیل
جام شراب رکھتے ہین ہو دہو کے جبرئیلؑ
آمد ہے ایک ساقی گلگون عذار کی
ٹوٹیگی آج مہر خُمِ انتظار کی

شہرا ہے میکدے مین یہ کسکے ظہور کا
پانی برس رہا ہے چمن مین جو نور کا
گردش مین ہے جو جام شرابِ طہور کا
سبزہ اُگا ہے رحمت رب غفور کا
کس رشکِ گل کے آنے کی دھوم ہے
کیون آج بلبلون کا چمن مین ہجوم ہے

عشرت فزا ہے گلشنِ توحید کی ہوا
نہرین رواں ہین بادۂ اطہر کی جابجا
دکان گل فروش بنا دامن صبا
جوبن نیا ہے آج عروسِ بہار کا
چشمون مین نور عکس رُخِ آفتاب ہے
اک مہر ہے فلک پہ تو اک زیر آب ہے

چلتا ہے دورِ جام محبت کا صبح و شام
کیفِ خوشی سے مست ہوے انبیاؑ تمام
مدہوش و بیخبر نظر آئے ہین خاص و عام
استادہ صف بصف ہین ملائک پئے سلام

آمد کا اُس کی شور ہے اب شش جہات مین
خالق نے چن لیا ہے جسے کائنات مین

آمد ہے آج ساقئ بزم الست کی
مستی فزا ہے چال بھی ہر ایک مست کی
تقدیر اوج پر ہے ہر اک مےپرست کی
توبہ کو فکر پڑ گئی اپنی شکست کی ؛

تشبیہ آئی ذہن مین یہہ آفتاب کی
بھٹی اُتر رہی ہے فلک پر شراب کی

آتا ہے میکدے مین جہان کو وہ آفتاب
خیر البشرؐ دیا ہے خدا نے جسے خطاب
ہے نور جبین خالق عالم کا بےحجاب
نبیون مین بےنظیر رسولون مین لاجواب

مختار کارخانۂ ہر دو جہان ہے جو
شیرازۂ صحیفۂ کون و مکان ہے جو

پائیگا اُس سے اوج شجاعت کا میکدہ
رونق پذیر ہوگا رسالت کا میکدہ
زورون پہ اب رہیگا صداقت کا میکدہ
آباد ہوگا آج سے وحدت کا میکدہ

جبتک رہیگا نورفشان آفتاب فیض
اس میکدے مین بٹتی رہیگی شراب فیض

پیدا ہوئے ہین ہفت جہان جسکے واسطے
پیدا ہوئے ہین کون و مکان جسکے واسطے
پیدا ہوئے زمین و زمان جسکے واسطے
پیدا ہوئے ہین دونون جہان جسکے واسطے

آتا ہے وہ امیر فلک بارگاہ آج ؛
رونق فروز ہوتا ہے وہ بادشاہ آج ؛

آمد ہے اب جو ساقئ گردون جناب کی
جاری ہوئین جہان مین سبیلین شراب کی

توڑی ہے زاہدون نے قسم اجتناب کی
میخوار و فکر کیا تمھین روزِ حساب کی

پینے مین تم شراب کے رکنا کبھی نہین
میخانۂ کریم مین سے کی کمی نہین

عاصی زبان کو روک سمند قلم کو تھام
گر ختم اب سخن کہ مطول ہوا کلام

اے عاشقانِ جلوۂ روئے شہِ انام
مولو دسنیئے اب کہ مسدس ہوا تمام

ہوتا ہے ذکر جس جگہ خیر الانام کا
ملتا ہے سامعین کو تحفہ سلام کا

مثنوئ طاعون

دگرگون آج کل رنگ جہان ہے
پریشان حال ہر پیر و جوان ہے

کہین نالہ کہین ہے آہ و زاری
ترقی پر ہے ہر دم بیقراری

نہ دن کو مطمئن ہوتا ہے کوئی
نہ شب کو چین سے سوتا ہے کوئی

عوض رحمت کے اب نازل بلا ہے
جدہر دیکھو اُدھر محشر بپا ہے

قضا نے کر لیا ہے اپنا مسکن
بلا تھامے ہوئے پھرتی ہے دامن

قیامت ڈھا رہی ہے ہر طرف موت
یہی سنتے ہین اب یہ فوت وہ فوت

کشاکش مین پڑے ہین اکثر اجسام
نہین ملتا ہے مرنے پر بھی آرام

کوئی روتا ہے کھڑا ہے بیٹھا / کوئی چلا رہا ہے واے بابا
کوئی ہے بھائی کے صدمے سے نالان / کوئی ہے ماں کے مرنے سے پریشان
کسی نے ٹھانی ہے ترکِ وطن کی / کسی کو فکر ہے گور و کفن کی
وبا کا اک طرف شور و شغب ہے / بلا طاعون کی اسپر غضب ہے
گرانی ہو رہی ہے روز افزون / ترقی پر ہے بیماریِ طاعون
مرض کا جوش ہے مرنیکا غم ہے / تباہی فصل کی اسپر ستم ہے
نہ گھر مین چین جنگل مین نہ آرام / ہر اک ہے مبتلائے رنج و آلام
خوشی کا ہو گیا مفقود سامان / ترقی کر رہا ہے غم کا طوفان
ہوا کیا ناموافق چل رہی ہے / دکن کی کیاری کیاری جل رہی ہے
نہ وہ چہلین نہ اب وہ چہچہے ہین / نہ اب وہ خوش دلی کے قہقہے ہین
کسی کا گھر نظر آتا ہے سنسان / کسی کا ہو گیا بالکل ہی ویران
کسی نے جا کے جنگل کو بسایا / کسی نے زندگی سے ہاتھ اٹھایا
کوئی مصروفِ تدبیرِ سفر مین / کوئی سہما ہوا بیٹھا ہے گھر مین
کوئی مشغول حفظِ ماتقدم / توکل پر کسی کا پاؤن محکم
نظر آتے نہین جانے کے آثار / ترقی پر ہے بیماری کی رفتار
گناہون نے ہمین یہہ دن دکھایا / دریغا اٹھ گیا رحمت کا سایا
بلایا ہے خود گویا بلا کو / کہ لائے جوش مین قہرِ خدا کو
عوض یہہ اپنے ہی افعال کا ہی / نتیجہ خوبیِ اعمال کا ہے
یہہ پھل اپنے نہالون نے دیا ہے / ہمین برباد اپنون نے کیا ہے

دریغا بوئے کانٹے اپنے حق مین
خدا کے کام مین کی ہمنے سستی
مسلمانی کے چھوڑے ہمنے سب کام
بنائی وضع اہل کفر کی سی
سحر سے شام تک بے طاعتی ہے
امورِ مشرع کی کرتے ہین تحقیر
ہمیشہ عقل و دانش پر ہین نازان
خدا کے کام مین دینے لگے راے
وہ ماہِ صوم کی حرمت نکرنا
اسی سے ہین ہوا قہرِ الٰہی
اسی سے ہین ہوئی طغیانی رُود
اسی سے مین ہمارا نیک سلطان
اسی سے مین یہان طاعون آیا
ہوگا دور یہہ قہرِ الٰہی
کرین توبہ بصدقِ دل مسلمان
صلواۃ و صوم کے پابند ہولین
کہ تا چھوٹے نہ پھر راہِ شریعت
بدلین دین اپنے ہم عاداتِ بد کو
پکارین نام لیکر ہم خدا کا

رہین غفلت سے اپنی بند آنکھین
برائی مین دکھائی خوب چستی
مسلمانی کا خالی رکھ لیا نام
پرستش کر رہے ہین ہم بتون کی
صلوٰۃ و صوم کی بے حرمتی ہے
خدا کے حکم مین ہر وقت تقصیر
بنے دانا حقیقت مین ہین نادان
وہی کہنے لگے جو ذہن مین آے
خدا کے حکم کی عظمت نکرنا
یہہ ہے اب تیسری ہم پر تباہی
ابھی تک جسکے ہین آثار موجود
گیا دنیا سے سوئے باغ رضوان
اب آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا کیا
کرین جبتک نہ ہم سب عذر خواہی
کرین دن رات کار دین و ایمان
کدورت سے دلون کو اپنے دھو لین
برائی پر ہو مائل طبیعت
کرین لیسا پا و الشمس القصید کو
وسیلہ لین جنابِ مصطفیٰ کا

کہین زور دوے اے خلاق اکبر ‎ ‎ بلا یہہ ناگہان آئی ہے ہمپر
الہٰی گرچہ بندے ہین گنہگار ‎ ‎ ترا تو نام ہے ستار و غفار
کرم کی ہو نظر ہمپر الہٰی ‎ ‎ بہت کچھ آگئی ہمپر تباہی
گنہ سے اپنے ہم شرما گئے ہین ‎ ‎ سزا اعمال بد کی پا گئے ہین
توہی حقا خدا ہے بیکسون کا ‎ ‎ توہی فریاد رس ہے بیکسون کا
الہٰی ہم ضعیف و ناتوان ہین ‎ ‎ حزین ہین خستہ دل ہین نیم جان ہین
جگر اب ہو گیا ہے پانی پانی ‎ ‎ بلا گھیرے ہے ہم کو ناگہانی
بہت زورون پہ طوفان بلا ہے ‎ ‎ بھنور مین اب جہاز آکر پھنسا ہے
تری مخلوق سب روتی ہے یارب ‎ ‎ یہہ کشتی غرق اب ہوتی ہے یارب
شکستہ ہو گئی ہے جا بجا سے ‎ ‎ بچانا اس کو طوفان بلا سے
الہٰی ہو گئے ہم زار و ناچار ‎ ‎ بجز تیرے نہین کوئی مددگار
تصدق پادشاہ مرسلین کا ‎ ‎ تصدق رحمۃ للعالمین کا
تصدق نام پاک مصطفےٰ کا ‎ ‎ تصدق اہل بیت مجتبےٰ کا
تصدق چار یار باصفا کا ‎ ‎ تصدق غوث پاک رہنما کا
الہٰی دور کر طاعون ہم سے ‎ ‎ تو کر رحمت کو اب مقرون ہمسے
دلون کو سب کے کر تو خرم و شاد ‎ ‎ رہے پاک اس بلا سے حیدرآباد
یہی اک ہے مسلمانون کا مامن ‎ ‎ مسلمان ہین اسی کے زیر دامن
اسی سے ہے مسلمانون کی عزت ‎ ‎ اسی سے ہے مسلمانون کی حرمت
بڑھی ہے یہہ مسلمانون کی دولت ‎ ‎ اسے آباد رکہنا تا قیامت

سلامت رکھ جہان کے بادشہ کو | ترقی عمر اور اقبال مین ہو
مسلمانون کو اپنی عاطفت سے | الٰہی رکھ تو خیر و عافیت سے
تمنا تجھ سے یہ رکھتا ہے عاصی | الٰہی عاقبت ہو اُس کی اچھی

بسر دنیا مین عزت سے کرے وہ
الٰہی مرے تو ہم مومن مرے وہ

مثنوی دیگر فارسی

بنام آنکه نامش قوت جانهاست | ستایشش قوت روح روانهاست
پناه انس و جان قدسیانست | خداوند زمین و آسمانست
ضیاے دیدهٔ باریک بینان | نهال خاطر عزلت گزینان
تمناے دل امیدواران | تسلی بخش جان بیقراران
براهِ شوق او شوریده سرها | ز تیغ عشق او زخمی جگرها
زهے سرخم کن بالا بلندان | زهے صید افگن مشکین کمندان
برون از حیطهٔ نازک خیالان | درون دیدهٔ آشفته حالان
بنام اوست حسن و عشق نازان | ازو تازه مذاق عشق بازان
ازو آبی بروے نازنینان | ازو تابی به حسن مه جبینان
بجز محمل ز لطفش گفتگوے | ز فیضش هر گلے را رنگ و بوے
طراوت بخشِ گلزار جهانست | به حکمش او بهار و هم خزانست

بهار گلشن عالم ز مهرش — بود باد خزان یک نام قهرش
بیک جا سنبل و ریحان دمیده — بیک جا خارهای سر کشیده
دهان غنچه ها زو در تبسم — زبان سوسن از وی در تکلم
هوای کوی او باد بهاری — بهر گلبن ز فیضش آبیاری
صدف را گوهر پر آب داده — حجر را جوهر نایاب داده
همه صید افگنان نخچیر اویند — همه پابستهٔ زنجیر اویند
هزاران لیلی و شیرین و عذرا — به شوق جستجویش سر بصحرا
هزاران دل براهش همچو خاک اند — هزاران در فراقش سینه چاک اند
تجلیش گهی سوز جگر ها — گهی روشن ز نور او سحر ها
بهار کوی او رشک جهانست — غبارش غازه روی بتانست
دو صد یوسف به عشقش چون زلیخا — به حسن او بسی بلقیس شیدا
کرم فرمای حال مستمندان — شفابخش درون دردمندان
زهی ستار و غفار و رحیمی — بحال بندگان خود کریمی
بدرگاهش ملائک ایستاده — همه شاهان غلام سر نهاده
زهی شاهنشه و خلاق بیچون — که لطف او بود از قهر افزون
بعالم هست و در عالم نهانست — نشانها دارد و اما بی نشانست
اگرچه صورت و مثلی ندارد — بهر صورت که میخواهد بر آید
سزد او را غرور کبریائی — رسد او را خودی و خودنمائی
برا و یکسان همه ادنی و عالی — که باشد بارگاهش لاابالی

یکی را دولتِ وصلش میسر
یکی در آرزویش خاک بر سر

یکی را ره دهد در خلوتِ خویش
ببندد از دیگری را در از پیش

یکی را دل پر از کفران و طغیان
یکی روشن دل از انوارِ ایمان

یکی غنچه دهان و لاله رخسار
یکی دیو سیاهِ مردُم آزار

برد گاهی به دوزخ صالحان را
گهی فردوس بخشد ظالمان را

همون پاک لایق حمد و سجود است
همه معدوم و صرفت او را وجود است

بچشم اهل بینش یا الهی
دهد هر ذره بر ذاتت گواهی

تو هر مصنوع را بهی ز شانی
دهد از صانع قدرت نشانی

همه‌ها مخزنِ اسرار اویند
همه‌ها پرتو انوار اویند

ز هستیش همه را هست هستی
همه را از شرابش جوشِ مستی

همون یک هستی معبود دریاب
بود هستی ما چون نقش برآب

همه فانوس ها و شمع تابان
همه چون جسم خالی او بود جان

نمی باشد کسی را اندرین شک
همه آیینه ها شاهد همون یک

کرا یارا بوصفش وا کند لب
همان بهتر که سازم عرض مطلب

الهی بر منِ عاصی ببخشای
نظر بر خستهٔ حالیم بفرمای

ندانم چون شود انجام کارم
که جز عصیان جوی نیکی ندارم

سفر دور و ندارم توشهٔ راه
بجز لا تقنطوا من رحمة الله

بسر دارم ز عصیان ها گران بار
خداوندا تویی ستار و غفار

چو دانستم ترا غفار و رحمان
ز خجلت آدم سر در گریبان

ندارم از خجالت روی گفتار ‌ ‌ ‌ گنهگارم گنهگارم گنهگارم
الٰہی آمده ام در پناهت ‌ ‌ ‌ مکن رسوا مرا روزِ قیامت
زفضل خود بفرما کار با من ‌ ‌ ‌ مفرما کار چون کردار با من

بہ بخش از لطف این مسکین گدا را
شفیعم کن محمد مصطفیٰ را

مثنوی بطور خاتمہ دیوان حضرت عاجز علیہ الرحمۃ پدر مصنف

الٰہی کن عطا آتش بیانی ‌ ‌ ‌ کہ تا سازم عیان سوزِ نہانی
منم وردی کش پیمانۂ دل ‌ ‌ ‌ شرار آہ آتش خانۂ دل
الٰہی نالہ ام کن آتش انگیز ‌ ‌ ‌ شرارے در دلِ شوریدہ ام ریز
الٰہی آنچنان بنواز جانم ‌ ‌ ‌ کہ گردد نالہ مغز استخوانم
الٰہی دہ زبان این بی زبان را ‌ ‌ ‌ نشانے بخش تو این بی نشان را
الٰہی دہ بیان من اثر دہ ‌ ‌ ‌ درختے می نشانم تو ثمر دہ
الٰہی نعمتے از خوان رحمت ‌ ‌ ‌ من درویش را فرما عنایت
دل پژمردہ را طبع روان بخش ‌ ‌ ‌ تن فرسودہ را تازہ جان بخش
منم بی مایۂ مسکین غریبے ‌ ‌ ‌ بدہ از گنج لطف خود نصیبے
کلامم را شکر ریز دہن کن ‌ ‌ ‌ قبول خاطر اہل سخن کن

الهی تلخیم با نوشش در باز
سخن شکر دهن تنگ شکرساز

الهی بخش در طبعم روانی
که جوش شد از دلم بحر معانی

الهی سینه ام را طور گردان
ز نور جلوه است معمور گردان

ز فیضت بهره ور طبع نظامی
ز جام لطف تو سرمست جامی

به سعدی شد عطا شیرین بیانی
به خسرو شاهد ملک معانی

چه گوهرها که از بحر سخایت
فرو بارید نیسان عطایت

بمن هم رشحه از فیض سرمد
به سر خیل سرافرازان محمد

تعالی الله چه نام آمد بگفتن
که چسپید بوسه جان بر لب من

زهی مسند نشین بزم ارشاد
گرامی گوهر دریای ایجاد

فلک فرسا سوار عرش پیمای
همایون پر همای لامکان سای

حکیمان جهان را حکمت آموز
دبیر عقل کل را دانش اندوز

هلال آسمان نعل سمندش
شکار لامکان صید کمندش

فلک تخت و ملایک بارگاهی
همه شاهان عالم را پناهی

نخستین موج بحر آفرینش
ضیای دیدهٔ ارباب بینش

بهشت حسن را خرم بهاری
به شهر خوبرویی شهریاری

دل پاکان همه قربان پایش
سر شوریدگان ها در هوایش

چنینی نازنینی خوش ادایی
خداوند جهان را دلربایی

زهی گلدسته بند باغ قدرت
که باشد نام دستش ابر رحمت

رؤفی خسته حالان را معینی
کریمی رحمة للعالمینی

بحق قدوسیان راهست تاج
یکی از شان پاک اوست معراج

وزیر پادشاه روز محشر
شفاعت خواه عاصی پیش داور

سرے کو خاک راه مقبلانست
هوایش خدمت صاحبدلانست

من و این خدمتے الله اکبر
گدائے را شده دولت میسر

بحمد لله درین فرخنده آوان
مرتب گشت این پاکیزه دیوان

به تنزیه کلام تازهٔ و نو
دو بالا گشته است این مهر را ضو

کلام خسرو ملک معانیست
چمن در روے بهار جاودانیست

زبان او کلید گنج عرفان
دو صد گنجینه در هر حرف پنهان

زبانش در دهن موجیست دریا
ولے موجیکه با ابرست همتا

زبانش موج دریاے بیانست
به سائل ابر سان گوهر فشانست

دماغ عارفان زین عنبرین بوست
صفائے صافیان از صافی اوست

شکر پاش دهان نوشش خندان
خرد بخشش دماغ هوشمندان

غزل پیرا کن مرغ سخندان
زبان دان ساز مرغان خوش الحان

نشاط آموز گلهاے نزندشت
پسند طبع هر مشکل پسندست

بمیدان سخن مانند بهرام
ز فرط خاکساری عاجزش نام

بعهد ما بدین اعجاز حاشا
در احیائے سخن چون او مسیحا

کلامش نقل بزم قدسیانست
شراب محفل روحانیانست

گلستان سخن را نو بهارے
ز جامی و نظامی یادگارے

فروغ شمع ایوان نجابت
چمن پیراے گلزار سیادت

گلے بشگفت در باغش کہ خورشید
زگلزار بیانش کرد نسیمے
زشاخ گل دمد در باغ بستان
خیالش بود تا گردد بدین سان
مگر چون این سعادت بخت من بود
کہ این گلدستہ را من تازہ بستم
بہ یکجا ساختم ذرہائے غلطان
بہائے ہر درے صد بحر و کان باد

زخود شرمندہ شد تا روے او دید
رساند بر مشام گل شمیمے
بجائے برگ گل مرغ غزلخوان
بہم الماس با لعل و بدخشان
سعادت بر سعادت گشت افزود
گلے را با گلے شیرازہ بستم
بہ آب و تاب چون مہر درخشان
ہمیشہ مشتریش قدردان باد

تو این کار مرا مسعود گردان
الٰہی عاقبت محمود گردان

گلزار چشت کی سیر

پہاڑی پتھر

پلا ساقی شرابِ فیض کا جام
خرامان ہر طرف بادِ سحر ہے

کہ اس آغاز کا ہو نیک انجام
تماشا صبح کا پیشِ نظر ہے

زمین دکھلا رہی ہے جلوۂ طور
شفق گلگونہ روے سحر ہے
نظر آتے ہین سمتِ شرق انوار
تجلی بڑھ رہی ہے آسمان کی
چراغ اب شب کی محفل کے بجھارے
شفق سے دن کے عامل آ رہے ہین
چھپا مہتاب آغوشِ سحر مین
ہوا جب باغ عالم مین اُجالا
نظر کی جب ہوئی در تک رسائی
نظر آیا عجب سامان گلشن
فضا نے رنگ ہے اپنا جمایا!
نشاط آمیز گلشن کی ہوا ہے
شگفتہ ہین ہزارون باغ مین گل
خوشی ہر گل کی آمد کی ہے ایسی
ہر اک گل کا وہ دل آویز جلوا
گلستان پر قیامت کا ہے جوبن
طرب انگیز ہے پھولون کی خوشبو
دلِ اہل صفا ہر اک کلی ہے
خِرامان ہر طرف ہین لالہ رخسار

فلک برسا رہا ہے بارشِ نور
ضیا کا ماہ سے غرۂ سفر ہے
نمایان صبح صادق کے ہین آثار
صدا کانون مین آتی ہے اذان کی
فلک سے ہو گئے رخصت ستارے
مُصلّی سُوے مسجد جا رہے ہین
ہوا خورشید نُور افشان نظر مین
نظر شاداب اِک گلزار آیا تو
ہواے فیضِ باغِ جنت آئی
ہوے ہوش و خرد قربان گلشن
چمن پر ابرِ رحمت کا ہے سایا
خرامان ناز سے باد صبا ہے
ترنم ریز ہر گل پر ہے بلبل
ہین فرشِ راہ آنکھین آرزو کی
تصدق جس پہ ہو چشمِ تمنا
صبا کا بھر گیا پھولون سے دامن
ہر اِک کیاری بنی ہے رشکِ مینو!
روش یا پھول والون کی گلی ہے
کہ جس سے ہے دوبالا حُسنِ گلزار

گلون کے عشق مین شورِ عنادل — دلون کو کر رہا ہے نیم بسمل

صداے شورِ مرغانِ خوش الحان — خوشی سے کر رہی ہے گل کو خندان

ہین جتنے سرخ پوش اس باغ مین گل — وہ ہین قطراتِ خونِ چشمِ بلبل

ہجوم ماہرویان چارسو ہے — تماشا گردِ راہ آرزو ہے

دمِ عیسیٰ درختون کی ہوا ہے — ہر اک پتہ یدِ بیضا بنا ہے

نظر جس نخل پر پہونچی نہ سر کی — نہ پائی شوق نے فرصت سفر کی

ترشح دہو رہی ہے عارضِ گل ؛ — صبا سلجھا رہی ہے زلفِ سنبل

گلون پر قطرے شبنم کے پڑے ہین — نگون مین لعل کے موتی جڑے ہین

ہزارون ساقیانِ نازک اندام — پلاتے ہین شرابِ فیض کے جام

چمن مین ذکرِ حق سے ہے جو تفریح — گلون کو دانہ شبنم ہے تسبیح

بپا ہر سمت ہے آوازِ قلقل — چھلکتے چل رہے ہین ساغرِ مل

مسیحا کے چمن مین ہوش ہین گم — ہوا کہتی ہے مردے کو کہ قُم قُم

چمن مین کہہ رہی ہے جانِ بلبل — ہے قابل دل مین رکھنے کے ہر اک گل

ہر اک گل مین جمالِ عارضِ دوست — صدا بلبل کی اسپر ہے ہمہ اوست

ہر اک گل کے ہے کف پر جامِ وحدت — ہر اک گل سے ہویدا ہے رنگِ کثرت

کسی کے دل مین مخفی سوزشِ آہ — کسی کا ذکر جہری اللہ اللہ

ہر اک غنچے سے پیدا شانِ ہستی — ہر اک گل سے نمایان جوشِ مستی

ہر اک غنچے کا دلدادہ جہان ہے — ہر اک گل پر ہجومِ بلبلان ہے

کسی طائر کی بولی ہے جو تو تو ؛ — کسی طائر کے لب پر ذکرِ ہو ہو ؛

شگفتہ پھول جو ہوتا ہے ناگاہ
کسی بلبل کے لب پر یہ ترانہ
وہی ہے رنگ و بوئے لالہ و گل
نہالِ گل پہ کہتا ہے ہر اک طیر
عمائدِ زیب بخشِ انجمن ہیں
ہزاروں رنگ کے پھولوں سے معمور
وہ خواجہ سرورِ اجمیر ہیں جو
ضیائے دیدۂ اہلِ جہاں ہیں
یہی سر حلقۂ قدوسیاں ہیں
فروغِ بزمِ مہ رویاں ہیں گویا
انہیں سے گرم ہے عرفان کا بازار
یہاں ہر گل میں خوشبوئے احد ہے
حسیں جتنے نظر آئے چمن میں
ہر اک گل کی جدا انداز نزاکت
گلِ خوش رنگ اک آیا نظر میں
ز افلاک و عناصر رخت بستہ
زیبائے تاجِ بادشاہی
در پاک اہلِ حاجت کا ہے ملجا
اِمامِ اہلِ عرفان شیخِ کامل

قطعہ

پکار اٹھتا ہے گلشن میں ہو اللہ
کسی طائر کا گل پر یہ ترانہ
وہی ہے ہائے ہوئے شورِ بلبل
نہیں اپنے سوا گلزار میں غیر
برنگِ غنچہ گلگوں پیرہن ہیں
جہاں میں ہی جو خواجہ باغ مشہور
وہ خواجہ النسرِ اجمیر ہیں جو
چراغِ خاندانِ چشتیاں ہیں
یہی اس بوستاں کے باغباں ہیں
سراجِ محفلِ خوباں ہیں گویا
انہیں سے ہے تر و تازہ یہ گلزار
ہر اک میں رنگِ اللہ الصمد ہے
ہر اک ممتاز اپنے بانکپن میں
ہر اک گل کی نئی شانِ لطافت
نمایاں نورِ حق شکلِ بشر میں
یہ خلوت گاہِ بیرنگی نشستہ
گلِ گلزارِ محبوبِ الٰہی
لقب ہے باباشرف الدین جنکا
بزرگِ پاک باطن صاحبِ دل

یہ ہین سر حلقۂ خلوت نشینان
یہ ہین سر دفتر عزلت گزینان

یہ وردِ دردمندان کی دوا ہین
عزیزون کی مراد و مدعا ہین

کوئی کیسا ہی آجائے سوالی
کبھی جاتا نہین اس در سے خالی

اسی دم داد سے ہوتا ہے دلشاد
یہان لاتا ہے جو مظلوم فریاد

ہراِک ناشاد ہوتا ہے یہان شاد
انہین سے مفتخر ہے حیدرآباد

مقاصد ہوتے ہین اس در سے حاصل
نظر پڑتے ہی کھلتا ہے درِ دل

چراغ بزم ارباب صفا ہین
ضیائے دیدۂ اہل وفا ہین

یہ ہین سرچشمۂ فیضانِ باری
ہین ان سے فیض کے انہار جاری

بمعنی شاہ و در صورت گدائے
گدا و شاہ را حاجت روائے

فقیرانہ بظاہر گرچہ ہے شان
مگر اقلیمِ باطن کے ہین سلطان

زہے عالی نسب ذی رتبہ شاہے
بہ دہلیزش سرِ ہر کج کلاہے

فروغِ خاندانِ چشت ہین یہہ
بہارِ بوستانِ چشت ہین یہہ

پہاڑی شہر سے کچھ دور ہے جو
تجلی مین مثالِ طور ہے جو

جو ہے انوار رحمانی سے معمور
ہراِک پتھر ہے جس کا قبلۂ نور

ہے اس کوہِ فلک فرسا کا دامن
دلِ اہلِ صفا سے بڑھکے روشن

سیاہی یہ جو سنگِ کوہ پر ہے
سوادِ دیدۂ اہل نظر ہے

جبل یہہ رہنمائے اہل تمکین
سکون بخشِ قلوبِ اہل تسکین

ہے اُسپر روضۂ پرنور اِن کا
فلک کی آنکھ کا گویا ہے تارا

پہاڑی نور سے ہے گرچہ معمور
یہہ روضہ اُسپہ ہے نورٌ علیٰ نور

ہر ایک در نور سے معمور اس کا ہر اک ذرہ چراغ طور اس کا
مزارِ پاک شاہِ نامور ہے کہ عکس عرشِ اعظم کوہ پر ہے
پہاڑی کی جو سیدھی نردبان ہین تجلی ہین بہ رنگِ کہکشان ہین
جو زینے اُس کے مہتابی نما ہین مقاماتِ عروجِ اولیا ہین
یہی زینہ ہے قصرِ معرفت کا یہین سے چڑھتے ہین درجہ بدرجا
یہین سے منزلِ عرفان کی ہے راہ اسی سے ہوتے ہین واصل الی اللہ
نظر اس شان سے آتا ہے روضہ کہ جسم کوہ کا یہ دل ہے گویا
نہ تنہا سر جھکاتا ہے فلک بھی جبین فرسائی کرتے ہین ملک بھی
ہوا فردوس کی آتی ہو اس جا شگفتہ دل کا ہوجاتا ہے غنچہ
رہ اخلاص سے آنے کی جا ہے دکن مین کعبۂ اہلِ صفا ہے
یہان آتے ہین اہلِ دل بصد شوق جبین فرسائی کا ہوتا ہے جب ذوق
یہان دن رات آتے ہین حق آگاہ غزالانِ حرم کی ہے چراگاہ
عبادت گاہ ہے اہلِ صفا کی زیارت گاہ ہے اہلِ وفا کی
مزارِ پاک کے نزدیک آ کے ذرا بیٹھے کوئی گردن جھکا کے
صفائی قلب کی ہوتی ہے حاصل بدلتی نور سے ہے ظلمتِ دل
کثافت دِل کی مٹجاتی ہے ساری لطائف قلب کے ہوتے ہین جاری
اُسے ملجاتی ہے عرفان کی یہ راہ پکار اٹھتا ہے دل اللہ اللہ
مئے وحدت سے دل ہوتا ہو معمور خیالِ غیر ہوجاتا ہے کافور
وہ جب کرتا ہے اپنے حال پر غور نظر آتے ہین اس کو اور ہی طور

جہان کے جتنے ہین شاہانِ نامی
یہان آآکے کرتے ہین غلامی

جھکاتے ہین یہان سر کفر و ایمان
ہین یکسان معتقد ہند و مسلمان

ہے پوشیدہ زمین مین عشق کا راز
یہان آنکھین بچھاتے ہین نظر باز

یہان آتا ہے کیون چلکر وہ سرست
ذرا پوچھو کسی اہلِ نظر سے

اگرچہ ہے عظیم الشان دربار
جمالی ہے مگر حضرت کی سرکار

نہین اِس در پہ طالب کچھ گداہی
مرادین مانگتے ہین اغنیا بھی

ہراِک آکر یہان پاتا ہے عزّت
ہراِک کو ملتی ہے اس در پہ راحت

روا ہوتی ہین ہر طالب کے حاجات
چلے آتے ہین حاجتمند دن رات

یہ در طالب ہے اہلِ التجا کا
اثر ہے منتظر اِس جا دعا کا

بلا جب شہر مین آتی ہے اکثر
یہین پاتا ہے ہراِک امن آکر

یہان آتا ہے ہراِک عافیت خواہ
مریضون کا شفاخانہ ہے درگاہ

ہوا کچھ اتفاقِ حال ایسا
جبین سائی کو پہنچا مین بھی اُس جا

ملی ہے ناصیہ سائی کی عزت
ملی ہے آستان بوسی کی دولت

یہہ ہے اب عرض میری شیخ کامل
تمھارے در پہ ہون مین آج سائل

تمھارا مین کرم سنتا تھا اکثر
بہ امیدِ عطا آیا ہون در پر

اسیر حلقہ آوارگی ہون
شکارِ ناوکِ بیچارگی ہون

وسیلہ باچشم و : امن جوش در جوش
سبر باگردِ وحشت دوش با دوش

ہزارون کے نکالے آپ نے کام
ہوا حاضر مین سنکر آپ کا نام

کوئی کیسا ہی آجائے سوالی
کبھی جاتا نہین اس در سے خالی

ہرے ہین چند معروضات شاہا
دعا فرمایئے حضرت بہرحال
رہون استادہ اس دربار مین مین
قضا جب آکے پکڑے میرا دامن
دعا کرنا یہ شیخ پاک باطن
ہون مجھ سے دین کے سب کام اچھے
ہرا جب وقت آخر آئے حضرت
دم آخر مجھے ہوجائے اکبار
نگاہون مین جمال مصطفیٰ ہو
نہ حالت غیر ہو فرقت مین میری
تبسم بلب نکلے جسم سے جان
جب آئے نزع مین ابلیس مکار
بہت بشاش نکلے جسم سے جان
نہ ہو پھر قیامت کا مجھے ڈر
خدا کے سامنے روز قیامت
چلون فردوس مین ہمراہ سرور
الٰہی ہے یہی مقصود میرا
ہے اس کے ضمن مین یہ التجا بھی
نشان ولایت کے ہو تم شبیہ

انھین فرمایئے لقمہ پذیرا ہو
مدینے کو پہنچ جاؤن مین اس سال
گذارون عمر اس سرکار مین مین
مدینے کی زمین ہو میرا مدفن
مدینے ہی سے اٹھون حشر کے دن
رہین خوشنود میرے پیر مجھ سے
رہے حاصل مجھے توبہ کی دولت
میسر دولت دیدار سرکار
خدا کے نام ہی پر خاتمہ ہو
نظر آئے وہ جلوہ قبر مین بھی
رہے ہر جا سلامت میرا ایمان
رہے لاحول کی قبضے مین تلوار
فشار قبر بھی ہوجائے آسان
رہے سر پر وہان بھی ظل سرور
مری سرکار فرمائین شفاعت
ہیون سیراب ہوکر آب کوثر
ملے فردوس مین دیدار تیرا
کہ حاصل ہون ہمانی مدعا بھی
نہو حاجت روائی مین مری دیر

مری کمسن ہے حضرت ایک دختر ہے نام اس کا رشید نیک اختر
کوئی آفت نہ اس دختر پہ آئے صد و سی سال کی یہ عمر پائے
ملے راہِ ہدایت اس کو حضرت رہے اچھی ہمیشہ اسکی صحت
خدا رکھے اسے خرم ہمیشا نصیبا نیک ہوائے شاہ اسکا
میسر ہو اسے نیکون کی صحبت رہے ہر وقت پابندِ شریعت
نگہبان اُس کی عزت کا خدا ہو ہمیشہ اسپہ لطفِ مصطفےٰ ہو
بسر دنیا مین عزت سے کرے یہ ہمیشہ جاہ و حشمت سے رہے یہ
ترقی پر رہے میخانۂ عیش کبھی خالی نہو پیمانۂ عیش
کبھی یہ چہرۂ عسرت نہ دیکھے کبھی یہ رنج کی صورت نہ دیکھے

ہوئین ختم التجائین تیسری ساری
اَب آگے فاتحہ گذران عاصی

ساقی نامہ

چل اے دل ذرا دیکھے بھالے ہوے عنانِ قلم کو سنبھالے ہوے
یہہ میدان ہے سخت و مشکل گذار خبردار رہنا مرے شہسوار
کہ شبدیز ٹھوکر نہ کھائے کہین بہت راہ پیما گرے ہین یہین
تجھے میکدے مین ہے رکھنا قدم بناتے ہین میکش تجھے آج ہم
تجھے آج پینا ہے اُس مے کا جام نہو ایک قطرہ بھی جس کا حرام

کرین یاد میکش نہ پھر بزم جم　　دکھا میکدے مین وہ شانِ حرم
بہکنا نہ مستی مین تو ایک دم　　رہین ہوش در دم نظر بر قدم
کھلا میکدے کا ہے بابِ قبول　　اسی رنگ مین کچھ ہو ذکرِ رسول
ہوا اِس رنگ سے ذکرِ سرکار کا　　پکار اُٹھے ہر جام صلّی علیٰ
ہوا اِس طرح ساغرین مے کی نمود　　کہ ہر خم سے نکلے صدائے درود
دکھا آج مستی کا اپنی وہ جوش　　دلِ میکشان سے بھی نکلے خروش
دلِ گرم ہے کھینچ وہ آہ سرد　　کہ ہو جائے بیچین ہر اہلِ درد
اِسے غور سے آپ سنیئے ذرا　　مرے دردِ دل کا ہے یہہ ماجرا
گذر میرا اک میکدے مین ہوا　　عیان جس سے تھی شانِ ربّ العلا
عمارت نہ تھی اُس کی کعبے سے کم　　ہر اک طاق تھا اسکا طاقِ حرم
ہر اک کنگرہ شانِ ربِّ قدیر　　ہر اک زینہ عرشِ برین کا نظیر
وہ میخانے کا ہر ستون بلند　　بلندی مین تھا لامکان سے دوچند
فرشتون کی تھین اس کے در پر جبین　　وہان جام بر کف تھے روح الامین
وہان دور جامِ مے سلسبیل　　وہان بادہ پیما کلیم و خلیل
مبرّا ز دامِ ہوا و ہوس　　وہان تھا ہر اک رند عیسیٰ نفس
بڑے متقی زاہدان جلیل　　در میکدہ پر تھے ابن السبیل
کوئی مست تھا کوئی مخمور تھا　　کوئی نشۂ عشق مین چور تھا
ہر اک قصرِ عرفان کا مسند نشین　　چڑھائے ہوئے جامِ عین الیقین
ہر اک بادہ کش شیخ وحدت پرست　　ہر اک کیفِ جامِ اناالحق سے مست

کوئی غرض بجز مے ناب مین | کوئی بیخودی کے تھا گرداب مین
غرض میکدے مین جو میخوار تھے | شرابِ محبت سے سرشار تھے
مگر جو ذرا سا بھی ہشیار تھا | سو حیرت سے وہ نقشِ دیوار تھا
جو اس میکدے مین تھے خالی سبو | وہ تھے اہلِ تقوی کے ظرفِ وضو
جو ذرّون پہ تھے قطرہ ہائے شراب | زمین پر نظر آتے تھے آفتاب
صراحی کے تھے گرد یون جام مے | کہ گویا ستارون مین مہتاب ہے
وہان ابرِ رحمت کے چھائے ہوئے | چمن میکدے کو بنائے ہوئے
وہان بٹ رہی تھی کچھ ایسی شراب | اُٹھا دے جو دل سے دوئی کا حجاب
دکھاتی تھی جلوہ بصد آب و تاب | مدینے کے شیشون مین تھی شراب
جو میخانہ ہے روضۂ پاک ہے | جو ساقی ہے وہ شاہِ لولاک ہے
وہ ختمِ رسل شاہِ امی لقب | وہ سرمایۂ نازِ ملکِ عرب
وہ عالی نسب سید الانبیا | وہ سرتاجِ عالم شہِ دوسرا
حسین ایسے یوسف تھے جن پر نثار | جمیل ایسے محبوبِ پروردگار
جبین سے تھا نورِ خدا جلوہ گر | ضیا کسب کرتے تھے شمس و قمر
حسین اسقدر وہ مہِ دلنواز | کہ خود حسن کو جسکے جلوے پہ ناز
وہ برجِ سعادت وہ بدر الدجیٰ | وہ شمعِ ہدایت وہ شمس الضحیٰ
وہی باعثِ خلقِ ہر دو جہان | وہی اصلِ مقصودِ کون و مکان
یہی وہ دلبرِ جانِ عشاق ہے | خدا جسکے جلوے کا مشتاق ہے
کیا اس کے جلوے نے کچھ ایسا کام | ہین بیہوش موسیٰ علیہ السلام

وہ ہر اک کو بیخود بنائے ہوئے
شراب محبت پلاتے ہوئے

وہ سرمہ تھا آنکھون مین مازاغ کا
جو اللہ کو بھی پسند آگیا

ثنا جس کی کرتا ہے رب العلا
وہ کملی کی کاندھون پہ ڈالی ردا

وہ دوش مبارک پہ زلفین دراز
ہے پیچیدہ جنمین خدائی کا راز

وہ میم محمدؐ کی دوہری نقاب
وہ راز احد رکھ سکے ابر حجاب

تھا پردے مین ساقی کے اُسکا ظہور
بشر کی تجلی خدائی کا نور

کوئی حسن مین اُسکا ہو کیا شریک
حسینون مین وہ وحدہ لاشریک

وہ ساقی گلرو کا حسن و جمال
وہ میخانے کا اُس کے جاہ و جلال

ہوا رعب دل پر مرے اس قدر
کہ آنے لگا غش اسے دیکھ کر

گرا ہو کے بیہوش مین ایکبار
فَفرّو ہوئے عقل و صبر و قرار

ہوا بیخودی مین مین اپنی جو گم
تمّت گرفت آستینم کہ قُم

ذرا دیکھ تو اُٹھ کے اے دلفگار
کہ تجھپر ہوا فضل پروردگار

تو رہتا تھا جس کے لئے نوحہ گر
وہ محبوب ہے آج پیش نظر

ترے سامنے ہے ترا گلعذار
تو رہتا تھا جن کے لئے بیقرار

بجا لا تو اب جلد شکر خدا
کہ منزل پہ مقصود کی آگیا

یہہ ساقی تو تیرا ہی محبوب ہی
تو طالب تھا جس کا وہ مطلوب ہی

جو کچھ عرض کرنی ہو وہ جلد کر
کہ ساقی کی رحمت ہے اب جوش پر

توجہہ جو ساقی کی ہو گی ذرا
تو عاصی ترا کام بن جائے گا

کھلی آنکھ میری ہوا ہوشیار
کچھ آنے لگا دل کو میرے قرار

کھڑا ہو گیا آنکھ ملکر شتاب
مری آنکھ ساقی سے جو لڑ گئی ؛
ادب سے یہہ دی مینے بڑھکر صدا
مرے روح افزا مرے دلربا ؛
ادھر بھی ذرا اک نظر گلعذار
بہت دور سے آئے اے نازنین
ترا ہانم دار وے درد جگر ؛
کرون حال دل کیا مین اپنا بیان
مرے حال کی شرح صورت مری
مری چشم گریان سے سُن ساقیا
کہون کیا ہوئی کیسی میری بسر
بتاؤن کٹے کیسے فرقت کے دن
کبھی نقشِ پا کو سے اُمید مین
کبھی ہمرہِ سرگرئی درد سے
نہ ہمراز کوئی نہ کوئی انیس ؛
ترے ہجر نے ایسا لاغر کیا
فلک بر سر کین زمانہ عدو
مقید نہ کی گردش ضعیفی کا دور
غرض درد دل نے اُٹھایا مجھے

ہوا دور دل کا مرے اضطراب
تو ساقی کی مجھپر نظر پڑ گئی ؛
کہ اے ساقی مہر وش مہ لقا
دل و جان ہین قدمون پہ تیرے فدا
کرم کا ہون مین تیرے امیدوار
رکھی ہے ترے در پہ مینے جبین
تری خاکِ پا میرا کحل البصر ؛
ترے ہجر نے کر دیا نیم جان
مرے دل کا اظہار حالت مری
مرے درد دل کا تو کچھ ماجرا
ستاتا تھا دن رات درد جگر
مصیبت کی راتین تھین آفت کے دن
کبھی چشم وا حسرتِ دید مین ؛
کبھی گرم نالہ دم سرد سے
فقط غربت و بیکسی ہے جلیس ؛
کہ بستر سے اُٹھنا بھی مشکل ہوا
زبان پر مگر ذکر لا تقنطوا ؛
نہ جینے کی صورت نہ مرنیکا تلو
ترے آستانے پہ لایا مجھے

علاجِ غمِ دردمندان توئی
تمنائے امیدواران ہے تو ؛
مراداتِ خلوت پسندان توئی
تو ساقی میخانۂ کائنات
کیا تیری فرقت نے یون خستہ حال
مین تشنہ جگر ہون بہت ساقیا
یہ ساری ہو کلفت مرے دل سے دور
پلادے مجھے ساقیا ایسا جام
وہ مے دے جو دل کو مصفا کرے
وہ مے دے کہ جسمین ہو ایسا اثر
وہ مے جسمین لذت ملے دید کی
وہ مے جس سے دیوانہ تیرا بنون
وہ مے دے کہ غم جس سے ہو پائیمال
نگر خارِ غم تیرا قائم رہے
وہ مے دے تو ساقی جادو نظر ؛
وہ مے دے کہ آنکھون سے اٹھین حجاب
وہ مے دے کہ ساقی مین دیکھون چمن ہر
وہ مے دے کہ ہو جائین طے سب مقام
وہ مے دے کہ مین محوِ حیرت رہون

دوائے دلِ دردمندان توئی
قرارِ دلِ بیقراران ہے تو
دعائے لبِ مستمندان توئی
جگر تشنہ گان را تو آبِ حیات
جگر کی خبر ہے نہ دل کا خیال
کوئی جامِ مے مجکو ایسا پلا ؛
مرا سینہ بن جائے دریائے نور
کہ حاصل مرے دل کے ہون سب مرام
وہ مے دے جو دل کو مجلا کرے
مٹے دل سے رنگِ دوئی سربسر
کرون سیر مین باغِ توحید کی ؛
وہ مے جسمین تیرا ہی ہو کر رہون
کبھی آئے دلپر نہ گردِ ملال
کھٹکتا جگر مین یہہ دائم رہے
تری جلوہ گہہ ہو مری چشمِ تر
وہ مے دے کہ دل ہو مرا آفتاب
ترا نور ہی نور آئے نظر ؛
مدارج ہون عرفان کے سارے تمام
وہ مے دے کہ آئینہ تیرا بنون ؛

وہ مے دے کہ دیدہ خدابین بنے
وہ مے دے جو ہو دلکش و دلکشا
وہ مے دے کہ ہو جاؤن تجھ مین فنا
وہ مے جس سے یہہ آنکھ بینا بنے
ہر اک آنکھ سے تجھکو دیکھا کرون
بنا مست و بیخود مٹا حُبِ غیر
مجھے مست کر کے تو پہونچا وہان
نہ چھوٹے مگر یہہ سلامت روی
ہر اک راز کی پاسداری رہے
نہ لغزش ہو کچھ خود پرستی مین بھی
مری مے پرستی کی وہ شان ہو
وہ مے دے کہ مستی رہے ہر گھڑی
سُنا درد دل کا مرے ماجرا
جو تھی صدق دل سے مری التجا
یہہ فرمایا ہنسکر نہو تو ملول
نہ کر درد دل کا تو اپنے گمان
جسے چاہتے ہین پلاتے ہین ہم
نہ کر اپنی تدبیر کا تو خیال
پلایا بُلا کر مجھے اپنے پاس

نظر سے حجاب تعین اُٹھے
وہ مے جسکا نشہ ہو مشکل کشا
ملے حشر تک بھی نہ میرا پتا
ہر اک عضو چشم تمنا بنے
تراہی مین محوِ تماشا رہون
کہ دیکھون مین اپنی ہی عالم کی سیر
انا الحق کہے ذرہ ذرہ جہان
کہ پی کر اُبلتے ہین کم ظرف اہی
بہکنے مین بھی ہوشیار تہا رہے
قدم لڑکھڑائے نہ مستی مین بھی
جہان خود پرستی بھی ایمان ہو
مین مستانہ اُٹھون قیامت مین بھی
تو ساقی کو بھی رحم مجھ آگیا
تو ساقی نے اُس کو پذیرا کیا
کہ عاصی ہوئی عرض تیری قبول
بلایا ہے خود ہمنے تجھکو یہان
شرابِ محبت پلاتے ہین ہم
یہان آئے بے اذنِ کس کی مجال
شرابِ محبت کا بھر کر گلاس

ہوا ایسا کچھ دل کو میرے سرور
دو عالم کے پردے ہین اُس کے سوا
ملا پھر نہ مجھکو بھی میرا پتا ؛
ہوا انقلاب ایسا پھر ناگہان
تڑپتا رہا ہائے مین بدنصیب
مقدر یہان پھیر لایا مجھے
وہی بیکلی پھر وہی پیچ و تاب
جگر نارِ فرقت سے جلنے لگا ؛
وہی پھر نمودار سوزِ درون ؛ ؛
وہی نالہ لب پر وہی ہائے ہائے
گریبان کیا دستِ وحشت نے چاک
وہ میخانہ پھر یاد آنے لگا ؛
خدائے جہان دار و جان آفرین
پناہِ بلندی و پستی توئی ؛
بر آرندۂ کار امیدوار ؛
ہے تو ہی دو عالم کا رب ای کریم
غریبون کا آفت مین فریاد رس
شفا بخشی تو نے ہی ایوبؑ کو
وہ تھا حکم تیرا ہی ربِّ جلیل

ہوے سارے اعیان آنکھون سے دور
نہ آیا نظر پھر کوئی دوسرا ؛
ہوا ذات مین اُسکی ایسا فنا
چھُٹا مجھسے افسوس وہ آستان
جدا ہو گیا مجھ سے میرا حبیب
پھر اِس غمکدے مین پھنسایا مجھے
وہی دردِ دل پھر وہی اضطراب
لہو چشمِ تر سے اُبلنے لگا ؛
روان پھر ہین آنکھون سے دریائے خون
وہی یادِ دلبر وہی ہائے ہائے
اُڑانے لگا پھر گلستان کی خاک
مجھے شوقِ دل پھر ستانے لگا ؛
ہے قبضے مین تیرے زمان و زمین
ہمہ نیست اند آنچہ ہستی توئی
تری ذات ہے میرے پروردگار
توانا و قادر علیم و حکیم
دمِ یاس مظلوم کا دادرس
ملایا ہے یوسفؑ سے یعقوبؑ کو
بچے نارِ نمرود سے جو خلیلؑ

دی یونس کو مچھلی سے تونے نجات
ترے ہی اشارے سے رب جلیل
الٰہی ہو میری دعا بھی قبول
ملا دے مجھے جلد حضرت سے تو
مدینے پہونچ جاؤن رب غفور
کوئی شکل ایسی پھر آئے نکل
مین تشنہ جگر ہون نہ ترسا اب مجھے
خدایا بر آئے یہہ میری مراد
وہ پھر ایسی مجھکو پلائین شراب
قدم میکدے مین جمائے رہون
مین دیکھا کرون اُن کو شام و سحر
رہے روز افزون مرا اشتیاق
اگر جان جائے تو جائے وہان
جب آجائے میری اجل کا پیام
دعا ہو گی مقبول یہہ بالیقین
مجھے شعر گوئی کا دعوے نہین

پلایا خضر کو ہے آب حیات
بچے ذبح ہونے سے ابن خلیل
طفیل رسول اور آل رسول
بچالے مجھے نار فرقت سے تو
نہین بات یہہ تیری رحمت سے دور
مرے بخت یو ہین مدینے کو چل
پھر اُس میکدے مین تو پہونچا مجھے
مدینے مین حضرت کرین مجھکو یاد
نہ دیکھون کبھی پھر جدائی کا خواب
نظر سے نظر کو ملائے رہون
مری آنکھ مین ہون وہ مثل نظر
نہ لپٹے مجھے پھر بلائے فراق
نہ برباد مٹی ہو میری یہان
لبون پر رہے اُن کی الفت کا جام
جو آمین دل سے کہین سامعین
ستائش و ذمت کی پروا نہین

کہ ہے یہہ بھی اک طرز مدح رسول
یہی بس ہے کرلین اگر وہ قبول

السلام اے حضرت مسکین شاہ
آسمان فیض کے رخشندہ ماہ

السلام اے خادمون کے دستگیر
السلام اے کاملون کے پیشوا
السلام اے ظلِ شاہِ نقشبند
السلام اے معدنِ اسرارِ حق
السلام اے منبعِ فیضِ خدا
السلام اے گنجِ عرفان السلام
السلام اے ہم غریبون کے امیر
اک نظر ہو فیض کی سب پر شہا
حرصِ دنیا ہائے دامن گیر ہے
نفسِ سرکش کا بہت ہے زور شور
بڑھ رہا ہے سر پہ بارِ معصیت
رابطہ کم ہو رہا ہے آپ کا
چھوٹ رہا ہے مجھ سے سارا شغل و ذکر
روز شب ہون معصیت مین مبتلا
آپ سے دولت جو تھی مجھکو ملی
اب ہوا مفلس ذلیل و خوار مین
آپ سے کیونکر کہون یہ داستان
نعمتِ عظمےٰ کو بالکل کھو دیا
ہائے مین شیطان کے دم مین آگیا

السلام اے سالکِ روشن ضمیر
السلام اے عارفون کے رہنما
السلام اے صاحبِ عزلت پسند
السلام اے مخزنِ انوارِ حق
السلام اے محی الدین مصطفےٰ
السلام اے قطبِ دوران السلام
آپ کے در پر ہین استادہ فقیر
اپنی بیماری سے تا پائین شفا
مخلصی کی کچھ نہین تدبیر ہے
دیدۂ باطن ہوا جاتا ہے کور
اور ہمت نیک کامون مین ہے پست
ہو رہا ہے دخل شیطان پر بلا
بڑھ رہی ہے دولتِ دنیا کی فکر
وہ تجلیٰ دل کا سب جاتا رہا
شامتِ اعمال سے جاتی رہی
اپنی غفلت سے ہوا بیکار مین
منھ دکھانیکے ہون قابل مین کہان
اب پشیمان ہون کہ مین نے کیا کیا
اپنی نادانی سے دھوکا کھا گیا

اب پشیمان در پہ آیا ہے فقیر ؁
باز آمد بندۂ بگریختہ ؁ ؁
دام شیطان سے رہائی دیجیے
اے ولی پادشاہِ دو جہان
آپ ہین بے شبہہ اللہ کے ولی
پھر تصور مین ہو صورت آپکی
پھر سے جاری سب لطائف ہون مرے
فکر دنیاے دنی ہو دل سے دور
ذکر سے اک دم نہ ہین غافل رہون
دل مین آے پھر نہ عصیان خیال
شرع کے ارکان ہون مجھ سے ادا
نور ایمان سے منور قلب ہو
وقت آخر آپ آنا چاہیے

دستگیری کیجیے یا دستگیر
آبروے خود ز عصیان ریختہ
دل کا آئینہ مصفا کیجیے
الامان از دست شیطان الامان
رحم مجھ پر کیجیے بہر نبی
پھر ہمارا ذکر مین لگ جاے جی
اب نہ کرنا دور اپنے فیض سے
رات دن حاصل رہے مجھکو حضور
طاعت حق کی طرف مائل رہون
دور ہو جاے یہہ سب رنج وملال
اور ہو مغلوب نفس بے حیا
اور مرض عصیان کا مجھ سے سلب ہو
دام شیطان سے بچانا چاہیے

ہے دعا عاصی کی بہر مصطفیٰ ؁
خاتمہ بالخیر ہو یارب مرا ؁ ؁

وصال نامۂ ساقئ سرمستان خمخانۂ وحدت حضرت تسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ فرزندِ دلبند وجانشین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سلطان العاشقین شیخِ جہان قطبِ زمان حضرت مسکین شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جہان حضرت تسکین شاہ ؛ قطبِ زمان حضرت تسکین شاہ
عارف حق سالک روشن ضمیر چرخِ عبادات کے ماہِ منیر
پیشِ رو لشکر ارباب شوق سرور و سر حلقۂ اصحاب ذوق
قبلۂ حاجاتِ مناجاتیان قافلہ سالارِ خراباتیان
ساقیٔ میخانۂ عرفانِ حق دل سے فدا جان سے قربان حق
دلبر و دلبندِ شہ نقشبند ؛ گوشہ نشین خلوت و عزلت پسند ؛
باعثِ تسکین پریشان خیال مرہم زخم دل آشفتہ حال ؛
پانچ جو یہ حسرتین ہین تسکین کے پانچون سزاوار ہین تحسین کے
ت نے اُنھین صاحب تقوی کیا دل ہوا تسلیم و رضا پر فدا ؛
س سے سینہ ہوا دریائے نور موجِ کرم جس کی گئی دور دور
کعبہ ہوا سینے مین دلِ کاف سے کوچۂ توحید کے رہبر ہوئے
ہی سے رہی یادِ الٰہی مدام ؛ اس کے سوا اور نہ تھا کوئی کام
ن نے دی فقر کی نعمت اُنہین دولتِ دنیا سے تھی نفرت اُنہین ؛
گھر مین بچھا رہتا تھا بوریا ؛ ذوق مگر خاک نشینی سے تھا ؛
مٹی کے برتن سے بہت اُنس تھا کھاتے اور پیتے تھے اُسی مین سدا
سونے کو توشک نہ بنائی کوئی اوڑھنے کو تھی نہ رضائی کوئی ؛
تختِ شکستہ پہ بڑے شوق سے سوتے تھے وہ ہاتھ کو تکیہ کئے
گرچہ پہنتے تھے وہ کہنہ لباس پر نہ کسی نے اُنہین دیکھا اداس
مملکتِ فقر کے تھے بادشاہ ؛ دولتِ دنیا کی نہ تھی اُنکو چاہ

خرّم و خوش اپنی فقیری سے تھے
دور بہت شانِ امیری سے تھے

کام نہ کچھ ان کو امیروں سے تھا
ربط اگر تھا تو فقیروں سے تھا

شامُ و سحر محوِ جمالِ خدا
تسبیح و ثنا ذاتِ نبیؐ میں فنا

مشغلہ تھا سیرِ مقامات کا
لطف اُٹھاتے تھے عبادات کا

سایہ تھا اُس مہ کا خدا کی قسم
سر پہ غلاموں کے سحابِ کرم

ہر کوئی اِس مہ کا خریدار تھا
دامِ محبت میں گرفتار تھا

جان ہر اِک کرتا تھا اپنی نثار
گرتا تھا اُس شمع پہ پروانہ وار

شام و سحر پیتے تھے جامِ وصال
دیکھتے رہتے تھے سب اُنکا جمال

اُن سے ہی اِس بزم کی تزئین تھی
دِل کو ہر اِک شخص کے تسکین تھی

سب کے لیے قبلۂ برحق تھے وہ
مسجدِ الماس کی رونق تھے وہ

گرم سدا رہتا تھا بازارِ فیض
کوسوں سے آتے تھے خریدارِ فیض

کیا کہوں میخانے کے در پر مدام
رہتا تھا میخواروں کا اک اژدہام

نشۂ عرفان کے بہت بیخبر
در پہ پڑے رہتے تھے شام و سحر

جامِ مئے شوق کے قاسم تھے وہ
مملکتِ عشق کے ناظم تھے وہ

حضرتِ مسکین کے وہ تھے یادگار
خُلق اُنھیں کا تھا انھیں کا شعار

سب سے وُہی لطف بھری بات تھی
سب پہ وہی چشمِ عنایات تھی

چارہ گرِ دردِ نہانی تھے وہ
سب کے لئے عیسیٔ ثانی تھے وہ

میکدۂ معرفت آباد تھا
رند ہر اِک مست تھا دلشاد تھا

کہتے تھے ساقی تو سلامت رہے
ہم پہ تری چشمِ عنایت رہے

جام مے فیض کا چلتا رہے — خم سے ترے بادہ البتا رہے
نشہ مستانہ کبھی شاد کے — زمرۂ مستی مین وہ آباد کے
پیتا تھا جو جام مے ناب دید — کہتا تھا ہر ایک کہ ہل من مزید
سب کو میسر جو تھی حضرت کی دید — راتین شب قدر تھین دن روز عید
کیا کہون مین ہوگیا اُن کا وصال — دیکھ کے ہم جیتے تھے جن کا جمال
چھٹ گیا ہمسے وہ ہمارا حبیب — رہ گئے مُنھ دیکھتے ہم بے نصیب
اب سُنو تم رخصتِ حضرت کا حال — ہوگیا کسطرح سے اُنکا وصال ؛
مرنے کا اپنے اُنھین کچھ غم نہ تھا ؛ — مرنا بھی شادی سے اُنھین کم نہ تھا
حُجرے کی تعمیر سے کھلتا ہے حال — قبر کا اپنی انھین آیا خیال
موت کا دن بھی اُنھین معلوم تھا — جانتے تھے خوب جو مرقوم تھا
توڑ کے حجرے کو جگھ اُس کی لی — از سرِ نو حُجرے کی تعمیر کی ؛
حجرے کی دیوار جو کچھ ہٹ گئی — تھا یہہ اشارہ ہے جگھ قبر کی
ہستئی فانی سے سفر جب کرین — دفن کرین لوگ اسی جا ہمین ؛
زور جو تھا ان دنون طاعون کا — کہتے تھے سب کیجیے تبدیل جا
بلدے مین رہنا تو مناسب نہین — آپ ہون جنگل مین اقامت گزین
چلتی ہے ہر سمت سے بادِ اجل — آگیا آرام مین سب کے خلل
ہر کوئی بلدے سے ہراسان ہے اب — دیکھو جسے غم سے پریشان ہے اب
تکیہ جو اللہ پہ حضرت کو تھا — کچھ نہ اثر کہنے کا دلپر ہوا ؛
کہدیا سب سے کہ نہ جائین گے ہم — ہم نہ ہٹائین گے یہان سے قدم

آئی اجل ہے تو ملتی ہے کب ۔ ہوگا وہی جو کہ ہے منظور رب
ہم کو دلاتی ہین حدیثین اُمید ۔ جو مرے طاعون سے ہے وہ شہید
ہوئی میسر ہے یہ دولت کسے ۔ ملتی ہے دنیا مین شہادت کسے
خالق عالم کی تو رحمت ہے یہہ ۔ مومنو کے واسطے نعمت ہے یہہ
لوٹین گے فردوس مین جاکر مزے ۔ خوب ہو گر ہم مرین طاعون سے
اپنے لئے خلد کا در باز ہے ۔ رہنے مین پوشیدہ کوئی راز ہے
جام مے وصل کا تیار ہے ۔ کس کو یہان زندگی درکار ہے
ہاتھ اٹھاکر یہہ کہا اے خدا ۔ تو ہی ہر اک راز کو ہے جانتا
ہُو نا ہُو جُو ہُو وہی رب قدیر ۔ ہے یہہ دلِ درجان سے حاضر فقیر
ہوگئی مقبول یہہ اُن کی دعا ۔ آگے سنو درد کا اب ماجرا
واقعہ ہے پندرہ تاریخ کا ۔ عُرس کا دن حضرت مسکین سے تھا
عُرس کا سب کام جب آخر ہوا ۔ شام سے حضرت کو بخار آگیا
جذب محبت نے دکھایا اثر ۔ راز نہان کھُلنے لگا سر بسر
خوب ترقی پر وہ شب بھر رہا ۔ ایک سَو چھ درجے پہ پارا ہوا
ہوگئی سب رات اسی مین بسر ۔ صبح تلک کی نہ کسی کو خبر
حجرۂ مسجد مین وہ تنہا رہے ۔ شاکر اللہ تعالےٰ لے رہے
کرکے وضو پڑھکے نماز سحر ۔ صحن مین وہ بیٹھ گئے حوض پر
شوق مین دیدار کے بحر سلام ۔ سامنے حاضر ہوئے سارے غلام
ہونے لگا قدمون پہ کوئی فدا ۔ بوسہ کوئی ہاتھ پہ دینے لگا

اُن کو جو گرمی کا خیال آگیا　　ہاتھ سے رومال کو لپٹا لیا
تا نہ ہو معلوم کسی کو یہہ حال　　گرمی سے کوئی نکرے کچھ خیال
ہوگیا جب جسم مین پورا اثر　　پھر تو ہر اک کو ہوئی اس کی خبر
لوگ پریشان ہوئے دوڑے تمام　　خلق کا ہونے لگا پھر اژدہام
سب نے کہا اُن کے اب ہی ضرور　　لے چلین تشریف مکان مین حضور
کہنے سے سب خادم احباب کے　　گھر مین گئے مسجدِ الماس سے
آنے لگے پھر تو اطبا تمام　　دیکھ کے کرنے لگے سب یہہ کلام
زور مرض کا تو ہے پورا مگر　　قلب پہ ان کے نہین مُطلق اثر
اِس سے ہے اُمید کہ ہوگی شفا　　زور گھٹادیگا مرض کا خدا
گرچہ معالج رہے احمدؐ میان　　ہوش رہے ان کے ٹھکانے کہان
تھے جو غلام اُس درِ درگاہ کے　　فرطِ محبت سے تڑپنے لگے
مشورہ کرتے تھے اطبا سے وہ　　جاکے دوا لاتے تھے ہر جا سے وہ
بڑھنے لگا جسم کا جبدم بُخار　　جانے لگا سب کے دلون کا قرار
گانٹھ بغل مین جو نمایان ہوئی　　عقل اطبا کی پریشان ہوئی
جُونک لگانے کی ہوئی رائے جب　　ہنس کے یہہ فرمانے لگے آپ تب
ہونے کا جو کام تھا وہ ہوگیا　　ایسے تدابیر سے ہوتا ہے کیا
پھر تو وہ اصرار سے کہنے لگے　　خیر کرو یہہ کہا مُنھ پھیر کے
جونک سے بھی کچھ نہ افاقہ ہوا　　طِب کا نہ کام آیا کوئی قاعدا
پھر جو طبیعت مین ہُوا انقلاب　　عقلِ اطبا کو ہوا اضطراب

دیکھ کے پھر نبض کو کہنے لگے ؛ دل ابھی محفوظ ہے تاثیر سے
ہے یہ تعجب کہ مرض ہے شدید قلب دلاتا ہے شفا کی امید
سمجھے نہ وہ کچھ کہ یہ کس کا ہے دل ایسے مرض سے جو مبرا ہے دل
کس کی نظر اس گل خندان پہ ہے کس کی نظر اس چمنستان پہ ہے
کون ہے اس خانۂ دل کا مکین ؛ کون ہے اس خاتم دل کا نگین
کس کی محبت سے یہ لبریز ہے کس کی عنایت سے شکر ریز ہے
کس کی تجلی سے یہ معمور ہے کس کی نگاہون کا یہ منظور ہے
کون نگہبان ہے اس قلب کا ؛ کیون نہ مرض سے متاثر ہوا ؛
دیدیا آخر کو ہر اک نے جواب اب نہین ہوتی ہے دوا کامیاب
گرچہ بہ ظاہر ہوئی حالت خراب دل کو مگر ان کے نہ تھا اضطراب
غنچۂ دل سینے مین خندان رہا ؛ چہرۂ پرنور درخشان رہا
ہنس کے وہ کرتے تھے ہر اک سے کلام دیتے تھے ہر اک کو جواب سلام
کرتے تھے دنیا کے بھی کچھ تذکرے پند و نصیحت مین بھی مشغول تھے
ہوش مین آئی نہ کمی زینہار عقل رہی اپنی جگہ برقرار
لینے لگے آخری سب کا سلام خوش ہوئے آباد کا سنکر کلام
پھر جو وصیت سے بھی فارغ ہوئے سوئے حرم دیکھ کے کہنے لگے
آتا ہے دربار مین اب یہ غلام لیجے سرکار اب اس کا سلام
ورد زبان تھی جو یہی گفتگو حضرت خضر آئے ملاقات کو
صاحب ایقان و توکل گزین حضرت سعد اللہ کے مسند نشین

رہبر ارباب طریقت ہین جو ٭
ان سے یہہ فرمایا دعا کیجئے ٭٭
جاتے ہین ہم جانب خیر الانام
ہونے لگی احمدِ مختار سے
اپنے غلامون کی طرف دیکھ کے
سخت ہے یہہ معرکۂ امتحان
تم ہین سے نزدیک جو بیٹھے رہے
نطق کی اب سلب جو طاقت ہوئی
غل جو اُٹھا رونے کا پھر چار سو
کلمۂ طیب نہ کسی نے پڑھا
کلمہ کی آئی نہ صدا جب انھین
کلمۂ طیب کو بڑے شوق سے
اس سے بھی آیا نہ انھین جب قرار
تاکہ نہ سمجھے کوئی معذور ہین
کلمۂ طیب جو پڑھا تین بار ٭
خلق سے جب آنکھ کو پردا ہوا
جتنے لطیفے تھے وہ جاری رہے
ہوگئے پھر محوِ جمالِ خدا ٭
آیا نظر جلوہ جو سرکار کا

خضرِ رہ کہنہ و حقیقت ہین جو
اب ہین ارادے عدم آباد کے
ہوگیا اب کام ہمارا تمام
بند زبان ہوتی ہے گفتار سے
سب سے پھر اس طرح مخاطب ہوئے
بند جو ہو جائے ہماری زبان
کلمہ طیب پڑھنے آواز سے
روشنیٔ چشم بھی رخصت ہوئی
بھول گئے لوگ اُس ارشاد کو
ہر کوئی مغموم و پریشان رہا
ہوگئے بیچین اُسی حال مین
ہاتھ پہ لکھ کر وہ بتانے لگے
کھل گئی پھر اُن کی زبان ایکبار
بات بھی کرنے سے یہہ مجبور ہین
بعد زبان ہوگئی بے اختیار
روے نظر جانب یثرب رہا
قلب پہ دروازے کھلے فیض کے
دھیان نہ پھر ان کو ادھر کا رہا
سینے مین دل اور تڑپنے لگا ٭

جھک گیا سر آپ کا تسلیم کو ؛
جب نہ اُنھیں اُٹھنے کا یارا ہوا ؛
جلد اُٹھائیں مجھے احباب سب
آنکھ یہہ کہتی تھی کہ آئے رسول
ہو گئے تھے گو کہ بہت ہی نزار
اُن کو کھڑے رہنے کی طاقت نہ تھی
ہو گئی سرکار سے کرسی عطا
بیٹھ گئے آنکھوں سے کر کے سلام
سوئے مدینہ جو سواری چلی ؛
آنکھوں سے جسدن یہ چھپا مہر دین
جان سے جب جسم وہ خالی ہوا ؛
غل ہوا دنیا سے سفر کر گئے ؛
قلب پہ اتنا ہوا رنج و ملال ؛
لوٹتا تھا غم سے کوئی خاک پر ؛
دردِ مصیبت سے کوئی بیقرار
عصر کو حضرت کا پیالہ ہوا ؛
لوگوں نے حضرت کو نہلایا کفن
چہرۂ پُر نور چمکنے لگا ؛
لب رہے حضرت کے تبسم کنان

جوش سے اُٹھنے لگے تعظیم کو ؛
ہاتھوں سے یوں اپنے اشارا کیا
ہائے نہیں دل مرا قابو میں اب
خالق اکبر نے دعا کی قبول
اُٹھ گئے خود ہو گئے بے اختیار
پاؤں میں لغزش تو ذرا آ گئی ؛
انکو سلیمان کا غلام تھامتا ؛
وردِ زبان ہو گیا حضرت کا نام
روح بھی تسکین کی جستجو میں گئی
تھی وہ اسی ماہ کی اکیسویں ؛
گھر میں ہوئی ایک قیامت بپا
خستہ جگر خاک بسر کر گئے ؛
ہو گیا ہر ایک کو جینا وبال ؛
کوئی کھڑا روتا تھا تھامے جگر ؛
خنجرِ غم سے تھا کوئی دل فگار ؛
بعد عشا غسل ہوا آپ کا ؛
جامۂ آخر ہوا زیبِ بدن ؛
حُسنِ رُخِ نیک دوبالا ہوا
دل پہ گرانے لگے وہ بجلیاں

قطرے پسینے کے جو چہرہ پہ تھے
شمع کے مانند تھا روشن بدن
کہتا تھا ہر ایک انہین دیکھ کے
چہرۂ خندان یہ دلاتا تھا یاد
شانِ فقیری سے جنازہ اُٹھا
اور ترقی ہوئی تسکین مین ؛
مرقدِ پرنور اُسی جا بنا
خلد مین آرام سے ہین وہ وہان
ڈھونڈتی ہے آنکھ تو پاتی نہین
دردِ جدائی سے ہین نالان تمام
عاصی محزون کا پریشان ہے حال
جلد خبر لیجیے ناشاد کی ؛؛
کہتا ہے دل مجھکو وہ بھولے ضرور
نالہ من گر اثرے داشتے ؛
بودے اگر درد دل او جائے من
دولت وصلش شدہ روزی نصیب
دل جو شبِ ہجر مین گھبرا گیا
رو کے یہہ کی عرض کہ ماہِ تمام
دیکھ کے مشتاق کی حالت خراب
قمقمے آتے تھے نظر نور کے
بنگیا تھا نور کی چادر کفن ؛؛
چادر رحمت مین ہین لپٹے ہوئے
سوئے خدا جاتے ہین یون شاد شاد
مسجد الماس مین داخل ہوا
دفن ہوئے پہلوئے سکین مین
حجرۂ جہان سے تھا ہٹایا گیا
غم سے یہان ہوگئے ہم نیم جان
صورت زیبا نظر آتی نہین
یاد اُنہین کرتے ہین سب صبح و شام
دل سے نہین جاتا ہے اُنکو ملال
اُسکو ستاتی ہے بہت بیکسی ؛
ورنہ جمال اپنا دکھاتے حضور
یار بسویم نظرے داشتے ؛
بر سر خاکم گذرے داشتے
گر شب ہجرم سحرے داشتے
مرقد پر نور پہ حاضر ہوا ؛
ہجر مین روتا ہے کب تک غلام
تم کو گوارا ہوا کیونکر حجاب

روئے منور سے اُٹھا دو نقاب
کوفتہ شد سینۂ مجروحِ من
آنے لگی روضہ سے ٹھنڈی ہوا
بخت نے یہہ خواب دکھایا مجھے
حُسنِ جبین رشکِ دہِ آفتاب
حلّہ پر نور جنان در برش
رحم سے فرمایا کہ اب عاصیا
بوسہ زدم از سر جرأت بخاک
بادہ خُوش در خُمِنم آرزدست
دلِ نہ کشاید ز حریفانِ تو
از گرہ موے سُہر زلفِ یار ؛
سنبل پیچان چہ بگیرم بدست
سبزۂ نوخیز دلب جوبہار
زیستنم بے تو میسّر مباد ؛
ذرہ گزان صبح صفت جست تاب
ہنس کے یہہ فرمایا کدہر ہے نگہ
تو ہی مجھے دیکھنے آتا نہین ؛ ؛
تو نے نہ دیکھا جو مجھے کیا ہوا ؛
خیر تجھے جلوہ دکھاتے ہین ہم ؛

سایہ نشین چند بود آفتاب
ہیچ نماند از من دا از روحِ من
دل کو جو تسکین ہوئی سوگیا
جلوۂ تسکین نظر آیا مجھے ؛
نرگسِ مخمور سے عالم خراب
رحمتِ حق سایہ کنان بر سرش
ہمسے کہو دل کا ہے کیا مُدعا
گفتمش اے قدوۂ مردان پاک
ساقی گل پیرہنم آرزدست
صحبتِ یارانِ کہنم آرزدست
نافۂ مشکِ ختنم آرزدست
زلفِ شکن در شکنم آرزدست
سرو قد و گل بدنم آرزدست
بے تو اگر زیستنم آرزدست
خندہ کشا از لبِ آن آفتاب
ہم تو ہین بیٹھے ہوے اپنی جگہ
میری طرف آنکھ اُٹھاتا نہین
دیکھتا ہون تجکو مین صبح و مسا
اب تجھے ہوگا نہ کبھی پھر الم

اے شدہ از دولتِ ما بہرہ مند — کشتہ حسرت زین در دولت بلند
بینش ما از نظرِ بے ریا ؛ — کرد مس قلب ترا کیمیا
ہو گئی اتنے ہین مری چشم وا ؛ — نظروں سے جلوہ بھی وہ پنہان ہوا
جب سے مرے خواب مین آتی ہین وہ — جلوۂ دیدار دکھاتے ہین وہ ؛
حضرتِ تسکین کے لب لاکلام — حضرتِ تحسین ہوئے قائم مقام
خلق مین یہہ شہرۂ آفاق ہین — فن تصوف مین بہت طاق ہین
نفس کشی کرتے ہین شام و سحر — ان کی توجہہ مین ہے اچھا اثر
اہل ہمم صاحبِ جود و کرم ؛ — باپ کے رکھتے ہین قدم پر قدم
یہہ اسی خورشید کی تنویر ہین — حضرتِ تسکین کی یہ تصویر ہین ؛
وارث ملکِ شہِ تسکین بھی ہین — مالکِ گنج شہ مسکین بھی ہین ؛
ہون نہ کہین سلکِ غلامی سے دور ؛ — ان سے محبت بھی ہے سب کو ضرور
اب یہی قبلہ ہین مرادات کے — اب یہی ساقی ہین خرابات کے
ان کو سلامت رکھے دائم خدا — فیض کا دریا ہے بہتا ہوا
تشنۂ دیدار نہ بیتاب ہون — سیکڑون اس آب سے سیراب ہون
عرض یہہ ہے اب مری غفار سے — مین ہون گنہگار مجھے بخشدے
اے ز تو پر دامنِ اُمید ما ؛ — در کرمت نعمت جاوید ما ؛
نامۂ اعمال مین نیکی نہین ؛ — اس لئے رہتا ہون مین اندوہگین
کوئی عمل مجھ سے نہ اچھا ہوا — اور ہوا بھی تو نہ تھا بے ریا ؛
فخر کے قابل نہین روزہ نماز ؛ — ہے تو فقط تیرے کرم پر ہے ناز

یا رشفوا ای مونس غم خوارگان ؛ چارہ کن اے چارہ بیچارگان
مین ہون جو بے مایہ تو تو ہے کریم مین ہون خطاکار تو تو ہے رحیم ؛
مین ترا مملوک تو سردار ہے مین ہون گنہگار تو غفار ہے
فرطِ گناہون سے پریشان ہون مین اپنی خطاؤن پہ پشیمان ہون مین
ناز تو حضرت کی شفاعت پہ ہے اور بھروسہ تیری رحمت پہ ہے
یا رشفوا اے مونس غم خوارگان چارہ کن اے چارۂ بیچارگان
تجھ سے یہی اب ہے میری التجا خاتمہ بالخیر ہو یا رب مرا
اور یہہ ہے عرض کہ اے ذو الجلال خاکِ مدینہ سے ہو میرا وصال
رویت حضرت ہو مجھے قبر مین اور مدینے سے اُٹھون حشر مین
مجکو ملے نزع مین بھی اے رحیم دولتِ دیدارِ رسولِ کریم ؛
شان رحیمی تو دکھا دے مجھے آتش دوزخ سے بچا دے مجھے
صدقے مین یا رب میری سرکار کے جتنے مسلمان ہین اُنھین بخشدے
شاہِ دکن کو تو سدا شاد رکھ ان کے ممالک کو بھی آباد رکھ
عمر مین اقبال مین اولاد مین ؛ خوب ترقی ہو سلامت رہین
بحر عطا کانِ سخاوت ہین یہہ آئینۂ خلق و مروت ہین یہہ
داد و دہش مین نہین رکتا قلم دستِ سخا انکا ہے ابرِ کرم
ہین یہہ مسلمانون کے اب بادشاہ ہین یہی اسلام کے پشت و پناہ
دہر مین جبتک کہ مسلمان رہین بادشہ عثمان علیخان رہین
آخری ہے ای مرے رب العلا عاصی محزون کی یہی التجا

دہر مین جب تک کہ وہ زندہ رہے
رکھ تو اُسے عزت و توقیر سے

اور ہے اُسکی یہہ بڑی آرزو ؛
حشر مین اُٹھے تو اُٹھے سرخرو ؛

قصّہ یہان کرتا ہے عاصی تمام
بھیجو محمد پہ درود و سلام

رحمت حق ہو شہ مسکین پر ؛ ؛
فاتحہ پڑھیے شہ تسکین پر

کلام جو بعد طبع دیوان کے تازہ ہوا

اے تیغ تو ابروے سرہا
وے زخم تو رونق جگرہا

اے زلف تو زینت شب تار
وے روے تو جلوۂ سحرہا ؛

از بیش جام غمزۂ تو ؛ ؛
اندر خستہ دلبران سپہرہا ؛

اے خنجر ناز بے نیازت
از دل شدگان گرفتہ سرہا

اے ذات تو در وجود خاکی
سرمایۂ نازش بشرہا

یک چشم تو صد ہزار جادو
یک دید تو برق صد نظرہا ؛ ؛

بر سنگ در حریم پاکست
ارباب نظر نہادہ سرہا

دلہائے جہان نثار چشمت
قربان نگاہ تو جگرہا

عیسی نفسان ملک خوبی
دارند ہوائے تو بسرہا

آشفتہ زلف مشک سایت
سرگشتہ وادئے خطرہا

عاصی تو بشنو براہِ او زود ؛ ؛
آوارۂ غربتِ سفر با ؛ ؛ ؛

بزم ایجاد مین کونین کا سردار آیا
شاہ لولاک لما احمد مختار آیا

حسن اترائے نہ کیون عشق نہ کیون ناز کرے
جس پہ عاشق ہے خدا آج وہ دلدار آیا

ہوکے قربان حسینانِ جہان کہتے ہین
جسپہ صدقے ہے خدائی وہ طرحدار آیا

دیکھکر جسکو دو عالم کے حسین ہین حیران
محفلِ دہر مین وہ آئینہ رخسار آیا

جسکے مشتاق تھے سب جن و بشر حور و ملک
آج وہ ختم رسل سیدِ ابرار آیا

لن ترانی کی صدا طور پہ کل دی جسنے
آج خود جلوہ دکھانے سر بازار آیا

رحمت اکرام بہ بر تاج شفاعت بر سر
اپنے ہمراہ لئے رحمتِ غفار آیا

اب گنہگار نہ جائیگا جہنم مین کوئی
حشر مین امت عاصی کا خریدار آیا

جلوہ گر جب ہوا عالم مین وہ شمع خوبی
بنکے پروانہ ہر اک طالب دیدار آیا ؛

آبرو خلق مین بڑھ جائیگی مسکینونکی
آج دنیا مین غریبون کا مددگار آیا

گرمی حشر گئی ہو گئی ٹھنڈی دوزخ
نام سرکار کا لیتا جو گنہگار آیا

چل گئے سیکڑون خنجر دلِ پر ارمان پر
جب مجھے یاد ترا ابروِ خمدار آیا

جب تصور ترا آیا تو مرے دل نے کہا
میرا مونس مرا ہمدم مرا غمخوار آیا

اے مسیحائے دو عالم پئے درمان طلبی
آج دروازے پہ تیرے ترا بیمار آیا

ہوکے آزاد غم ہر دو جہان سے آخر
تیرے در پر تری زلفونکا گرفتار آیا

دربدر خاک بسر ملکِ دکن مین پھر کر
آج میخانے مین تیرے ترا میخوار آیا

تو نے جس مے سے کیا تھا مجھے بیخود پہلے
آج پھر بنکے اسی مے کا طلبگار آیا

ہاں چھلکتا ہوا اک جام پلا دے ساقی | جھومتا ابر بہاری لب کہسار آیا

شاہ رخ روز جزا بہر توجہ عاصی
ترے دربار میں با دیدۂ خونبار آیا

اے رخ زیبائے تو قبلۂ ایمانِ ما | دے خم ابروے تو سجدہ گہ جانِ ما
لالۂ باغِ جنان چہرۂ خندانِ تو | ابر بہاری بود دیدۂ گریانِ ما
جلوۂ نور جبین غازۂ روے سحر | عارضِ تابانِ تو مہر درخشانِ ما
شامِ ہدایت بود گیسوئے مشکین تو | صبحِ قیامت بود چاکِ گریبانِ ما
زینتِ اسلام ما جلوۂ رخسارِ تو | کفر سرِ زلفِ تو رونقِ ایمانِ ما
عنبر سارائے ما خاکِ درِ پاکِ تو | خار و خسِ کوے تو سنبل و ریحانِ ما
گوہرِ دندانِ تو غیرتِ درِ عدن | ہر دو لبِ لعل تو لعلِ بدخشانِ ما
عکس بود ذاتِ ما شخص بود ذاتِ تو | آئنہ روے تو دیدۂ حیرانِ ما
وعدۂ وصلت بود آبِ حیاتِ امید | خنجرِ انکارِ تو قاتلِ ارمانِ ما
سنگِ درِ پاکِ تو زینۂ قصرِ جنان | کوے دلارائے تو روضۂ رضوانِ ما
رفتہ چو از چشم ما باز بدل آمدی | جانِ دگر یافتہ این تنِ بیجانِ ما
این دلِ پر شوقِ ما خاکِ قدم ہای تو | رشتۂ نعلینِ تو تارِ رگِ جانِ ما
بہر شفاعت شہا پیش تو آوردہ ایم | دیدہ گریانِ ما سینہ بریانِ ما
از سرِ مژگانِ ما خونِ جگر میچکد | رشکِ گلستان شدہ گوشۂ دامانِ ما
وحشی دشتِ جنون راہروِ الفتیم | شورِ ظہورِ جہان گردِ بیابانِ ما
بسترِ آرامِ ما خلوتِ کنزِ خفی | عالمِ امکان بود خوابِ پریشانِ ما

شکر خدا عاصیا شست دم آخری
دیدہ گریان ما دفتر عصیان ما

ذرے ذرے سے عیان ہے حسن جانانہ ترا
سارا عالم بنگیا ہے آئینہ خانہ ترا

برق افگن جب ہے حجاب کرشن جانانہ ترا
کسکی طاقت جلوہ دیکھے بے حجابانہ ترا

ہوگئی مدہوش محفل چشم جانان آفرین
واہ کیا انداز ہے کیا رنگ مستانہ ترا

شمع محفل جو روشن ہے ترا وہ آتش افروز جمال
کہتے ہین یوسف جسے ہے ایک پروانہ ترا

بلبلین وان ہی نہین گلشن مین تیرے مدح خوان
پتے پتے کی زبان پر بھی ہے افسانہ ترا

تیری ہی مسجد تیرا کعبہ تیرے عابد تیرے شیخ
بت ہین تیرے برہمن تیرے ہین بتخانہ ترا

سجدہ خوان مومن ہوا ہو کافر زنار پوش
یہہ نہ بیگانہ ترا ہے وہ نہ بیگانہ ترا

جلوہ گاہ عشق مین وہ اور ہے مین اور ہون
قیس ہے لیلی کا عاشق مین ہون دیوانہ ترا

مین وہ وحشی ہون کہ میرا دست وحشت اور ہے
ہو مبارک تجھکو ای مجنون یہہ ویرانہ ترا

وعدۂ دیدار پر آیا ہے تجھکو دیکھنے
حور لیکر کیا کرے جنت مین دیوانہ ترا

دیر سے یہہ منتظر ہون اک چھلکتا جام دے
حشر تک ساقی رہے آباد میخانہ ترا

فیض تیرے میکدے کا ساقیا کیا پوچھنا
دوسرون کے لاکھ خم اور ایک پیمانہ ترا

ہاتھ مین ہے جام مے خم سامنے ساقی قریب
ہو مبارک تجھکو عاصی رنگ رندانہ ترا

دل با شکنج طرۂ پیچان فروختیم
این لالہ را بسنبل رضوان فروختیم

دنبالۂ غم ہمہ سامان فروختیم
یک دل بسینہ بود بجانان فروختیم

دل را بخط عارض جانان فروختیم
این صفحہ را بسورۂ قرآن فروختیم

جان را نه تیغ ابروی جانان فروختیم — دل را بنوک خنجر مژگان فروختیم

دل با تبسم لب خندان فروختیم — این غنچه با بهار گلستان فروختیم

تا سوز عشق از رخ جانان گرفته ایم — داغ جگر به آتش سوزان فروختیم

اکنون کجا قرار دل بیقرار را — جمعیتش بزلف پریشان فروختیم

منت کش علاج طبیبان نکرده بخت — ما داغ های دل به نمکدان فروختیم

اکنون نه ذوق دیده نه شوق وصال هست — این ازرده بدیدهٔ گریان فروختیم

ضائع نکرده ایم متاع دل و جگر — لولوی آبدار به دامان فروختیم

با تار زلف یار دل خویش بسته ایم — در دست کفر گوهر ایمان فروختیم

ناصح متاع صبر نماند بدست دل — این جنس خویش بغمزهٔ جانان فروختیم

حسرت نصیب وحشت دل بود از جنون — چاک جگر چو چاک گریبان فروختیم

دربارگاه حسن رسائی نشد نصیب — گو ابروی خویش به دربان فروختیم

صد داغ عشق از پی یک دل خریده ایم — لخت جگر بدیده گریان فروختیم

ما را ز موج بحر ملامت هراس نیست — کشتی نام و ننگ بطوفان فروختیم

عقل و خرد که بود متاع جهان هوش — با یک نگاه ساقی مستان فروختیم

خاک رهش بتاج سکندر خریده ایم — خاشاک آن به تخت سلیمان فروختیم

عاصی بهای آن نبود غیر مغفرت — جنس عمل برحمت یزدان فروختیم

دل را بسوز الفت جانانه سوختیم — ای عشق مژده باد که با خانه سوختیم

درهم زدیم آتش دیوانه سوختیم — از سوز آه دل همه میخانه سوختیم

یکدل کہ ما بہ سینۂ پرداغ داشتیم
بر شمعِ عارضِ تو چو پروانہ سوختیم

سودائے آتشِ غمِ عشقش چہ کردہ ایم
جانِ عزیزِ خویش بہ بیعانہ سوختیم

روشن نشد کہ صاحبِ دیر و حرم کیست
چون شمع کعبہ را بہ صنم خانہ سوختیم

کردیم نذرِ تو ہمہ سامانِ زندگی
یکدل بسوزِ عشقِ تو تنہا نہ سوختیم

بردیم نارِ ہجرِ تو با وحشتِ جنون
از سوزِ آہِ دل ہمہ ویرانہ سوختیم

لذت نداشت جیب دریدن بہ عشقِ او
بر آتشِ جنونِ دلِ دیوانہ سوختیم

در جلوہ گاہِ حسنِ تو بیخود نہ گشتہ ایم
بر آتشِ جمالِ تو مردانہ سوختیم

وادی چو بوسہ زلبِ لعلِ آتشین
این طرفہ تر بہ آتشِ شکرانہ سوختیم

ساغر بغیر دادی و فارغ ز حالِ ما
کز غیرتش بہ بزمِ تو مردانہ سوختیم

ہر دانہ اخگریست درین دامِ پرفسون
ما از فریبِ سبحۂ صد دانہ سوختیم

مے خوردہ ایم و آتشِ عشقش بجان گرفت
عاصی ہزار شکر کہ رندانہ سوختیم

کس کا رخ سوے درِ قبلۂ دارین نہیں
کون ہے وہ جو فداے شہِ کونین نہیں

اس طرح بیٹھے ہیں وہ چشمِ تصور میں مری
کوئی پردہ نہیں حائل کوئی مابین نہیں

شبِ معراج ہوا قرب تو آئی آواز
عکس ہے ابروے دلدار کا قوسین نہیں

جان ہے قالبِ کونین کی بیشک یہ دل
یہ مدینے میں مزارِ شہِ کونین نہیں

خاک اس دل پہ پڑی برق گری جل جائے
عشقِ حضرت میں جو مضطر نہیں بیچین نہیں

دین و دنیا میں طلب کیا کرے انکا عاشق
عشقِ سرکار کا کیا نعمتِ دارین نہیں

دل ہے دریائے محبت تو جگر قلزمِ عشق
حضر سینہ مرا کیا مجمعِ بحرین نہیں

وہ قیامت مین نہین قابل رحمت عاصی
جس کے دلمین اثر الفت سبطین نہین

ہے برق طور کی جو تجلی نگاہ مین
بیہوش ہین کلیم تری جلوہ گاہ مین

شوخی ہوئی شریک جو نیچی نگاہ مین
فتنے تڑپ رہے ہین تری جلوہ گاہ مین

سیر جمال یار سے پھر کر نہ آ سکی
زنجیر زلف پڑ گئی پائے نگاہ مین

حیران و یاس و رنج و الم طعنہ ہائے خلق
رہزن ہزارون ملتے ہین الفت کی راہ مین

اُن کو نہ تجھ سے پردہ نہ اُنسے مجھے حجاب
اُنکی نظر مین ہون وہ میری نگاہ مین

لیجاؤن ساتھ سوئے عدم کیون نہ داغ عشق
توشہ تو ہے ضرور مسافر کو راہ مین

روتا نہین ہون گوہر دندان کی یاد مین
موتی پرو رہا ہون مین تار نگاہ مین

آ میکدے مین غلغل مینا کے شور مین
زاہد ہے چار قل کی صدا خانقاہ مین

عاشق تھے دل سے ہم کہ ادھر دیکھتے نہین
وہ اپنا کام کر گئے نیچی نگاہ مین

قاتل ادھر بھی تیغ نظر کا ہو ایک وار
مدت سے منتظر ہون ترا قتل گاہ مین

منزل کو پہونچے ہین وہی سالکان عشق
کھاتے ہین ٹھوکرین جو محبت کی راہ مین

جب بعد مرگ دونون کو رکھا ہے مزار
دیکھا تو فرق کچھ نہین در [illegible] مین

دوزخ مین جانے دیتی ہے رحمت کہین اسے
عاصی جو آگیا ہو تمھاری پناہ مین

چھپے ہین پردہ دل مین مگر آنکھون مین پھرتے ہین
نظر کیطرح وہ آٹھون پہر آنکھون مین پھرتے ہین

مبارک رات ہو میری مبارک روز ہے میرا
تمہارے زلف و رخ شام و سحر آنکھون مین پھرتے ہین

اٹھا کر آنکھ کیا دیکھون فلک پر چاند سورج کو
ترے رخسار اسے رشک قمر آنکھون مین پھرتے ہین

مزہ لیتا ہون انکو یاد کرکے دمبدم دلمین
تری ناز و ادا بیدادگر آنکھون مین پھرتے ہین

پڑیگی کیا نظر جنت مین میری قد طوبی پر
ستون روضۂ خیر البشر آنکھون مین پھرتے ہین

اگرچہ ہند مین ہین مبتلاے درد فرقت ہم
ترے روضہ کے نظارے مگر آنکھون مین پھرتے ہین

کرون کیا لیکے اے رضوان مین تیرے قصر جنت کو
مدینے کے مکان دیوار و در آنکھون مین پھرتے ہین

فضا کیا خاک بھائیگی مجھے جنت کی اے [illegible]
ترے گلزار کے گلہاے تر آنکھون مین پھرتے ہین

انہین سے دونون گھر آباد آتے ہین نظر مجکو
ادھر تو دلمین بستے ہین ادھر آنکھون مین پھرتے ہین

نہ لیلی ہے نہ مجنون ہے نہ شیرین ہے نہ خسرو ہے
جہان عشق کے سب نامور آنکھون مین پھرتے ہین

کلیجا تھام لیتا ہون جب انکی یاد آتی ہے
عدم آباد کے اہل سفر آنکھون مین پھرتے ہین

نہ رون یاد کرکے رات دن کیون ان بزرگون کو
وہ اگلے اہل دل اہل نظر آنکھون مین پھرتے ہین

وہ مجھسے کہتے ہین سیر گلستان کیا کرین عاصی
کہ تیرے زخم دل داغ جگر آنکھون مین پھرتے ہین

تری چتونون کا جو بسمل نہین ہے
وفادار و نہین وہ دل دل نہین ہے

نہو جو دل مثال شمع روشن
وہ بزم یار کے قابل نہین ہے

یہہ دل ہے جلوہ گاہ خاص تیرا
کسی مہ رو کی یہہ منزل نہین ہے

ترا کوچہ ہے بزم سرفروشان
ہوسناکون کی یہہ محفل نہین ہے

ہزارون حسرتون کا ہے یہ مدفن
مرے سینے مین یہ دل دل نہین ہے

دل ہشیار کہتے ہین اسیکو
جو تیری یاد سے غافل نہین ہے

سفر گم گشتگی کا ہے بہت طول
کہین اس راہ مین منزل نہین ہے

یہہ سرخی کیون ہے میرے آنسوؤن مین
گران مین خون دل شامل نہین ہے

اسی مین بحر عالم دیکھتا ہون
بغل مین جام جم ہے دل نہین ہے

تمہارا وصل ہے دشوار لیکن
جو تم چاہو تو کچھ مشکل نہین ہے

دم قتل آنکھ سے لڑتی رہی آنکھ
تمنا اور کچھ قاتل نہین ہے

یہہ ہے اک قطرۂ خون تمنا
جسے سمجھے ہو دل تم دل نہین ہے

گیا ہے کون اس محفل سے یارب
کہ اب وہ رونق محفل نہین ہے

کوئی کیا پار اترے اس سے عاصی
کہ بحر عشق کا ساحل نہین ہے

مثل غبار ہو سے در مصطفےٰ مجھے
پہنچا اڑا کے ہند سے باد صبا مجھے

آنکھین ہین اشکبار زیارت کے شوق مین
یارب دکھا دے روضۂ خیر الوریٰ مجھے

ملجائے میر خاک مدینہ کی خاک مین
کرنا نہ خاک ہند کہین اے خدا مجھے

آیا ہون در پہ آپ کے بیمار درد مند
ملجائے تیرے در کی ہوا دوا مجھے

اچھا مرض نہو گا مرا ہند مین کبھی
یثرب کی راس آئیگی آب و ہوا مجھے

خاک شفا مدینے کی میرا علاج ہو
درکار آپ کی نہین عیسیٰ دوا مجھے

خلد برین کی سیر مبارک ہو تجھکو شیخ
ہے رشک خلد روضۂ خیر الوریٰ مجھے

ملجائے مجھکو سایۂ دیوار مصطفےٰ
یارب نہین ہے خواہش ظل ہما مجھے

بس اب دکن سے دل میرا بیزار ہو گیا
بلوا لو پھر مدینے مین یا مصطفےٰ مجھے

رضوان سے مین کہونگا کہ یثرب مین چھوڑ دے
بھاتی نہین ہے باغ کی تیری فضا مجھے

آئی ہے جھوم جھوم کے گلشن مین پھر گھٹا
بھر کر پلا دے جام کوئی ساقیا مجھے

مستی مین جھومتا ہوا یثرب کی راہ لون
دکھلائے کیف پاؤنکا ہر آبلا مجھے

صدقہ مین اپنی کاکل و زلف دراز کے
بند غم فراق سے کردے رہا مجھے

آب بقا دے خضر مبارک ہو خضر کو
تیرا لعاب پاک ہے آب بقا مجھے

آتی ہے گر مدینہ کی گلشن سے اے صبا
وہ گیسوئے حبیب خدا کی سنگھا مجھے

کہتی ہے اپنی آنکھ کہ سجدے ملا کرین
ملجائے مصطفے کی اگر خاک پا مجھے

کہدو نکارین غلام ہون تیرے حبیب کا
پوچھے بلا کے حشر مین گر کبریا مجھے

روشن کیا ہے سینے ہی الفت کے نام کو
دیتے ہین حسن عشق ہمیشہ دغا مجھے

دل مین ہجوم حسرت و ارمان و شوق ہے
یثرب کو لے چلا ہے یہی قافلہ مجھے

جب حشر مین ہو پرسش اعمال یا رسول
اللہ کے عتاب سے لینا بچا مجھے

کوئی نہین ہے پوچھنے والا مرا وہان
ہے آپ ہی کے رحم کا اک آسرا مجھے

عاصی ہون درد مند ہون بیکس غریب ہون
محشر مین بھولنا نہ شفیع الورا مجھے

لایا مکان سے طرف لامکان ہے مجھے
پہونچا دیا ہے دل نے کہان سے کہان مجھے

رکھ کر سر نیاز اٹھاؤن نہ عمر بھر
اس مست ناز کا جو ملے آستان مجھے

دل ہو کے بیقرار رلاتا ہے آنکھ کو
بدنام کر رہا ہے مرا رازدان مجھے

مردون مین ہون شریک نہ زندون مین ہے شمار
رکھا ہے میرے ہجر نے یون نیم جان مجھے

دونون کو کھو دیا ہے کسی کی تلاش نے
مین دل کو ڈھونڈتا ہون دل ناتوان مجھے

جوش جنون دشت نوردی ہو کسطرح
دکھلا رہی ہے زلف تری ہر زمان مجھے

کہتا ہے کہ شوخ نگاہین غضب کی ہین
ڈر ہے جلا نہ دین کہین یہ بجلیان مجھے

اب زندگی کا بوجھ اٹھانا محال ہے
دیتا ہے یہ جواب دل ناتوان مجھے

میں نے کہا کہ دیجئے کچھ بات کا جواب
کہتے ہین بات کرنیکی فرصت کہان مجھے

کرتا ہے یہہ وفا کہ دعا تیری بزم مین
منظور میرے دلکا ہے آج امتحان مجھے

بہلا رہا ہے دل مرا صیاد اسطرح
ظالم سنا رہا ہے مری داستان مجھے

کھینچو کمر سے تیغ کہ ہلکا ہو بوجھ کچھہ
سرتن پہ میرے ہوگیا بار گران مجھے

کیون مے گردون نہ لطف سو دنیا کی سیر مین
اچھا ملا ہے توسن عمر روان مجھے

اللہ رے کمال جمال محمدی
مین کیا کہون گذرتے ہین کیا کیا گمان مجھے

کیون کر کہون نہ نعمت رسول کریم کی
اس کام کیلئے تو ملی ہے زبان مجھے

مستی مین چور چور ہون لغزش کا خوف ہے
ہان اب سنبھال لے مری پیر مغان مجھے

مین آگیا ہون شاہ رسل کی پناہ مین
دیکھتے تو اب ستا کے ذرا آسمان مجھے

عاصی رہا نہ تاب و توان عقل و ہوش اب
آخر اکیلا چھوڑ گیا کاروان مجھے ۔

نظر آیا ہے جب سے مجھکو تیرا حسن جانانہ
تری صورت کا عاشق ہون تیری چتونکا دیوانہ

جلانا ہی اگر منظور ہے سوز محبت سے
تو اپنے شمع عارض کا بنالے مجھکو پروانہ

مجھے جو دیکھتا ہے رات دن شیدا تری رخ پر
وہ تجھکو شمع کہتا ہے مجھے کہتا ہے پروانہ

ادائین تیری دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
نگاہین شرم آگین شوخ چتون حال مستانہ

کہین فردوس کی حورونسے اپنا دل لگاتا ہے
تری زلفونکا سودائی تری صورتکا دیوانہ

ہزارون تیری صورتکی نظر آتی ہین تصویرین
یہہ مرا دل ہے پہلو مین کہ تیر آئنہ خانہ

کہین اپنی خودی مین رہکے کوئی تجھکو پاتا ہے
بگانہ وہ نہوگا جو نہو اپنے سے بیگانہ

ترا سودا نہو جسکو ترا مجنون نہو جسمین
نہ ایسا کوئی وحشی ہے نہ ایسا کوئی ویرانہ

وہ میکش ہو کہ جنہے نیتر پیتے چاندی اپنی
رہیگا لب پہ میخوارونکے برسون میرا افسانہ

چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے مینہ برستا ہے
خمون مین مے بھری ہر رنگ پر ہے آج میخانہ

بگڑ نہ دیر اب ساقی جوانی کا تری صدقہ
شراب وصل کا بھر کر پلا دے ایک پیمانہ

طلب کرنا مجھے زیبا عطا کرنا تجھے زیبا
مرا مشرب فقیرانہ ترا دربار شاہانہ

رہے یہ شیفتہ دل جلوہ گر اُس شوخ یکتائی
بنا دنیا کہین عاصی نہ اسکو تم پریخانہ

کیا بتاؤن زاہدون مین کن خطاکارون مین ہون
جنکو رحمت ڈھونڈتی ہے ان گنہگارون مین ہون

عابدون مین سبحہ خوان ہون میکشون مین بادہ نوش
مست مین مستون مین ہون ہشیار ہشیارون مین ہون

تم کرو میرا مداوا تم بنو میرے طبیب
یہ ہی سمجھے ہو مسیحا کس کے بیمارون مین ہون

ایکدن اپنا ادھر لاکھون کر تمہی اسطرف
مرا دا کہتی ہے انکی مین جفاکارون مین ہون

مین نہ جاؤنگا کہین صیاد تیرے دام سے
جنکو ہے شوق اسیری ان گرفتارون مین ہون

جب نظر آیا نہ دل کا کوئی ہمدم ہجر مین
درد نے اٹھ کر کہا مین تیرے غمخوارون مین ہون

فیصلہ معلوم ہوگا روز حشر ظلم و جور کا
ہر کوئی کہتا ہے مین اسکے طرفدارون مین ہون

اٹھنے والے اٹھ چکے اب کیون جگاتا ہے مجھے
سونے دے محشر شب فرقت کے بیدارون مین ہون

جب نہ آیا رونے والا کوئی میری قبر پر
بیکسی بولی کہ مین تیرے عزادارون مین ہون

محفل اغیار مین کیا چین سے بیٹھے کوئی
دل یہ کہتا ہے کہ مین دوزخ کے انگارون مین ہون

مصر والون کو یہ دعویٰ ہے کہ یوسف ہے حسین
حسن کہتا ہے کہ مین تیرے بازارون مین ہون

کیا مزا آئیگا مجھکو پھر کسی کے جام مین
ہون مے مسکین سے بیخود انکی سرشارون مین ہون

عاصی نادم نظر آیا جو بیکس حشر مین
مغفرت بولی کہ مین تیری خریدارون مین ہون

اس طرف طالب شفاعت اور رحمت اسطرف
ایک عاصی بنکے زاہد دو خریدار ہین

جنکو ہے ناز تلمذ عاصی سادہ اور ہین
مین جلیل نامور کے کفش بردار ونہین ہون

چہری سے لئے جو ادا روٹھے خشمگین رہی
تو چین بنکے قضا یار کی جبین مین رہی

شب وصال مین انکے حجاب نے مارا
قضا چھپی نگہ چشم شرمگین مین رہی

نگاہ شوق پلٹ کر کبھی نہین آئی
جو سیر رخ سے پہری زلف عنبرین مین رہی

لہو تو پونچھ کہ محشر مین رنگ لائیگی
یہی حنا جو ترے دست نازنین مین رہی

شب وصال ہے خلوت مین آپ ہی ہین ہمون
ہماری بات سمجھ لیجئے ہمین مین رہی

ترے جمال کو گلشن مین دیکھ کر ای گل
نہ رنگ گل مین رہا بو نہ یاسمن مین رہی

رکھا فراق مین زندہ ترے تصور نے
قضا اگرچہ ہمیشہ مرے کمین مین رہی

ترے فراق مین سوز جگر کا کیا کہنا
سمٹ کے نار سقر آہ آتشین مین رہی

ہمارے دیدۂ گریان نے وہ بہائے اشک
کہ جذب کرنیکی طاقت نہ پہر زمین مین رہی

ہٹی یہ کسکے رخ آتشین سے آج نقاب
کہ تاب دید نہ باقی کسی حسین مین رہی

ترے لبون نے حلاوت کو اسقدر لوٹا
نہ قند مین رہی لذت نہ انگبین مین رہی

حسین حضرت یوسف بہی تہے بہت لیکن
خدا کو بہا گئی جو آن وہ تمہی مین رہی

ترے جمال کو ایسا بنایا آئینہ
تمیز تجہ مین نہ پہر صورت آفرین مین رہی

سیاہی ظل نبی کی بنی حسینون مین
نہ پتلی بنکے فقط چشم حور عین مین رہی

خط نیاز ادہر اور ادہر بقول امیر
کرشمہ بنکے شکن یار کی جبین مین رہی

اثر گیا نہ صحابت سے فیض صحبت کا
بنی مین بات جو تہی انکے جانشین مین رہی

کیا نگین سلیمان کو منفعل دل نے
تمہارے نام سے وہ آب اس نگین مین رہی

خدا کیواسطے صورت ذرا دکہا جانا
کہ اب نہ تاب جدائی دل حزین مین رہی

جو چین زیب جبین تہی اتر کے پیری مین
ہمارے جامۂ ہستی کے آستین مین رہی

دکن مین قالب عاصی جو آگیا خالی
تو جان روضۂ سلطان مرسلین مین رہی

عاشقون کے دل سے وہ جاتا نہین
فلسفی کے فہم مین آتا نہین ہے

کیا حیا ہے کیا حجاب ناز ہے
دل نشین ہو کر نظر آتا نہین ہے

خود وہ ملجائے تو ملجائے مگر
ڈہونڈنے والا اسے پاتا نہین

ہر حسین ہے اسکے دام عشق مین
وہ کسی کے دام مین آتا نہین ہے

بیٹہے ہین تیغ ادا کہینچے ہوئے
سامنے اُنکے کوئی آتا نہین ہے

پاتے ہین عشاق لطف زندگی
جان دیکر کوئی پچہتاتا نہین ہے

جو جلا ہو تیرے سوز عشق مین
آتش دوزخ سے گہبراتا نہین ہے

کیا تر و تازہ ہے زخمون کا چمن
کوئی غنچہ اسکا مرجہاتا نہین ہے

میرے آغوش تصور مین ہی وہ
شرم دیکہو بے نقاب آتا نہین ہے

ہے تعجب ہجر مین کیون آنکہ سے
دل لہو ہو کر ٹپک جاتا نہین ہے

کونسا نالہ ہے جو شام فراق
عرش کی جا کر خبر لاتا نہین ہے

تری شوخی بانکپن ناز و ادا
کون میرے دل کو تڑپاتا نہین

دل اسیر زلف ہے بدظن نہو
یہ کہین آتا نہین جاتا نہین ہے

کہتے ہین محشر مین کشتے ناز کے
تیغ قاتل کا مزا جاتا نہین ہے

قطعه

اٹھ نہ جائے بیچ سے جب تک حجاب ‏ ‏ لطف خلوت کا کبھی آتا نہین
مین کہان پیغام وصل اسکا کہان ‏ ‏ موت کا ہی اب پیام آتا نہین
ہمچو مستان ادہر مسجد مین شیخ ‏ ‏ کیا تجھے خوف خدا آتا نہین
بیگناہ ہون گو ہی خجلت سے مگر ‏ ‏ تو گنہ کر کے ہی شرماتا نہین
کون ہے آئینہ بنکر سامنے ‏ ‏ لن ترانی حق جو فرماتا نہین
جس نے دیکھی ہے مدینہ کی فضا ‏ ‏ گلشن جنت اسے بہاتا نہین
ناتوان ہون جان بہ لب ہون یا رسول ‏ ‏ درد فرقت اب سہا جاتا نہین
سوز غم سے ہین زبان مین آبلے ‏ ‏ حال دل تجسے کہا جاتا نہین
اپنے روضہ پر مجھے بلوائیے ‏ ‏ اب دکن مین تو رہا جاتا نہین
کیون نہ بر آئے مرے دلکی مراد ‏ ‏ آپ سا کوئی سخی داتا نہین
ذات انکی عاصیا بے مثل ہے ‏ ‏ وہ کسی تمثیل مین آتا نہین

جب مرض جاتا نہین عاصی یہان
کیون مدینے کی ہوا کھاتا نہین

رباعی

دنیا سے سفر کرنے کا ہنگام آیا ‏ ‏ پیری یہ نہین موت کا پیغام آیا
جو کام ہون کرنیکے وہ کرلے عاصی ‏ ‏ اب عمر کا خورشید لب بام آیا

دیگر

عقبیٰ کا نہ کچھ تو نے سر انجام کیا ‏ ‏ جو کام نکرنے کا تہا وہ کام کیا

عاصی تو چلا سوئے عدم خالی ہاتھ
پہر مغفرت مین کیون اپنے کو بدنام کیا

دیگر

افسوس جوانی کو تو کہو یا بے کار
پیری ہی مین کچھ نیک عمل کر اے یار
چل کوچ کا موسم ترے سر پر آیا
غفلت کا نہین وقت یہ عاصی ہشیار

دیگر

گر عمر دو روزہ پہ تو اتنا نہ غرور
رہ جائین گے دنیا کے سبھی عیش و سرور
کیون مرنے سے پہلے نہین مرتا عاصی
آخر تجھے اک روز تو مرنا ہے ضرور

دیگر

دل اپنا ہے عشق کا پیمانہ ہے
جو بات زبان پر ہے وہ مستانہ ہے
دیوانۂ دنیا نہین عاقل ہرگز
عاقل ہے وہی جو ترا دیوانہ ہے

دیگر

رونے کو مجھے دیدۂ تر دے یارب
اور دل کو مرے درد سے بھر دے یارب
دنیا کی محبت کو مٹا کر دل سے
شیدائے محمد مجھے کر دے یارب

دیگر

حاصل ہو جو روضے کا نظارا مجھکو
بس ہے یہی جینے کا سہارا مجھکو
عاصی کی تمنا ہے یہی اے مولا
محشر مین کہین لوگ تمہارا مجھکو

دیگر

فرقت کی مصیبت سے بچا لو سرکار
دامِ غمِ ہجران سے چھڑا لو سرکار
کب تک مین دکن مین رہون فریاد کنان
اب روضۂ اقدس پہ بلا لو سرکار

قطعہ

پھر کے در در ترے دروازہ پہ مضطر آیا — اپنے عصیان سے پشیمان مرے داور آیا
مغفرت اس کی کرے یا نہ کرے ہو مختار — اب تو عاصی ترے غفار سمجھکر آیا

ایضاً

اول تو جھلک اپنی دکھادیتی ہے اکثر — پھر خلق کو دیوانہ بنادیتی ہے اکثر
ہم تم سے کہے دیتے ہیں دنیاء دنی پر — کرنا نہ بھروسہ یہ دغا دیتی ہے اکثر

ایضاً

سو بلاؤں سے وہ ہر روز بچا دیتا ہے — میری حاجت سے ہی وہ مجھکو سوا دیتا ہے
کیوں نہ امید رکھوں حشر میں اس سے عاصی — کہ گنہ پر ہی یہاں رزق خدا دیتا ہے

ایضاً

کونین ہیچ ہے تری قدرت کے سامنے — سب سر فگندہ ہیں تری عظمت کے سامنے
تو ہے بڑا کریم و خطا بخش اے خدا — عاصی کے جرم کیا تری رحمت کے سامنے

ایضاً

ایمان اگرچہ شامل امید و بیم ہے — مایوس ہو نہ اس سے کہ کفر عظیم ہے
عاصی جو تو ہے سب سے زیادہ گناہگار — وہ ہی بڑا کریم و غفور الرحیم ہے

ایضاً

حق میں انسان کے انسان سے کیا ہوتا ہے — نہ بھلا ہوتا ہے اس سے نہ برا ہوتا ہے
تم بھروسہ رکھو محبوب پہ اپنے عاصی — وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ایضاً

جو کوچۂ حضرت کی ہوا کھاتے ہین
وہ گلشن جنت کی ہوا کھاتے ہین
عاصی در سرکار پہ ہین جسبد سنتے
ہم دامن رحمت کی ہوا کھاتی ہین

رُباعی

مضطر ہون بہت رنج و محن سے مولا
بلبل ہے بہت دور چمن سے مولا
اب جلد مدینہ مین بلا لو مجھکو
دل ہوگیا بیزار دکن سے مولا

ایضاً

اَے صانع عالم تری صنعت دیکھی
ہر شے سے نمایا تری قدرت دیکھی
بندون پہ ترا قہر ہی نازل دیکھی
اور قہر سے بڑھکر تری رحمت دیکھی

ایضاً

گلزار مین سب اُسکا ہی جلوا دیکھا
ہر شے سے نور اسکا چمکتا دیکھا
ہر غنچہ مین بو اس کی ہی پائی ہمنے
ہر پہول مین ہی رنگ اسی کا دیکھا

ایضاً

غیر حق کے کسی اور سے حاجت نہین کہتے
بندو ںسے طلب کرنے کی عادت نہین رکہتے
جو طالب دنیا ہے مذکر نہین عاصی
مردان خدا زر کی محبت نہین رکہتے

ایضاً

عاشق ہین بیشمار مگر دلربا ہے ایک
آئینے دل کے لاکھ ہین جلوہ نما ہے ایک
احول جو ہے اسے نظر آتا ہی ایک دو
اچھی ہے آنکھہ جسکی وہی دیکھتا ہی ایک

ایضاً

نفس بدکیش تو ہر حال مین شر کرتا ہے
درگذر اس سے خدا شام و سحر کرتا ہے

کیون نہ سو جان سے ہون اسکی چشمی پہ نثار	مجھ سے عاصی پہ وہ رحمت کی نظر کرتا ہے
ایضاً	
یار کا شام و سحر دل مین خیال اچھا ہے	اس تصور کا بہر حال مال اچھا ہے
گرچہ ہے حالت مستی بہی غنیمت لیکن	یار ہو پیش نظر جسمین وہ حال اچھا ہے
ایضاً	
کوئی ہنستا کوئی بادیدۂ تر جاتا ہے	مرنے والا جو ہے ہر حال مین مرجاتا ہے
دہر مین زندۂ جاوید وہی ہے عاصی	کام کچھہ کرکے جو دنیا سے گذر جاتا ہے
ایضاً	
ہے آئینہ جہان مین جو خالق کی ذات کا	مظہر ہر ایک ہے اسی عالی صفات کا
عاصی نہ چھوڑ مدحت خیر الانام کو	تیرے لئے یہی ہے وسیلہ نجات کا
ایضاً	
موسیٰ کلیم ہین تو یہہ معجز کلام ہین	آدم ہین بوالبشر تو یہہ خیر الانام ہین
یوسف ہین گر حسین تو احمد ہین شاہ حسن	تارے ہین سب نبی تو یہہ ماہ تمام ہین
ایضاً	
بہت ہے ہجر مین بیمار یا رسول اللہ	ہوا ہے جینے سے بیزار یا رسول اللہ
بلا لو روضۂ اقدس پہ جلد عاصی کو	کہ حالت اسکی ہے اب زار یا رسول اللہ
ایضاً	
چارۂ خستہ دلان خسرو خوبان تم ہو	رشک جمشید ہو تم فخر سلیمان تم ہو
مست عاصی ہو کیون بزم مین تیری پی کر	رند وہ ساقی میخانۂ عرفان تم ہو

ایضاً

گل کو نہ کبھی تکے گل رخسار کو دیکھو
عاصی یہی آتی ہے صدا گلشن دل سے

پھولو نگی کرو سیر نہ گلزار کو دیکھو
طیبہ کو چلو روضہ سرکار کو دیکھو

ایضاً

دن کا فریفتہ ہون نہ شیدا ہون شام کا
رہتا ہون یاد عارض و گیسو مین آپ کی

مشتاق مہر کا ہون نہ ماہ تمام کا
دن رات مشغلہ ہے یہی اس غلام کا

ایضاً

بندا یہ ہون نثار نہ مے پر فدا ہون مین
رہتی ہے رات دن مجھے عاصی جو بیخودی

خم کو نہ جانتا ہون نہ سبو آشنا ہون مین
مست شراب عشق رسول خدا ہون مین

ایضاً

کوئی گردون جناب کہتا ہے
جو شرابی ہے وہ سمجھے ساقی

اور کوئی ماہتاب کہتا ہے
غیرت آفتاب کہتا ہے

ایضاً

لیچل اے بخت رسا احمد مختار کے پاس
ہوگا اچھا نہ طبیبون سے دکن کے عاصی

شافع روز جزا سید ابرار کے پاس
ہے دوا میرے مرض کی میری سرکار کے پاس

ایضاً

کردیا فرقت طیبہ نے بہت زار مجھے
جان آجاتی ہے لب پر مری رہ رہ کر

بے بس و خستہ جگر لاغر و بیمار ہے مجھے
یاد آجاتا ہے جب روضۂ سرکار مجھے

ایضاً

جو ہو دیو تمہارا وہ سمجھتا کیا ہے
فکر دنیا ہے بلا کیا غم عقبیٰ کیا ہے
گرچہ عاصی کے گنہ ہیں عدد سے مولا بیحد
تم ہو جب شافع محشر اسے پروا کیا ہے

ایضاً

دولت ہے اہل دل کو الفت رسول کی
توشہ ہے عاقبت کا اطاعت رسول کی
شام و سحر دعا یہی عاصی کی ہے خدا
جائے کبھی نہ دل سے محبت رسول کی

ایضاً

کیا رحم مری حال پہ مولا نکرینگے
غمخوار ہم کی مدد کیا مرے آقا نکرینگے
داماں شفاعت میں چھپا لینگے بلاکر
عاصی کو قیامت میں وہ رسوا نکرینگے

ایضاً

گلزار میں سب اس کا ہی جلوا دیکھا
ہر پتے سے نور اس کا چمکتا دیکھا
ہر غنچہ میں بو اسکی ہے پائی ہمنے
ہر پھول میں بھی رنگ اسی کا دیکھا

ایضاً

حوروں سے کچھ غرض ہے نہ جنت سے کام ہے
دن رات آپ ہی کا اسے ورد نام ہے
عاصی کی التجا ہے یہی اے رسول پاک
کہدینا حشر میں کہ یہ میرا غلام ہے

ایضاً

بہار گل زندگانی ہے ہیچ
یہ دو روزہ حسن جوانی ہے ہیچ
کرو زاد عقبیٰ کا عاصی خیال
تماشائے دنیا ہے فانی ہے ہیچ

ایضاً

حشر میں آتش دوزخ سے بچائیگی نماز
خلد کی راہ نمازی کو بتائیگی نماز

غفلت اس سے نہ خبردار کبھی ہوجائی	کام آئیگی جو محشر مین تو آئیگی نماز

تاریخجات و قطعات

قطعہ تاریخ عقد مولوی غلام حسین عرف منجھلے میاں صاحب خلف حضرت تسکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہٗ برادر نسبتی حسینؔ

ہوئی عقد سے منجھلے میاں کے
مسرت کیون نہو ولدادہ ان کی
بڑے زاہد نہایت متقی ہین
یہہ ہین سردفتر الفت گزینان
غلام ادنی حسین باصفا کے
پسر ہین حضرت تسکین شاہ کے
یہ دولہا صاحب شرم و حیا ہے
یہ دونون غازہ رخسار تقوے
یہ ہے اچہا قران ماہ و خورشید
رہین دونون آلہی شاد و خرم
پہلین پہولین جہان مین دونون باہم
نہ دیکہین رنج کی صورت کبہی یہ
کہین دو قالبون مین ایک ہے جان

عزیز احباب کو حاصل مسرت
کہ ہین یہ بہی تو شیدائے محبت
پہر اس پر نیک سیر نیک خصلت
یہہ ہین سرچشمہ خلق و مروت
نگہ ہین سرور اہل مودت
جو ہین سرتاج ارباب طریقت
دولہن یہ مالک عصمت و عفت
یہ دونون سرمہ چشم شریعت
یہ ہے پیوند اچہا فی الحقیقت
طفیل مصطفیٰ باجاہ و حشمت
رہے اولاد ان کی تاقیامت
رہے ہر وقت حاصل انکو فرحت
رہے دونون مین یارب ایسی الفت

تو رکھ محفوظ ان کو ہر بلا سے ۔ نہ آئے ان پہ یارب کوئی آفت
الٰہی اپنے الطاف و کرم سے ۔ تو رکھ دونون کو پابند شریعت
بجز تیرے نہ مانگیں یہ کسی سے ۔ الٰہی ان کو دے تو ایسی دولت
رہے ان باپ کا سایہ سلامت ۔ کہ ہے اپنے ہی ان دونوں کی عزت
نہو خالی کبھی میخانۂ عیش ۔ رہے ہر دم چھلکتا جام عشرت
رہے دائم بہار باغ آرام ۔ رکھے سرسبز ان کو ابر رحمت
بر آئے ان کی ہر امید یارب ۔ تو ہم چشمون مین رکھنا انکی عزت
جو مشکل آئے وہ آسان ہو جائے ۔ بحق شاہ مردان ولایت
رہے روشن چراغ اس خاندان کا ۔ کرین امداد پیران طریقت
الٰہی جو ہین اس محفل مین وہ بھی ۔ رہیں با آبرو دائم سلامت
ہوی تاریخ کی جب فکر مجھکو ۔ کہا ہاتف نے باجوش مسرت

یہہ کہہ دو لہا سے عاصی سال تاریخ
مبارک ہو عروس حور طلعت
۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان استادی حضرت جلیل مدظلہ العالی موسوم
جان سخن
قطعہ تاریخ

چھپ گیا دیوان اُس استاد عالیجاہ کا ۔ آج سارے ہند مین جسکا نہیں کوئی عدیل

ہادئ اہل زبان ہے رہنمائے اہل فن — اپنی جدت مین ہوا یہ آپ ہی اپنا مثیل
مستطیع اہل سخن ہین اس فن سے فیضیاب — مہر سے پاتا ہے جیسے نور ہر جرم ثقیل
دشمنون کے واسطے آتشکدہ نمرود کا — دوستون کیواسطے گویا ہے گلزار خلیل
ہے زبان کوثر سے شستہ روزمرہ صاف صاف — سب ہے قائل حرف حرف اس کا فصاحت کی دلیل
اس کی بحرین ہین کہ زلفین کھل گئی ہین حور کی — ہے بیاض صفحہ یا رخسار محبوب جمیل
ہین وہ اشعار اس کے یارب یا چھلکتے جام ہین — یا لگی ہے راہ مین جنت کے کوثر کی سبیل
یہ امیر ذی شرف کی جانشین کا ہے کلام — مانتے ہین جنکو سب استاد فن بے قال و قیل
یہ رہین دنیا مین باعز و شرف با آبرو — پائین یہ عالم مین یارب خضر سان عمر طویل

عرض کی عاصی نے تاریخ بہر افتخار
کام جان زیب بیان جان سخن فکر جلیل

۱۳ھ

تاریخ دیوان شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر اسلمہ اللہ تعالیٰ موسوم بہ نیرنگ سخن

قطعہ تاریخ

ہوا مطبوع وہ دیوان اردو — ہوئی جس سے وہ بالاشان اردو
ہے ایسا افصح و ابلغ کہ اسکو — بجا ہے گر کہین فرقان اردو
ہین اس دیوان مین الفاظ جتنے — وہ ہین الماس و لعل کان اردو
سخن کے مشتری اب ہند سے آئین — دکن مین ہے کھلی دکان اردو
ولا کی آبیاری سے بلاشک — ہوا سرسبز پھر بستان اردو

ہے عاجز دلیران سخن است
دکن کا نام ہو کیون کر نہ روشن
ہوا مضبوط دیوان ولا سے
نئی بندش ہے تازہ ہین مضامین
کرین تقلید دیوان ولا کی

ولا نے سر کیا میدان اردو
ہوا طالع مہ تابان اردو
دکن مین پایۂ ایوان اردو
ہین رنگین ہی سب شایان اردو
یہ ہر شاعر کو ہے فرمان اردو

لکھو تاریخ عاصی روح افزا
ہے نیرنگ سخن ہی جان اردو

قطعہ تاریخ وفات شیخ محمد ابو سعید عمودی قاری وخطاط ابن ہلیا
برادر شیخ حضرت عمر عمودی نقشبندی خلیفہ سید الکاملین
حضرت سکین شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ

وہ قاری قرأت سبعہ کے ماہر
محمد نام تھا اس نیک خو کا
عمودی خاندان مین نام آور
وہ خطاطی مین ہی استاد کامل
ہے لائق دیکھیے گے ان کی تحریر

جوان دلکم سخن خوش خلق و دیندار
نقی کنیت بو سعیدان کے سزاوار
نبی ہلیا رہین پاکیزہ اطوار
خطاب انکا تھا خطاط ابن ہلیا
شفیعہ ثلث نستعلیق گلزار

عزیز احباب کو غمگین کرکے ؛ ہوئے وہ گلشن جنت کے سیار
رسول پاک ہون ان کے معاون ؛ خدا کا رحیم ہو ان کا مددگار
عرب کے شیخ تھے اجداد ان کے ؛ وہ تھے بحر دکن کے دُرِ شہوار
عرب کے ہو زبان مین سال رحلت ؛ تو پھر ہو جائے دونا لطف اشعار
خطاب ان کا ہو ظاہر مادہ مین ؛ یہ معنے فکر کی عاصی تو یکبار

ورِ دل سے سروش غیب نے یہ
صدا دی یاتف خطاطِ ابن طیار

قطعہ تاریخ طبع دیوان جناب مولوی حکیم انیس حسین صاحب ابو العلائی المتخلص بہ واقف

چمکے نہ کیون جہان مین نور کلام واقف ؛ ہر ایک شعر اس کا ہے آفتاب تابان
کیا فکر کی ہے حاجت روشن ہے عاصی سبپ ؛ دلمعات معرفت سن کہتے ہین اہل عرفان

قطعہ تاریخ سیرت سراپای سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر (ولا)

یہ سراپا شہ دو عالم کا ؛ ہے فصیح و بلیغ و پر شوکت

یون تو اورون نے بہی کیا ہے نظم
اس سے اب مفتخر زبان ہوئی
ہے نئے طرز کا سراپا یہ
کیسی کیسی نئی ہین تشبیہیں
استعارہ ہر ایک تازہ ہے

لیکن اس مین ولانے کی جدت
عاصی اردو پہ اس کی ہے منت
کیون ہو شاعرون کو پہر حیرت
اور مضامین کی ہے کیا رفعت
اور دیکہو زبان کی قوت

فکر تاریخ تہی تو آئی ندا
کہ سراپا ہے آیت رحمت
۱۳

قطعات تاریخ طبع دیوان عاصی

از نتایج افکار گہربار فصیح جہان بلیغ زمان طوطی ہند حضرت مولوی لطیف حسین صاحب اختر مینائی ناظم و معتمد امور نہسی محکمہ مالک محروسہ

عاصی نکتہ سنج نے اختر
شعر ایسے کہے کہ عالم مین
دل لبہاتی ہے جان لیتی ہے
روح افزا ہر ایک بیت غزل
مصرع سال سے بہا نکلا

داد دی خوب تر زبانی کی
ہوگئی دہوم خوش بیانی کی
ہر ادا شاہد معانی کی
موج ہے آب زندگانی کی
خوب عاصی نے گلفشانی کی
۱۳۰۴ھ

ریختهٔ قلم بلاغت رقم رشک ظهوری حضرت مولوی عبدالجبار خانصاحب آصفی ناظم دفتر معتمدی صرفخاص مبارک

باشد از عشق ازل شور و فغان عاصی — می تپد دل شنود هر که بیان عاصی

فصحای عجمش شیفتهٔ طرز بیان — هندیان عاشق شیدای زبان عاصی

دهلی و لکهنؤ امروز ز ملک دکن است — کرد تسخیر جهان تیغ زبان عاصی

از امیران معالیش بدکن طنطنه ایست — از سخن دید توان شوکت و شان عاصی

داغ خورده بدل از لالهٔ هر حرفش داغ — از سخن دیده اگر لاله‌ستان عاصی

سامعه را چو گل تازه دماغ از نکهت — از شمیم نفس عطر فشان عاصی

بادهٔ میکده اش هوش فزای ادراک — مست و هشیار همه باده کشان عاصی

معدن گوهر معنی است همانا دل او — لب خورشید ازان ریخت بکان عاصی

در جهان سخن از شان علو دانش — علم افراشته از نام و نشان عاصی

صوفیان وجد نمایند و بمستی ز غمش — ذوق ساقیست پی باده کشان عاصی

لطف گفتاری دیوان حقایق معدن — گرم بازار شد از جوهریان عاصی

از سخن همچو خضر آب حیاتی خورد است — زندگی ابدی یافته جان عاصی

زان کند بسکه ز عشق سخنش ورد زبان — جوش زد رحمت باری ز فغان عاصی

آصفی بهر نظر بازی ارباب کمال
پیکر آراسته نقاش بیان عاصی

چکیدہ قلم معجز رقم سخن فہم شعرای زمان حضرت مولوی مرزا قاسم علی بیگ صاحب اخگر منتظم دفتر معتمدی مالگزاری سرکار عالی

زہے دیوان عاصی ندارت افزا
کہ ہر لفظش عیان حسن بدایع
چو اخگر سال طبع او طلب کرد
طبیعت گفت مرغوب طبایع

ولہ

چہ خوش طبع گردید زیبا کلام
کہ ہر نقطہ او گہر سنج حسن
ز اخگر سن طبع جستم گفت
کہ دیوان عاصی خوشا گنج حسن

ریختہ قلم معجز رقم حضرت مولوی ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائیکورٹ شاگرد رشید بلبل ہندوستان حضرت داغ مرحوم

مرحبا دیوان عاصی طبع شد
چشم شوقم طالب دیدار گشت
ماہتاب چشمہاے دوستان
آفتاب دیدۂ اغیار گشت

سال طبعش گفتم اے آزاد وو
نظم رنگین بے بہا ۔ شہوار گشت
۱۳۰۵ھ ۱۳۳۱ھ

چکیدۂ طبع ابر مطیر بلاغت تموّاج فصاحت عالیجناب مولوی محمود احمد صاحب انور مینائی خلف الرشید حضرت امیر مینائی

مدحتِ محبوب ہے کیا دلنشین صلی علیٰ
نور کے سانچے مین انور ڈھل گئی تاریخ بھی

مرحبا روحی فدا صد آفرین صلی علیٰ
نعت شاہ دو جہان سلطان دین صلی علیٰ
۵ ۲ ۱۳ھ

چکیدۂ خلاق معانی سرِ دفتر نکتہ دانی سرمایہ ناز سخن حضرت مولانا حافظ جلیل حسن خان بہادر فصاحت جنگ جلیل

استاد مصنف

جلیل ایسا چھپا دیوان جو اک دفتر ہے عرفان کا
کھلے ہین وہ گل مضمون کہ بوئے عشق ہے جن مین
تعالی اللہ وہ آب و تاب ہے ہر بیت روشن مین
ادہر تاریخ کی ہے فکر ادہر اہل معانی مین

مبارک تشنہ کامون کو یہ چشمہ آب حیوان کا
سخن کا ہر چمن پایاب ہے یہ چشمِ گلستان کا
کہ مطلع جس سے پھیکا پڑ گیا مہر درخشان کا
یہ غل ہے خیر مقدم کیجئے عاصی کے دیوان کا
۱۳۴۰ھ

ولہ

بارک اللہ کہ عاصی نے بھی کیا کیا اشعار
بسملوں کیلئے مرہم ہے کلام شیرین
وہ اثر ہیکہ جو سن لے کوئی اکبار انہیں
آفرین اسکی طبیعت پہ داغ و دل کو
فیض ہے وصف نبی کا جو نظر آتے ہین
کہہ رہا ہے یہ عروسان معانی کا جمال

نعت کے رنگ مین اعلیٰ سے ہین اعلیٰ اشعار
دردمندون کیلئے ہین دم عیسیٰ اشعار
دل مین سینہ مین کھبے ہین کرین جا اشعار
جسکے افکار سے ایسے ہوئے پیدا اشعار
شان مین آن مین انداز مین یکتا اشعار
لوٹ جائیگا جو دیکھیگا زمانہ اشعار

خوب تاریخ ہوئی اس سخن تر کی خلیل
عشق احمد مین ہین ڈوبے ہوئے گویا اشعار
۱۳ ھ

از نتائج افکار گہربار سخنور نامی حضرت مولوی میر کاظم علی صاحب شوکت بلگرامی شاگرد رشید حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ

اعجاز بیان جناب عبد الرزاق
چھپ کر نکلا ہے شان محبوبی سے
الفاظ فصیح و معانی نازک تر

جن کا ہے کلام زندگی بخش جہان
احباب کے دل نہ کسطرح ہون شادان
دلکش مضمون شگفتہ و صاف بیان

شوکت دیوان کی لکھی تاریخ
کہدو ہے نشاط روح عاصی کی فغان
۱۵ ۲۱

گل فشانی طبع بلبل خوشنوا مولوی سید محی الدین صاحب صبا

برادر زادہ مصنف

بر آئے دل کی نہ کیون تمنا — کہ چھپ گیا ہے فغان عاصی
گلون سے بڑھکر کلام رنگین — شکر سے میٹھی زبان عاصی
انوکھے مضمون چست بندش — نئی ہے طرز بیان عاصی
الٰہی قایم رہے ہمیشہ — جہان مین نام و نشان عاصی

صبا یہ تاریخ عرض کر دے
زہے ادا ہائے فغان عاصی

قطعہ تقریظی از نتیجہ افکار استاذ الاساتذہ افضل العلما افصح الفصحا کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفانی ثانی ابلغ البلغا حضرت مولانا نور الضیاء الدین صاحب ضیاء رکن عدالت العالیہ ریاست حیدرآباد دکن

شرح افسانہ حالت فغان عاصی — نسخۂ سحر حلالست فغان عاصی
عارفان را ہمہ تن گوش کند ذوق سماع — دلکش ہیں کمالست فغان عاصی
مونس خاطر غمناک و انیس محزون — چارۂ رنج و ملالست فغان عاصی
برہمن ساز و مسلمان گر و اخلاق آموز — طرفہ نیرنگ خیالست فغان عاصی

مجلس افروز اسیران محبت اینست
درجہان نیست کسے بیخبر از دولت عشق

قصۂ ہجر و صالست فغان عاصی
پرچم جاہ و جلالست فغان عاصی

لمّا قسم نیست ضیا جہد ستایش کردن
مدح پیغمبر و آن ست فغان عاصی

ریختہ فصاحت رقم فصیح جہان جادو بیان حضرت مولانا حکیم وحید الدین صاحب عالی

صوفیانہ ہے بیان عاصی
ہمنے لکہا ہے سن طبع کلام

ملکوتی ہے زبان عاصی ز
پاک ادانہ فغان عاصی

ولہ

ہے نظم عاصی کیا خوب خاصی
وہ اپنے فن مین کامل دکن مین
بحر فصاحت کان بلاغت
دیوان اسکا چہپ کر جو آیا

ہمرنگ سعدی ہم طرز خواجو
ماہر سخن در نادر سخن گو
نثر اسکی حکمت شعر اس کے جادو
ہے مثل دریا گوہر سے مملو

تاریخ اس کی عالی نے لکہی
عاصی کا دیوان کیا باغ دلجو

شکرریزی طوطی فصاحت سید عبد الرؤف عظمت

فرزند مصنف

لکھی نعت عاصی نے وہ دلنشین
جسے سن کے کہتے ہین سب آفرین

کھلائے ہین ایسے مضامین کے گل
بنی رشک گلشن غزل کی زمین

نشست اس طرح سے ہے الفاظ کی
کہ خاتم مین جیسے جڑے ہون نگین

یہ تاریخ عظمت نے بھی عرض کی
ہے نعت شہنشاہ دنیا و دین
۱۳۱۲ھ

از طبع زاد شاعر جادو بیان بلبل ہندوستان حضرت مولوی غلام قادر صاحب قادر و فراشخانہ مبارک

رباعی

عاصی جسکے بیان کیا ہو جیسے مدحت
ہیں اس کیلئے تشفیع اپنے حضرت

رحمت کیلئے ہوا ہے عاصی پیدا
عاصی کیلیے ہوئی ہے پیدا رحمت

قطعہ تاریخی

دل سے ہے شیدا فغان عاصی پر — جس کی تاثیر ہمنے دیکھی عجب
آپ اپنا نظیر ہے یہہ کلام ؛ — مدح مین اس کی کیا ہین کہولون لب
نعت کی نعت ہے غزل کی غزل — نظم عاصی مین بات ہے یہہ عجب
ہے بلاغت مین سب بے نظیر کلام — بلکہ اعجاز ہے وہ اقرب
ہین نیا رنگ اس مین پاتا ہون ؛ — دیکھتا ہون کلام عاصی جب
صوفیانہ کلام ہے سارا — عشق کے درد سے ہے خالی کب
شعر اس مین نہین کوئی بے لطف — لفظ اس مین نہین کوئی بے ڈہب
نظم عاصی کو غور سے دیکھو ؛ — نظر اس کی ہے شان رحمت رب
گو بظاہر سلیس ہین اشعار — اور باطن مین ہے ادق مطلب
اک طرف اس مین عالمانہ کمال — اک طرف صوفیانہ ہے مشرب
جی مین آتا ہے جان نثار کرون — مین مصنف کو دیکھتا ہون جب
اس کے ہر شعر مین ہے رنگ نیا — اس کی ہر گفتگو سلوک ہے سب
سارا سلجھا ہوا کلام اس کا — کہین الجہا ہوا نہین مطلب
اس کی ستہری زبان ٹکسالی ؛ — اور نکھرا ہوا کلام ہے سب
وہ زمانہ مین ہے ادیب ایسا — جسکو سب مانتے ہین اہل ادب
کیون ہو عاشق رسول ہے وہ — گو بظاہر ہے عاصی اسکا لقب
چاہتا ہے نبی کی چاہ بڑے ہے — کوئی اسکے سوا نہین مطلب
فرحت انگیز ہے کلام ایسا — نکلے پیدا ہو جس سے دلمین طرب
اس سے دشمن ہی شغل دوست مین خوش — صوفیانہ ہے صلح کل مشرب
اسکی آنکھون مین پہرتے ہین دن رات — دشت بطحا و گلشن یثرب
کہتا ہے وہ زیارت اقدس — ٹہیکرا اپنے گہر مین روز و شب

کیا صفت ہو جناب عاصی کی
ہے شعرا میں روشنی جب تک

روکتا ہوں زبان کو میں اب
رہیں یہہ شعر پر ضیا یارب

طبع کا سال سنئے قادر سے
نظم عاصی ہے وجد افزا سب

ولہ

دیکھو کلام عاصی قادر حسین قادر
کیوں فکر کر رہے ہو تاریخ طبع کی تم

عاصی کی جو دعا ہے ہو مستجاب کہدو
کہدو کلام عاصی ہے انتخاب کہدو

از فکر طبع وقاد ناظم ملک سخن استاد فن حضرت نواب محمد علیخان صاحب بہادر ناظم شاگرد رشید حضرت داغ مغفور

ہو گئی خوب کاٹ چھانٹ اسمیں
لایق دید ہے یہہ گلدستہ

خاص مضمون زبان بھی خاصی ہے
انتخاب کلام عاصی ہے۔

قطعات تاریخی از نتیجہ فکر رنگین خاتم سخنوری رشک عرفی و طوسی شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر ولا

کہے دیتا ہے عاصی ایکدن وہ آئیگا عاصی
صلہ اس نعت اقدس کا تجھے ملجائیگا عاصی

ترا دیوان پسند آیا ٹھکانے لگ گئی محنت
جزا تو اپنی محنت کی یقیناً پائیگا عاصی

سبھی کچھ ہو رہیگا دیکھ لینا مین جو کہتا ہون
اگر زندہ رہا عاصی تجھے دکھلائیگا عاصی

مسلم ہے خدای پاک کی جب شان غفاری
تو پھر بخشش سے کیون محروم رکھا جائیگا عاصی

ملیگی تجھکو بخشش کی سند دیوان محشر سے
یہی دیوان تجھے فردوس مین پہنچائیگا عاصی

مزار پاک کی تجھکو زیارت ہو چکی حاصل
قدم بوسی کا موقع بھی کبھی ہاتھ آئیگا عاصی

اگر ملجائے گی جنت طفیل نعت سرور مین
تو کیا تیرا دعاگو بھی وہان جائیگا عاصی

گنہ گاران امت راست ممدوح تو پشتیبان
کرم سے جس کے تو زاہد کا تمغہ پائیگا عاصی

یہ نسخہ خوب ہاتھ آیا سخن سنجی کے صدقے مین
ہر اک زاہد فغان کرتا ہوا پہنچائیگا عاصی

یہ میری ہے دعا مقبول عالم ہو ترا دیوان
تمنائے دلی اپنی خدا بر لائیگا عاصی

ندا آئی ولا دیوان کی تاریخ اشاعت مین
جزائے نعت مین مالک سے بخشا جائیگا عاصی
۲۱ ۶۱۹

ولہ

چھپا جو دیوان نعت سرور ملا ہمین یہ کرم ہے ہمیسر
کتاب کیسا آئی ہے بندہ پرور وثیقہ عفو ساتھ لائی
یہی سے ہے فکر رسا کی خوبی یہی سے ہے تعریف تبعیی کی
فغان عاصی ولا کو پہنچی تو اسکو تاریخ ہاتھ آئی
۱۳۰۲ ۰ ۴۷ ۳۹ ۱۳ھ

ولہ

عشق تو آفریدۂ عشقی است
عاشقت برگزیدۂ عشقی است

فکر عاصی بعفو تو عاشق وپا
کو ندامت کشیدۂ عشقی است

زهی نظم خوشی به نعت رسول
حاصل او عقیدهٔ عشقی است

حسن مضمون نژاد و از سخنش
لطف معنی چکیدهٔ عشقی است

نعت پاک است انتخاب سخن
لطف اشعار چیدهٔ عشقی است

می گریزد رهینش تشبیب
این دعای قصیدهٔ عشقی است

در غزلها قصائد نعتی
بو العجب این جریدهٔ عشقی است

بهر سالش نگاهداشت کلک ولا
حسن دیوان قصیدهٔ عشقی است

ولہ

زہے کلام خجستہ مضمون کہ شد بہ نعت رسول موزون
بہ بارگاہ خدای چون رسید و همتش ز عرشش بالا
بلند شد طالع مصنف کہ جبرئیل امین [illegible]
بجز [illegible] نماوت رساند ہاتف غفران عاصی بہ حق تعالی
۲۱ ۶۱۹ ۱۳۰۲ ۶۱۹

ولہ

عاصی بہ طفیل نعت احمد
گردید بحسن نظم ماجور

از خامهٔ شاعر سخن سنج
شد نعت نبی بہ نظم مذکور

نظمی کہ بنظمهای عالم
یکتاست باتفاق جمهور

نقشی کہ ز خواندن نگاتش
دلهای سخنوران مسرور

نظمی کہ بہ چار دانگ عالم
در شش جهت زمانه مشهور

نظمی بتجلی معانی ز
در عشق نشر و غ غیرت طور

نظمی که ز ترکیبات لفظش
صد عرف خنده لطیفه ه ...

نظمی که معانیش به لفظ
در دیده و چو کوکب مستور

نظمی که بیاض صفحهٔ او
چه تو فتنه شمع کافور

نظمی که مثلث نقاط ش
صد خوشه کشید بشاخ انگور

نظمی که نگار به غالب
بر بسط سپهر گشت مسطور

نظمی که به آسمان بهرت
چون نظم کواکبست منثور

یارای سخن نماند زین پیش
فکرم به حساب عروج مسعود

بنوشت ز پا تحیت سالش
در هر غزلی قصیده نور
١٢١٤ ٢١

وله

زبان رساند بگوشم فغان عاصی را
فغان نشاند بدل آستان عاصی را

علو مرتبه استش ببین به یمن نعت رسول
جزای خلد برین مدح خوان عاصی را

کلام اوست دعائی که خواندنش ادب
جزای خیر دهد (بندگان) عاصی را

سیاه گشتش سبب فخر خانوادهٔ او
شرافتش شرفی داد دودمان عاصی را

زهی خجسته کلامش به نعت پیغمبر
که جبرئیل ببوسد زبان عاصی را

زهی بلندی فکرش که از عروج خیال
سپهر بوسه زند آستان عاصی را

هنروران سخنگو بدل پسند کنند
زبان عاصی و حسن بیان عاصی را

اجابت از در حق چون نیاز و استدعا
دعای عفو گناه زبان عاصی را

خیال عشق گل و بلبل است ناد انی | بگوش ہوش شنو داستان عاصی را
جز این قصیدہ تاریخ ما بدان مسانه | که در تنش بپسہ دند حبان عاصی را

تفصیل نعت بہ دیوان محشر است شرف
(۶۱۹)
کہ مرحبا زند از دل شعیان عاصی را
(۱۳   ۲۰)

ولہ

النظم القدوس فیہ نعت وخلوص | نبشرهٰ ناطقل باللسان المخصوص
قلنا بدل اهتی لہ تاریخا | ما احسن ذٰلک الکلام المنصوص

تقریظ و قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مسیح دوران شاعر ہمہ دان سحر بیان حضرت مولانا حکیم اقتدار حسین صاحب قفس خاص حضرت والدہ صاحبہ مقدسہ سلطان زمان

یک تقریظ بیرے صادق دوست جناب مولوی عبد الرزاق صاحب نامی متخلص محبوب رب العالمین شفیع المذنبین حامی روز جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عاشق شیدا کلام نعتیہ سے اندازہ عشق ہویدا گو یا دل کی زبانی ہے عشق کی کہانی ہے۔ ہر قصیدہ مین رنگ آرزو ہے ہر مضمون مین عشق کی خوشبو ہے ہر بیت حریم محبت ہے ہر مصرعہ رحمت ہے اس باغ

دلکشا ہیں بہار طیبہ روح افزا ہے اس چمن پر فضا ہیں روضۂ پاک کی ہوا ہے یہ
ہے وہ کلام ہے جو برگزیدۂ بارگاہ خیر الانام ہے پسندیدۂ خاطر خاص و عام ہے یہ
نعتستان عاصی ہے کہ عاصی کے لئے نامہ برات ہے وثیقۂ نجات ہے۔
واقف ابوالعلائی نے اس کے طبع کی تاریخ اس طرح عرض کی ہے۔

قطعۂ تاریخ

ہست جانم نعتستان عاصی کرد	گلستان ہست نعت پاک نبی
چون بہ بینم درو دمی خوانم	خوش بیان ہست نعت پاک نبی
مردہ را تازہ زندگی بخشد	ہمہ جان ہست نعت پاک نبی
شد دل اہل انجمن مسرور	بر زبان ہست نعت پاک نبی

گفت تاریخ طبع او واقف
حرز جان ہست نعت پاک نبی
۱۳[illegible] ھ

تقریظ خاتمہ دیوان جلیلہ از قلم اعجاز رقم حضرت مولوی مرزا قاسم علی بیگ صاحب اختر متخلص بہ فقیر اکبر آبادی

تعالی اللہ زہے دیوان عاصی زہے گفتار خوش عنوان عاصی

بنام ایزد زہے سخن و خہے سخنور کہ فہمیدہ نشان عالم معانی را بہ شیوا بیانی این قدسی زبان عجب لذت وجدانی و ذوقی روحانی حاصل است کہ خیال را یارائے اظہار و لسان را مجال گفتار نیست چگونہ این مجموعہ برگزیدۂ پسندیدۂ عالم و عالمیان نگردد کہ نعت فخر کائنات و اشرف ممکنات در ان درج است و گوہر حسن عقیدت درو خرج ہر بیتش مطلع انوار بیت اللہ و ہر شعرش مقطع آثار صبغۃ اللہ زہے نظم این کلام کہ کلیم طور سینائے سخن است ہمانا بقیتش تجذبات ہنائی و تجلیات ایمانی

نخل وادی ایمن است که ایمن از عیب است و از غیب مظهر لمعات للعجب این قدسی نهال چمنستان صداقت که برگ برگش به صفا صفت صفات معانی معطر است از شجرهٔ برگزیده خزان مبرا است باثمار و بغنچش به سخن است و سبوی معانی است و فارسی کلامش به نظام چون کلام اهل بینیده صفا است شعر و فکر شاعر دقیقه شناس معنی پنهان عقده کشا رموز عرفان فروغ بخش بزم یکتائی روشنی افزای انجمن نکته دیده دانش و ضیا گستر بینش در مرخ طاق مولانا مولوی محمد عبدالرزاق و بجو شهیر بین الادانی والاقاصی متخلص به الراسخ . دانش برگزیده نفس و آفاق و صفاتش پسندیدهٔ نظر اشتیاق . الحمد لله این گنجینه معانی که جهان بدو مشتاق بود بدست آمد و افتاد و قلب به دامن امید ما نهاد این گزیدهٔ نتیجهٔ افکار که سرمایهٔ حیات جاودانی و پیرایهٔ زینت دو جهانی است مقبول خاطر آگاهان نه بینش و شنگا حست و گرانگیز پسندیدهٔ هر پسندیده نگاه هر حرفش خزینهٔ معانی و هر نقطه اش نکته ریز ناوک بیانی من که مدتی در انتظار این شاهد غیبی و ظهور لاریبی بودم اکنون نظر مشتاقم بر جمال باکمال او گشاده

بی اختیار زمزمهٔ نظیری بر لبم افتاد

ز فرق تا بقدم هر کجا که می نگرم
کرشمه دامن دل می کشد که جا اینجاست

یارب این گران ارز جواهر را آرایش گوش قدردانان کن و به برکت نعت نبوی و صفات مصطفوی جناب عاصی را از جملهٔ برگزیدگان عالم ساز و عمر و دولت و اولاد او را در حیط امن و امان دار بحق سید الابرار صلی الله علیه و آله وسلم واصحابه

الی یوم القرار فقط

نوٹ چونکہ یہ تاریخین بعد طبع دیوان وصول ہوئین لهذا آخر مین درج کیجاتی ہین

بقیہ قطعات تاریخی

گلِ گلزارِ معانی بلبلِ شیوہ بیانی جناب مولوی انیس احمد صاحب انیسؔ خلف الصدق اُستادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

کیا زبان ہے کیا بیان ہے کیا سخن ہے کیا کلام
بے بدل ہر شعر ہے لاریب لاشک لاکلام
حرفِ زائد سے بری تاریخ بھی نکلی انیسؔ
مرحبا ہے اِک سندِ رحمت کی عاصی کا کلام
۱۳ھ

رقم زدہ نقادِ سخن ماہر ہر فن صاحب فضل و ہنر جناب مولوی صدیق احمد صاحب اثرؔ ناظم عدالت ضلع اورنگ آباد فرزند رشید اُستادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

وہ مئے معنی کھینچی جس پہ فدا ہے بادہ خوار	خوش اثر خوش ذائقہ خوش رنگ خوشبو خوشگوار

یادگار شعر کی ہے اک صورت یہ تاریخ ہی	ہے عجب مسدس عاصی کا کلام بچہ بہار ٣٩ ١٣ ھ

رشک سائیم و کلیم جناب مولوی سلیم احمد صاحب سلیم فرزند

اُستادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

کہا کس نے یہ دیوان غریبانہ دیکھا اثیں خاطر عشاق محزون ہے تماشائی اثر سے کیا جدت سخن میں یہ حصہ حضرت عاصی کا ہے خاصا سلیم اسکی لکھو تاریخ تم بھی	ارشادہ بے بدل ہے بے بہا شعر ہر نقش دو دو ہے ان کی دوا شعر نئے مضمون نئی بندش نیا شعر کہاں ہوتے ہیں اتنا ایسے دلربا شعر یہ الہامات عاصی کے ہیں یا شعر ١٣ ھ

میر میدان سخنوری جناب مولوی سید انورالدین حسین صاحب عتیق

تلمیذ رشید اُستادی حضرت جلیل مدظلہ العالی

عاصی کا سخن ہے کہ گلستان ہے الٰہی تاریخ عتیق اسکی بشاشت یہ نکلی	ہے معنی تر یا گل خندان ہے الٰہی آئینہ جذبات کہ دیوان ہے الٰہی ٣١ ١٣ ھ

شہسوار میدان جادو بیانی جناب مولوی نثار احمد صاحب نثار

برادرزادہ حضرت جلیل مدظلہ

اے خوشا نعت رسول پاک فخر کائنات
یہ وہ نسخہ ہے جو عاصی کو دلاتا ہے نجات
سال چھپنے کا کوئی پوچھے تو یہہ کہہ دو نثار
ہے کلام عاصی شیوا بیان عالی صفات
۱۳ ۲۹

سخنور باکمال جناب مولوی نہال احمد صاحب نہال

اسسٹنٹ مجسٹریٹ فرزند رشید حضرت جلیل مدظلہ

وہ گل نعت کھلے ہیں کہ مہک جنکی نہال
دی صدا بلبل سدرہ نے جو دیوان نکلا

دامن حور کو فردوس میں چھو آتی ہے
چمن خلد کی ان پھولوں سے بو آتی ہے
۱۳ ۲۹

فکر شاعر رنگین بیان جناب مولوی مونس احمد صاحب مونس

فرزند رشید حضرت جلیل مدظلہ

ہم نے مونس وہ سخن کا چمنستان دیکھا
جسکے ہر پھول مین رنگ گل خندان دیکھا
فکر تاریخ جو کی غیب سے آئی آواز
ترجمان دل عشاق یہ دیوان دیکھا

چکیدہ خامہ فیض شمامہ شاعر نازک خیال مولوی غلام دستگیر صاحب ساقی

طبع شد دیوان عاصی مرحبا
تا کند مقبول عام اورا خدا
فکر در تاریخ او ساقی چو کرد
از سروش غیب آمد این ندا
از سر بہجت بگو این مصرعہ
طبع شد دیوان عاصی حبذا
۱۳ ۸۰

دیگر ایضاً

کلام عاصی سے تا قیامت
رہے گا نام و نشان عاصی
یہہ کہدے تاریخ طبع ساقی
کہ اب چھپا ہے فغان عاصی
۱۳۸۰ھ

تمام شد

غلط نامہ دیوان حضرت عاصی

مرتبہ قادر حسین قادر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	میرے	مرے	۱۲	۱۴	تیرے	تیری
״	۶	اسکے	اسکی	״	۱۶	تیرے	تیری
۲	۱۰	تیری	تری	״	۱۶	انکے	انکی
۴	۲	میرے	مرے	۱۳	۷	میرا	مرا
۵	۱۱	تیرے	تری	״	۹	میرا	مر
۶	۱۲	تیرے	ترے	۱۴	۱	میرا	مرا
״	۱۶	مری	میری	״	۵	تیرے	ترے
۷	۱۲	میرا	مرا	״	۹	اپنے	اپنی
״	۱۳	تیری	تری	۱۵	۱	کہے	سجے
״	۱۸	تیری	تری	״	۴	مسطرح	اسطرح
۸	۷	میرے	مرے	״	۱۶	تیرے	ترے
״	۸	تیرے	ترے	۱۶	۵	شیریں سخنی	شیریں سخنی
״	۹	تیری	تری	״	۷	نگہت	نکہت
۹	۱	میرا	مرا	״	۱۸	سبحہ صد دانہ	سبحۂ صد دانہ
״	۹	میرے	مری	۱۷	۱۲	اوغفور	اوغفور و
״	۱۱	میرا	مرا	۱۸	۱۶	تیرے	ترے
۱۰	۱	پار ہاے	پارہ ہاے	۲۰	۱	تیرا	ترا
۱۱	۴	تیرا	ترا	״	۴	تیری	تری
״	۹	تیرے	ترے	״	۸	میرا	مرا
״	۱۱	تیری	تری	״	۹	تیرا	ترا
״	۱۴	تیری	تری	״	۱۶	میرے	مرے
۱۵	۳	تیرا	ترا	״	۱۸	میری	مری
۱۲	۳	اوسکے	اوسکی	۲۱	۱۶	بھرتے بھرتی	بھرتی بھرتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۱۲	تیرے	ترے	۴۴	۱۲	نہ تقی	نہ تھی
۲۵	۳	تیرے	ترے	۴۶	۳	تیرا دیوانہ	ترا دیوانہ
۲۶	۱۵	برستیں	برسیں	۴۷	۱۷	جز یار دینی	جز یار نہ بینی
۲۶	۱۷	افتادہ	فتادہ	۴۹	۹	تیرے	ترے
۲۸	۱۵	چاہ و ذقن	چاہ ذقن	۴۸	۱۲	تیری	تری
۲۹	۵	زیر تو چو پروانہ	زیر تو تو چو پروانہ	۵۰	۱	قدسون کے	قدسیوں کی
۳۰	۶	تیری	تری	″	۵	تیری	تری
۳۲	۶	میری	مری	″	۱۳	اک ایک	اک اک
″	۸	″	″	″	۱۶	حبیب زر	حُبِّ زر
″	۹	″	″	۵۲	۱۰	مُہر	مِہر
″	۱۶	تیرے	ترے	۵۳	۱۴	بو تراب کی	بو تراب کے
۳۳	۲	دو	دو	۵۶	۱	سکی ہے	کی ہے
″	۱۲	گرد و چشم	گرد دو چشم	″	۱۵	بہ نقل و عصا	بہ نقل عصا
۳۶	۳	ہوگئی	ہوگئے	″	۱۹	پارہائے	پارہ ہائے
″	۱۳	دو جسم کی	دو جسم کے	۵۸	۲	حباب	حُباب
″	۱۸	دیکھائی	دکھائی	۵۹	۹	تیرا	ترا
۳۸	۶	نگہت	نکہت	″	۱۶	″	″
۳۹	۸	ہوئے	ہوئی	۶۱	۶	تیرا	ترا
۴۰	۱۲	عصیان	عاصیان	″	۱۲	تیرے	ترے
۴۱	۱۱	اہو لشکے میرے	اہو لشکے میری	″	۱۹	تیرے	ترے
۴۳	۹	اگر یہ ہجر تو	گر یہ ہجر تو	۶۱	۱۲	ایسے سپر	ایسی سپر
″	۱۲	اگر یہ گلستان	گر یہ گلستان	″	۱۵	تیری	تری
۴۴	۵	دغدار	داغدار	″	۱۶	میرے	مرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦١	١٩	میرے	مرے	٧٧	١٨	تیرے	ترے
″	″	میرے	مرے	٧٩	٥	میرے	مرے
٦٢	١	میرے	مرے	٨٠	١٠	تیرے	ترے
٦٣	١٨	دکھا دیجو	دکھا دیجے	″	١١	تیری	تری
″	١٩	میری	مری	٨١	٣	آدمی ہین	آدمی ہین
٦٤	١	رنج و فراق	رنج فراق	″	٨	کشتہ	گشتہ
″	٢	تیرے	ترے	″	١٣	میرے	میری
٦٥	٥	محشر مین نہو	محشر مین نہون	″	١٤	یا رخ تیسح	یا رخ بیسح
″	١٣	تیرا دل	ترا دل	٨٣	٨	آلالش	آلایش
″	١٤	″	″	″	١٨	داغ و دل و جگر	داغ دل و جگر
٦٦	٥	تیرے	ترے	٨٥	٤	تیرے	ترے
″	٦	″	″	٨٦	١٩	تیرے	ترے
″	٩	آنکھین تیرے	آنکھین تری	″	١٧	عقل پر اپنے	عقل پر اپنی
″	١٧	تیری	تری	٨٨	١٠	ہبط	ہبط
٦٨	٤	خضر کے رہبر	خضر سے رہبر	″	١٣	بہر ہدا	بہر خدا
٦٩		تیری	تری	٨٩	١٨	زنیم	زنیم
٧١	٨	من بودم	من دارم	٩١	٢	نکہتہ	نکہت
″	١٧	ابروے	آبروے	″	١١	میرے	ترے
٧٣	٦	داراے	دارا سے	″	١٣	عقل سے اوکے	عقل سے اوکی
″	٩	بہ سلے	بسلے	″	١٣	اقبال سے	اقبال سے
٧٥	٨	گنیج	گنج	٩٣	٦	سر نوشتہ	عقدہ کشش
٧٦	٨	تیرا	ترا	٩٥	٣	تیرے	ترے
٧٧	١٢	تیری	تری	″	٣	تیرے	میرے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۸	۴	تیری	تری	۱۱۰	۱۰	تیرا	ترا
″	۶	تیرا	ترا	″	۱۸	محبت کی پہولونمین	محبت کے پہولونمین
″	۱۴	اپنے انکہہ	اپنی آنکہہ	۱۱۱	۱۳	شب	سب
۹۹	۱	میرسے خستہ نثار	میری خستہ نثار	″	۱۷	رکہہ لیگا	رکو لینا
″	۱۹	میرسے	مرسے	″	۱۹	تیرسے چتون	تری چتون
″	۱۶	تیری	تری	۱۱۱	۷	تیرسے	ترسے
۱۷	۱	میرسے جان	تری جان	″	۱۴	تیرسے درکو	ترسے درکو
″	۲	تیری	تری	″	″	جنباؤن سے تیرا	جنباؤن کے تیرا
″	۶	کرتے تجے	ترسے تجے	″	۱۵	تیرسے	تری
″		تیرسے درکو	ترسے درکو	″	۱۸	بیرخم تڑپہلے	بیرخم ترپہلے
″	۱۱	تیرسے	ترسے	۱۱۲	۴	تیرسے	ترسے
″	۱۲	میرسے	مرسے	″	۸	تیرسے	ترسے
۱۰۰	۱۱	غفوررحیم	غفور و رحیم	″	۱۲	تیری	تری
۱۰۳		حورمین بہی	حورین بہی	″	۱۵	تیرا	ترا
۱۰۵	۱	لکہوین	لکہہ ین	″	۱۹	میرسے عمر بہرکی	میری عمر بہرکی
″	۴	مہ خورشید	مہرو خورشید	۱۱۴	۱۵	تیرسے	ترسے
″	۱۱	سکتے نہین	کہلتے نہین	″	۱۸	تیرسے بزم مین	تری بزم مین
۱۰۸	۴	ریوادست	ریوداست	″	۱۹	کہنچے ہین	کہینچتے ہین
″	۱۶	ہرقیامت	مہرقیامت	۱۱۵	۲	میرسے	مرسے
۱۰۹	۱	ملجاوا و اسے	ملجاو ماو اسے	″	۹	تیری	تری
″	۱۶	رصوان	رضوان	″	۱۰	میرسے	مرسے
۱۱۰	۲	میر نگینے تیرسے	میرے نگین سے تری	″	۱۳	میری	مری
″	۱۵	تیری	تری	″	″	تیری محو تماشہ	ترسے محو تماشہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۶	۴	تیرے	ترے	۱۲۶	۲	آنکھین میرے	آنکھین مری
״	۹	ہمارے	ہماری	۱۲۷	۷	میرا	مرا
۱۱۷	۴	رنگین ہین	رنگین ہین	״	״	بزم مین اونکے	بزم مین اونکی
״	۷	اوسکے	اوسکی	״	۱۷	میرے	مرے
״	۲	ہے	ہین	״	۱۹	تیری	تری
״	۱۲	کیسکے نگاہونکو	کسکی نگاہونکو	۱۲۸	۱	تیرے	ترے
۱۱۸	۲	کے	کی	״	۴	ہٹی کو ہمارے	ہٹی کو ہماری
״	۲	میری	مری	״	۵	تیرے	ترے
״	۴	ہستی مین	ہستی مینا	״	۹	تیرے	ترے
״	۱۰	آنکھونمین میرے	آنکھونمین میری	۱۳۰	۲	تیری	تری
۱۱۹	۲	جگر مین	جگر مین	״	۹	گھبرائین	گھبرائین
״	۵	آنکھون ہماے اپنے	آنکھو نگا اپنی	״	۷	ترپ ہو اکر	تڑپ کر
״	۱۰	تیری	تری	״	۸	گیسوے	گیسوے
۱۲۰	۳	میرے	مرے	۱۳۱	۹	میری	مری
״	۱۰	میرے	مرے	״	״	راہبری	راہ بر
۱۲۱	۹	میرے	مرے	״	۱۰	تیرا	ترا
״	״	״	״	״	۱۲	قد بالا سے	ترے قد سے بالا ہو
۱۲۲	۴	کا	کی	״	۱۵	تیرے زلف	تری زلف
״	۱۴	میرے	مری	۱۳۲	۲	تیری	تری
۱۲۴	۴	تیرے	ترے	״	۱۱	ہلا داغ	ملا داغ
״	۱۰	بلا کے موجبین	بلا کی موجبین	״	۱۶	دستمار	دستار
״	۱۸	میرا	مرا	۱۳۳	۱۷	نہ پرشش	نہ پرسش
۱۲۶	۲	جتنے	جتنا	״	۱۹	کھاسکے ہٹی	کبھی نہ کھائیگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۴	۶	سہ پہر	سہ دو پہر	۱۴۳	۲	تیرا	ترا
״	۱۰	میری	مری	״	۶	ٹھوکر دامن ہے تیرے	ٹھوکر دامن ہے تری
״	״	میرے	مرے	״	۶	بل کے	ل کے
״	۱۸	میری تھا	مری تھا	״	۱۲	میرا	مرا
۱۳۵	۱	مردوس	فردوس	۱۴۴	۱	تیرے یاد رخسار	تری یاد رخسار
״	۱۲	تیرے	ترے	״	۱۴	دینی تھی	دینی تھی
״	۱۴	بہری	بہرے	۱۴۵	۷	کرم	کردم
۱۳۶	۵	ادن جنی	ان بن نی	״	۹	گردن نہ دل	گردونہ دل
״	۶	میرے جانب	مری جانب	״	۱۵	مقتلم	عقسلم
״	۸	تیرا	ترا	۱۴۷	۴	کربلالست	کربلاست
״	۹	میری	مری	״	۶	حباپ	حباب
״	״	آنکھہ مین	آنکھون مین	۱۵۰	۱۹	نغزبیر	نغز
״	۱۰	تیرے	ترے	۱۵۱	۵	بری ہوگی	ہری ہوگی
״	۱۵	״	״	״	۱۰	تیری	تری
״	۱۰	زمین مین ترے	زمین مین تری	۱۵۳	۱۳	کیون ہو	کیون ہون
۱۳۷	۲	منی کے مورتون	مٹی کی مورتون	۱۵۴	۳	میرے	مرے
״	۱۶	نوزذات	نورذات	״	۱۴	تیری	تری
۱۳۹	۶	میرے آہوئے	مری آہوئے	۱۵۵	۱۵	بڑے ہین	بڑے ہین
״	״	تیرے	ترے	۱۵۶	۱۱	اس جملہ غزل مین بجائے	مرے آگے کے
۱۴۰	۱	کسکو	کسکی	۱۵۷	۱۴	میرے آگے کے	تصحیح کرلیجائے ...
״	۱۳	زلفون کا تیرے	زلفون کا تیری	״	۱۹	وہ ہے	وہ ہین
״	۴	تیرے یاد خرگان	تری یاد خرگان	۱۶۰	۶	تیرے	ترے
۱۴۲	۱	میرے	مرے	״	۷	میری	مری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۶	میری	مری	۱۶۸	۱۰	جو ہتے ہو سہے	جو تو ہے ہو ست
״	۰	تیرے	ترے	۱۸۱	۱۵	تیرے	ترے
״	۱۳	میرے	مرے	۱۶۲	۷	سینے حالت	سہنی حالت
״	۱۵	دخست زر	دختِ رز	۱۶۴	۲	فرو	فشرد
״	۱۸	تیرے	ترے	״	۱۳	تیرے	ترے
۱۶۰	۲	״	״	۱۶۸	۱۹	پہہ	پہ
״	۹	״	״	۱۸۱	۷	تیرے	ترے
״	۱۰	حم	خُم	״	۹	تیرے	ترے
״	״	تیرے	ترے	۱۸۳	۷	تیرے	ترے
״	۱۴	بربہی	بڑہی	״	۱۴	تیرے	ترے
۱۶۱	۳	تیری	تری	״	۱۸	خاتم کے	حاتم کی
״	۱۴ شعر	غلطی سے دوسری غزل کا شعر شریک ہو گیا		۱۸۵	۴	سندگشتر	امید نگشتر
״	۰ شعر	״	״	۱۸۶	۶	گشتہ	گشتہ
۱۶۲	۱۰	تیرا	ترا	۱۸۷	۲	بیایم	بیایم
۱۶۳	۳	میری تمنا	مری تمنا	״	۶	دام	دارم
״	۱۰	ثواب لگی	ثواب دگی	۱۹۰	۵	پابند	پابند
۱۶۴	۲	کرنے نہیں	کرتے ہیں	۱۹۴	۲	باقی	قاتل
״	״	بہی	بہی	״	۵	دلکاہ عوی	دل کا دعویٰ
۱۶۵	۷	حیتم	ششم	״	۸	بیگانہ	بنیگا
۱۶۶	۴	جیشم	بحیشم	۱۹۵	۲	یہی	بہی
۱۶۷	۷	دکھاتا	دکھانا	״	״	ہیرا	مرا
۱۶۹	۴	حضرت اوس سے	حضرت دل وس سے	״	۶	دادوان	داد دون
״	״	رونگردی	ردنگردی	״	۱۲	پہ ہے	پہ ہے -

صفحہ	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣٤								
؍؍	١٩٨	٧	سبے کیا	کرہے کیا	٢٢٤	١٢	آپکی دہوم	آپکی گلشن ہین دہوم
؍؍	؍؍	٩	سارے	ساری	؍؍	١٥	جرن نیاہے	جوبن نیاہے
؍؍	١٩٩	٢	کرسکے زوار کے	کرتے تھے زوار کے	٢٢٩	٦	بلاگہیرے ہے	بلاگہیری ہے
٣٥	؍؍	٣	بھٹول	بہول	٢٣٠	١٠	امیدواران	امیدواران
؍؍	٢٠١	١٣	میری	مری	٢٣١	٩	رنور او	زنور او
؍؍	٢٠٥	١٢	جہکتے ہین	جہکتی ہین	٢٣٣	١	گنہگارم	گنہگار
٣٦	؍؍	١٥	تیرے	ترے	٢٣٥	٦	بہ تنر نسید	بہ تنر نسید
؍؍	؍؍	١٦	تیرا	ترا	؍؍	١١	عصائی اوست	عصائی اوست
؍؍	٢١٠	١٩	شیطان رجیم	شیطان رجیم	؍؍	١٤	نزندشت	نغزندست
؍؍	٢١٣	١٦	پہول ہولن گلشن	پہول ہونگی گلشن	٢٤٠	٩	ہبنی	بھبنی
؍؍	؍؍	١٩	میرے	مرے	٢٤١	٣	نردبان ہین	نردبان ہے
؍؍	٢١٣	٧	میری	مری	٢٤٤	١٥	رکھناہے قدم	رکہنا قدم
؍؍	؍؍	٩	ہوشنم	ہوشنم	٢٤٥	١٣	تہین	تہی
؍؍	؍؍	١٧	مئی کیف	مئی وکیف	٢٤٩	١	دوروپنہان	درو پنہان
١٣٧	٢١٤	١٧	نگاچراغ	دل کا چراغ	٢٥١	٤	ہوالقلاب	ہوا انقلاب
؍؍	٢١٥	٨	کنج خرابات	گنج خرابات	٢٥٣	١٣	پرجلا	برجلا
١٣٩	؍؍	١٠	جنہ رتی	جراءت	٢٥٥	٧	رخم دل	زخم دل
؍؍	٢١٦	٩	شیشہ سے جدا	شیشہ ہی جدا	٢٥٦	١	برم دخوش	خورم وخوش
١٤٠	؍؍	١٨	وسعت ہوکشی	دست سبو کشی	؍؍	١٢	اثردہام	ازدہام
؍؍	٢١٧	١	دا	وا	٢٥٩	٤	اثردہام	ازدہام
؍؍	٢١٨	١٧	ذکرسے	ذکر ہی سے	؍؍	٨	ل سکے اب	ل سکے کراب
١٤٣	٢٢٣	٥	مرے	میرے	؍؍	٦	حادم احباب	خادم ہوا حباب
	٢٢٤	٤	میکر	میکدہ	٢٦٢	٦	خوذرا	جو ذرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۳	۱۱	مخزون	محزون	۲۷۲	۳	بسد	بشد
〃	۱۸	روتا ہے کب تک	روتا رہے کب تک	〃	۹	بہ خرم تو	بہ بزم تو
۲۶۴	۱۰	حریفان تو	حریفان نو	〃	۱۰	بو بخرم تو مروانہ	سبحہ صد دانہ
〃	۱۴	جو بہار	جوئبار	۲۷۴	۱۱	زخم دلداغ جگر	زخم دل داغ جگر
〃	۱۴	بہاد	بباد	〃	۵	ہوس ناکون	ہوسناکون
۲۶۵	۱	نگشتہ	گشتہ	۲۷۵	۱۰	سیہ خاک	سپہری خاک
〃	۲	بتبشش	ببخشش	۲۷۶	۱۰	غریب ہون	غریب ہون
〃	۸	جو دوکرم	جود وکرم	〃	۱۵	کہتا ہے کر	کہتا ہے دل کہ
〃	۱۱	غلامی دور	غلامی سے دور	۲۷۷	۲	گمان مجھے	گمان ہے مجھے
〃	۱۳	دریا ہے بہتا	دریا ہے	〃	۵	نعمت	نغمت
۲۶۶	۷	میری	مری	〃	۹	دیکھے تو	دیکھے تو
〃	۱۸	مسلمان ہیں	مسلمان ہیں	〃	۱۲	حسن وجانانہ	حسن جانانہ
۲۶۷	۸	از	اسے	〃	۱۸	نگاز	یگانہ
۲۶۷	۱۱	از صد ہزار	صد ہزار	۲۷۸	۱	داہ شکستہ ہو کر	دہ شکستہ ہو کہ
۲۶۸	۹	رحمت اکرام	زحمت اکرام	〃	۳	بگرہ دیر	بگرد دیر
۲۶۹	۱۷	اخون جگر	با خون جگر	〃	۷	زہد و	زاہد و
〃	۱۸	شت جنون	وحشت جنون	〃	۱۴	معلوم ہو گا روز حشر	معلوم روز حشر
۲۷۰	۷	بلبل و گلشن ہیں نہ	بلبل و گل ہم نہیں	〃	〃	ہیں اوسکے	ہیں اوس کے
〃	۵	سبحہ خوان	سبحہ خوان	۲۷۹	۵	نگہ سشنہ نمی	نگہ چشم شکرین
〃	۱۰	درنگاہ غم	درکار گاہ غم	〃	۹	یاسمن	یاسمین
۲۷۱	۱	نہ تیغ	بہ تیغ	〃	۱۴	بروخ	برخ
〃	۲	ازرو	آرزو	〃	۱۴	آنگبین	انگبین
〃	۱۵	خاناک	خاشاک	〃	۱۵	تھی ہیں	تھیں ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۹	۱۹	نہ صحابت	نہ صحابہ سے	۲۹۱	۴	تہی کنیت	کنیت
۲۸۰	۱	اس نکس میں	اس نگمیں میں	//	۱۲	عرب کے ہو زبانیں	عرب کی ہو زبانیں
//	۲	دیکھا جانہ	دکھا جانا	۲۹۴	۱۳	ندادت	ندرت
//	۱۴	میرے آغوش	میری آغوش	۲۹۵	۱۲	سرمانہ ناز	سرمایۂ ناز
//	//	بھی وہ	بھی وہ	۲۹۶	۴	ہر ہیت روشن	ہر جہت روشن
//	۱۷	تری	تیری	۲۹۸	۱۲	دلکشش ہیں	دلکشش اہل کمال
۳۰۱	۳	ہیچوستان	ہیچو سفاں	۲۹۹	۸	بانگ آوانہ	بانگ آواز
//	۱۵	موت پیغام	موت کا پیغام	۳۰۰	۹	غلام قادر	نادر حسین
۳۰۲	۱	کیاں	کیوں	//	۱۱	عاصی کے بیان	عاصی کی بیان
۳۰۳	۱۸	تم بر دسہ	تم بہر دسہ	۳۰۱	۸	نظمہ	نظم
۳۰۴	۷	نایا تری	نایاں تری	//	۱۲	برشعار	برشعر
//	۸	نازل دیکھی	نازل دیکھا	//	۴	سہری	ستری
//	۱۰	ہر شے سے	ہر شئے سے ہے	//	۱۵	دوست ہیں شا	دوست ہیں شاد
//	۱۲	فیر حق کے	جز حق کے	۳۰۴	۴	منیشن	زہنیشن
۳۰۵	۱	کرہے	کرتا ہے	//	۲	نگہداشت نک دلا	نگہداشت دلا
//	۱۳	ماہ کام ہیں	ماہ تمام ہیں	۳۰۵	۶	مہر نگینت	مہر نگین
۳۰۶	۵	شہید تبہ ہوں	شہید ہوں	//	۱۹	استجال	استقبال
//	//	ماتم تمام	ماہ تمام	۳۰۶	۱۴	زبانسے ہے	زبانی
۳۰۷	۴	اہل درکو	اہل درد کو دیکھ	//	//	آرزدہ	آرزو
۳۰۸	۵	ہوئی عقدسے	ہوئی ہے عقد سے	۳۰۷	//	زندکی	زندگی
//	۹	باصف کے	باصفا کے	//	۱۸	تپایا	چپایا
//	۱۳	قرآن	قران	۳۰۸	۷	آفاق	آفاق
//	۱۴	جاہ وحشت	جاہ وحشمت	//	۱۰	حزینہ	تحزینہ
				//	۱۵	وبرکت	و برکت

تمت بالخیر